عمران سیریز

ٹاپ چیلنج

ظہیر احمد

محترم قارئین

السلام علیکم!

میرا نیا ناول ''ٹاپ چیلنج'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول آپ کے سامنے عرصہ تین سال کی غیر حاضری کے بعد پیش کیا جا رہا ہے۔ تین سالوں تک میں آپ سے دور رہا اور آپ میرے ناولوں کے انتظار میں رہے اس لئے میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں۔ ان تین سالوں میں، میں کہاں تھا، کیا کرتا رہا اور عمران سیریز کیوں نہیں لکھ سکا اس کے پس پردہ ایک طویل کہانی ہے۔ میں وقت آنے پر اس کی وضاحت ضرور کروں گا لیکن ابھی نہیں کیونکہ ابھی میں نے تین سالوں پر محیط کہانی شروع کر دی تو عمران سیریز کی بجائے آپ مصنف سیریز پڑھنے پر مجبور ہو جائیں گے اور آپ کو ظاہر ہے مصنف سیریز پڑھنے کا کوئی شوق نہیں ہو گا اس لئے عمران سیریز پر ہی اکتفاء کیجئے۔

تین سالوں کے بعد میں ایک بار پھر آپ کی عدالت میں ہوں۔ میرے لکھے ہوئے سابقہ ناولوں سے آپ سے جو مجھے پذیرائی ملی تھی وہ اب بھی میرے دل میں گہرے نقوش کی طرح موجود ہے۔ میں نے کوشش تو کی ہے کہ آپ کے اعلیٰ ذوق اور

اعلیٰ معیار کو برقرار رکھوں اور ایسی کہانی تحریر کروں جو آپ کی
امیدوں پر پوری اترے اور آپ کے دلوں میں تین سالوں کا جو
خلاء ہے وہ ختم ہو جائے۔ میں اپنی کوشش میں کہاں تک کامیاب
ہوا ہوں یہ تو آپ کے خطوط سے ہی مجھے علم ہو گا۔ مجھے امید ہے
کہ آپ مجھے اپنی آراء سے ضرور نوازیں گے اور ناول پڑھ کر یہ
ضرور کہیں گے کہ دیر آئید درست آئید۔

آپ کے خطوط میرے لئے سند اور مشعل راہ ہوتے ہیں اس
لئے براہ کرم مجھے ان سے محروم نہ کیجئے گا اور میں شدت سے آپ
کی آراء کا منتظر رہوں گا۔

آخر میں، میں ارسلان پبلی کیشنز اور جناب محمد اشرف قریشی
صاحب کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس
طویل مدت کے بعد ایک بار پھر مجھے اپنے ادارے کی زینت بنایا
اور میرے ناول آپ تک پہنچانے میں معاونت کی۔ گو کہ ان کے
لئے شکریہ کا لفظ بہت کم ہے مگر پھر بھی ان کا بہت بہت شکریہ۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

ظہیر احمد

عمران نے کار ہوٹل فل مون کی پارکنگ میں روکی اور کار کا
انجن بند کر کے دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ وہ کار سے نکلا تو
پارکنگ بوائے تیزی سے چلتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔

”سلام صاحب“...... پارکنگ بوائے نے عمران کو مخصوص انداز
میں سلام کیا تو عمران نے اس کے سلام کا جواب دیا اور اس سے
مصافحہ کیا۔

”کیسے ہو وحید۔ گھر میں سب ٹھیک ہیں نا“...... عمران نے
پوچھا۔ وہ چونکہ اکثر اس ہوٹل میں آتا رہتا تھا اس لئے پارکنگ
بوائے اس سے اچھی طرح واقف ہو گیا تھا۔ عمران جب بھی وہاں
آتا تھا تو وہ خاص طور پر اس سے سلام دعا کرتا تھا۔

”اللہ کا شکر ہے صاحب۔ سب ٹھیک ہیں“...... پارکنگ بوائے
نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں جواب دیا۔

''اور کوئی خاص بات''...... عمران نے پوچھا۔

''میں آج آپ کا خاص طور پر انتظار کر رہا تھا صاحب''۔ پارکنگ بوائے نے کہا۔

''اچھا۔ خیریت ہے نا''...... عمران نے کہا۔ پارکنگ بوائے نے کوٹ پہن رکھا تھا۔ اس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک کارڈ نکال لیا۔

''یہ دیکھیں صاحب''...... پارکنگ بوائے نے کارڈ عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو عمران نے اس سے کارڈ لیا اور پھر وہ یکلخت چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں انتہائی حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔ کارڈ گہرے سبز رنگ کا تھا اور اس پر بلیک سیکارلی کا نام لکھا ہوا تھا۔ نیچے ایکریمیا کی ریاست ولنگٹن کے ایک شہر اوہازی کے ماسٹر ہوٹل کا نام اور پتہ لکھا تھا۔ اوپر ایک کونے میں سیل فون نمبر تھا اور دوسرے کونے میں سرخ رنگ کا خنجر بنا ہوا تھا۔ خنجر اس انداز میں پرنٹ کیا گیا تھا جیسے وہ آدھا کارڈ میں گڑا ہوا ہو۔ خنجر کے ارد گرد خون کے چھینٹے سے اڑتے دکھائی دے رہے تھے۔

''یہ کارڈ تمہیں کہاں سے ملا ہے''...... عمران نے کارڈ کو غور سے دیکھتے ہوئے پارکنگ بوائے سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''کل یہاں ایک آدمی آیا تھا صاحب۔ اس نے مجھ سے آپ کے بارے میں پوچھا تھا۔ پھر اس نے یہ کارڈ مجھے دیا اور کہا کہ

آپ جب بھی یہاں آئیں تو میں یہ کارڈ آپ کو دے دوں''۔ پارکنگ بوائے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کون تھا وہ آدمی۔ کیا نام تھا اس کا''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اس نے مجھے اپنا نام نہیں بتایا تھا۔ نہ ہی میں اسے جانتا ہوں۔ شکل و صورت سے البتہ وہ غیر ملکی ہی معلوم ہو رہا تھا''۔ پارکنگ بوائے نے کہا۔

''اس کا حلیہ کیسا تھا''...... عمران نے پوچھا تو پارکنگ بوائے عمران کو غیر ملکی کا حلیہ بتانے لگا۔ وہ عمران کو شوگران کے کسی آدمی کا حلیہ بتا رہا تھا جو دبلا پتلا ہونے کے ساتھ لمبا اور سر سے گنجا تھا۔ اس کی ناک پچکی ہوئی تھی اور اس کے ہونٹ باریک تھے۔

''اس آدمی کی اور کوئی خاص نشانی''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں صاحب۔ اس کے دائیں کان کے نیچے گردن پر ایک پرانے زخم کا نشان تھا جس کے ٹانکے ابھرے ہوئے تھے''۔ پارکنگ بوائے نے جواب دیا تو عمران نے اس کا بتایا ہوا حلیہ ذہن نشین کر لیا۔ اس حلیئے کا کوئی شوگرانی اس کے ذہن کے پردے پر اجاگر نہیں ہو رہا تھا جسے وہ جانتا ہو۔

''اس نے میرے بارے میں تم سے کیا پوچھا تھا''...... عمران نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

''اس نے آپ کا نام اور آپ کی سپورٹس کار کے بارے میں

بتاتے ہوئے پوچھا تھا کہ کیا میں آپ کو جانتا ہوں اور آپ کب یہاں آتے ہیں تو میں نے اسے بتا دیا۔ اس نے جیب سے کارڈ نکال کر مجھے دیا کہ آپ جیسے ہی یہاں آئیں میں یہ کارڈ آپ کو دے دوں۔ اس نے مجھے پانچ سو روپے بھی دیئے تھے اور کہا تھا کہ یہ کارڈ ہر صورت میں مجھے آپ کو دینا ہے“...... پارکنگ بوائے نے کہا۔

”اور کچھ“...... عمران نے کہا۔

”نہیں صاحب۔ کارڈ دے کر وہ جیسے آیا تھا ویسے ہی چلا گیا“...... پارکنگ بوائے نے جواب دیا۔

”کیسے آیا تھا وہ یہاں۔ کوئی کار وغیرہ“...... عمران نے کہا۔

”ہاں صاحب۔ وہ سفید رنگ کی کار میں آیا تھا۔ نئے ماڈل کی سوزوکی کار تھی“...... پارکنگ بوائے نے کہا۔

”اس کار کا نمبر یاد ہے تمہیں“...... عمران نے پوچھا۔

”ہاں صاحب۔ اس نے چونکہ خاص طور پر آپ کا نام لیا تھا اس لئے میں نے اس کی کار کا نمبر نوٹ کر لیا تھا“...... پارکنگ بوائے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بہت خوب۔ کیا نمبر ہے“...... عمران نے پوچھا تو پارکنگ بوائے نے کار کا نمبر بتا دیا۔ عمران نے جیب سے پانچ سو روپے کا نوٹ نکالا اور پارکنگ بوائے کی طرف بڑھا دیا۔

”یہ لو تمہارا انعام“...... عمران نے کہا۔

”ارے نہیں صاحب۔ اس غیر ملکی نے مجھے روپے دیئے تھے“۔ پارکنگ بوائے نے کہا۔

”وہ اس نے دیئے تھے اور یہ میں دے رہا ہوں۔ رکھ لو۔ تمہیں پانچ سو روپے کا نوٹ دیتے ہوئے میرا دل کانپ رہا ہے۔ مہنگائی کے اس دور میں کوئی بغیر کسی وجہ کے کسی کو پانچ روپے بھی نہیں دیتا لیکن تم نے میرے لئے خاص طور پر اس کار کا نمبر یاد رکھا اس لئے میں تمہیں انعام دے رہا ہوں“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو پارکنگ بوائے نے بھی مسکراتے ہوئے نوٹ لے کر جیب میں رکھ لیا۔

”شکریہ صاحب“...... پارکنگ بوائے نے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اس نے پارکنگ بوائے کا دیا ہوا کارڈ جیب میں رکھ لیا تھا۔ کارڈ پر بنا ہوا خنجر اور بلیک سیکارلی کا نام اس کے ذہن میں ہتھوڑے کی ضربوں کی طرح لگ رہا تھا۔

عمران، بلیک سیکارلی کو بخوبی جانتا تھا۔ بلیک سیکارلی ایکریمیا کا ٹاپ ایجنٹ ون تھا جو انتہائی ذہین، شاطر اور نہایت تیز رفتاری سے کام کرتا تھا۔ یہ ایجنٹ اکیلا نہیں تھا بلکہ اس کے چار اور بھی ساتھی تھے جو اس کی طرح بہادر، خطرناک اور انتہائی سفاک ہونے کے ساتھ ساتھ ذہین بھی تھے۔ بلیک سیکارلی ان کا باس تھا اور اس نے اپنی ایک چھوٹی سی ایجنسی بھی بنائی ہوئی تھی جس کا نام نائف بلڈ تھا اور یہ ایجنسی اسی طرح کارڈ میں گڑھے ہوئے خنجر کا سائن استعمال

کرتی تھی۔ کارڈ میں گڑا ہوا سرخ رنگ کا خنجر جس کے گرد خون کے چھینٹے اڑتے دکھائی دیتے تھے۔ بلیک سیکارلی چونکہ ٹاپ ون ایجنٹ تھا اس لئے وہ ایکریمیا کے مخصوص اور ٹاپ مشنز پر ہی کام کرتا تھا اور وہ جہاں بھی جاتا تھا اس کے چار ساتھی اس کے ساتھ ہی ہوتے تھے اور یہ سب ٹاپ فائیو کہلاتے تھے۔

بلیک سیکارلی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں عمران کے پاس جو انفارمیشن تھی اس کے مطابق اس گروپ میں بلیک سیکارلی سمیت تین مرد اور دو نوجوان لڑکیاں شامل تھیں۔ ان سب کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ یہ لوگ جس ملک میں دیکھے جاتے تھے اس ملک کی سالمیت اور بقاء خطرے میں پڑ جاتی تھی۔ وہ اپنے کسی بھی مشن کو مکمل کرنے کے لئے تیز ترین ایکشن کرتے تھے اور اپنے راستے میں آنے والی ہر دیوار کو گرا کر وہ اپنی منزل مقصود تک پہنچ جاتے تھے اور مشن کی تکمیل کے لئے وہ لاشوں کے ڈھیر لگانے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ دوسرے لفظوں میں ان کا کام ڈیشنگ ایجنٹوں جیسا ہی تھا جو اپنے مشن کو پورا کرنے کے لئے تیز ترین ایکشن بھی کرتے تھے اور ہر قسم کے اسلحے کا بے دریغ استعمال بھی۔

گو کہ عمران کا کبھی بلیک سیکارلی اور اس کی نائف بلڈ ایجنسی سے ٹکراؤ تو نہیں ہوا تھا لیکن ان لوگوں کے کام کرنے کا انداز اور انہوں نے غیر ممالک میں جتنی بھی کامیابیاں حاصل کی تھیں اس

کے بارے میں عمران کے پاس تمام معلومات تھی اور یہی وجہ تھی کہ وہ کارڈ پر بلیک سیکارلی کا نام اور سرخ خنجر کو دیکھ کر چونک پڑا تھا۔ کارڈ دیکھ کر عمران کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ٹاپ فائیو یہاں پاکیشیا میں ہی موجود ہیں لیکن یہ کارڈ عمران تک کیوں پہنچایا گیا تھا اور وہ غیر ملکی کون تھا جو اس ہوٹل کے پارکنگ بوائے کو یہ کارڈ دے گیا تھا۔ اگر یہ کارڈ اسے عمران کو ہی دینا مقصود تھا تو وہ کسی اور ذریعے سے بھی کارڈ اس تک پہنچا سکتا تھا پھر اس نے پارکنگ بوائے کا ہی انتخاب کیوں کیا۔

عمران ہوٹل فل مون میں عموماً لنچ کرنے کے لئے آتا تھا۔ ان دنوں چونکہ سلیمان اپنے آبائی گاؤں گیا ہوا تھا اس لئے عمران اس ہوٹل میں پچھلے ایک ہفتے سے باقاعدگی سے آ رہا تھا۔ اس ہوٹل کے ریسٹورنٹ کا کھانا اور ماحول عمران کے ذوق کے عین مطابق تھا اس لئے عمران مقررہ وقت پر یہیں آ کر لنچ کرتا تھا۔ ریسٹورنٹ میں آ کر عمران نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں تو ہال فل تھا۔ اس کے لئے چونکہ روزانہ ایک ٹیبل ریزرو رہتی تھی اس لئے وہاں کوئی نہیں تھا۔ میز پر اس کے نام کی ریزرویشن کی پلیٹ لگی ہوئی تھی۔ عمران اپنی مخصوص میز کی طرف جانے کی بجائے ہال کی دوسری طرف بڑھتا چلا گیا۔

ہال سے نکل کر وہ ایک راہداری میں آیا جس کے اختتام پر جینٹس واش روم کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ عمران واش روم کی طرف بڑھ

گیا۔ واش روم خالی تھا۔ البتہ ایک نگران وہاں موجود تھا جو فرش پر وائپر سے صفائی کر رہا تھا۔ عمران ایک واش روم میں گھس گیا۔ اس نے اندر جاتے ہی نل کھول دیا جس سے واش روم میں پانی گرنے کی تیز آواز پیدا ہونے لگی۔ عمران نے اپنی ریسٹ واچ کا ونڈ بٹن کھینچا اور تیزی سے سوئیوں کو گردش دینے لگا۔ جب دونوں سوئیاں نائن پر آ گئیں تو اس نے ونڈ بٹن پریس کر دیا اور گھڑی کے ڈائل پر لگے شیشے کو مخصوص انداز میں پریس کرنے لگا۔ ابھی اس نے دو تین بار ہی شیشہ پریس کیا ہو گا کہ ڈائل پر موجود نو کا ہندسہ چمکنے لگا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ پرنس آف ڈھمپ کالنگ۔ اوور''...... عمران نے نو کے ہندسے کو چمکتے دیکھ کر واچ اپنے منہ کے قریب کر کے سرگوشیانہ مگر تیز انداز میں مسلسل بولنا شروع کر دیا۔

''یس باس۔ ٹی اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ٹائیگر کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''ایک حلیہ نوٹ کرو اور معلوم کرو کہ یہ کون ہے اور کہاں ہے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ بتائیں۔ اوور''...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا تو عمران اسے پارکنگ بوائے کے بتائے ہوئے غیر ملکی کے حلیئے کے بارے میں بتانے لگا۔ ساتھ ہی اس نے کار کا رنگ، ماڈل اور نمبر بھی بتا دیا۔

''اوکے باس۔ اوور''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میں ایک گھنٹے تک اپنے فلیٹ میں پہنچ جاؤں گا۔ اس آدمی کے بارے میں جو بھی معلومات ملے مجھے وہیں بتا دینا۔ اوور''۔ عمران نے کہا۔

''یس باس۔ اوور''...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا اور پھر اس نے واچ ٹرانسمیٹر آف کیا اور واش روم سے باہر آ گیا۔ واش روم سے نکل کر وہ دوبارہ ہال میں آیا اور اپنی مخصوص میز پر آ کر بیٹھ گیا۔ جیسے ہی اس نے کرسی سنبھالی ویٹر فوراً اس کے سر پر پہنچ گیا۔

''یس سر۔ کیا لاؤں آپ کے لئے''...... ویٹر نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں پنسل اور نوٹ پیڈ تھا جس پر وہ آرڈر نوٹ کرتا تھا۔

''کیا لا سکتے ہو''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں پوچھا۔

''جو آپ کہیں گے لاؤں گا جناب۔ آپ حکم کریں''...... ویٹر نے اسی انداز میں کہا۔

''شاہی انداز میں حکم کروں یا سرکاری انداز میں''...... عمران نے کہا تو اس کے ارد گرد بیٹھے ہوئے لوگوں کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ پھیل گئی۔

''اگر آپ کا تعلق کسی شاہی خاندان سے ہے تو شاہانہ انداز میں حکم فرمائیں اور اگر آپ کسی اعلیٰ سرکاری عہدے پر فائز ہیں تو

تب بھی آپ کا انداز شاہانہ ہی ہو گا۔ دونوں میں فرق تو نہیں ہے''...... ویٹر نے خوش دلی سے کہا۔

''بالکل۔ بالکل۔ ٹھیک کہہ رہے ہو تم۔ ویسے تمہاری تعلیم کتنی ہے''...... عمران نے زور زور سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''تعلیم کا پوچھ کر کیا کریں گے جناب۔ بس آپ کا آرڈر نوٹ کرنے کی حد تک انگریزی آتی ہے''...... ویٹر نے کہا۔

''صرف میرا آرڈر نوٹ کرنے کی حد تک۔ اگر میں اپنا آرڈر کسی اور زبان میں نوٹ کراؤں تو پھر''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ لاطینی اور فارسی میں بات کریں گے تو پھر مشکل ہو جائے گی سر۔ اس کے لئے مجھے باقاعدہ کسی سے لاطینی اور فارسی کی ٹیوشن پڑھنی ہو گی''...... ویٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ٹیوشن پڑھنے اور میرے آرڈر کا مطلب سمجھنے میں تو تمہیں کئی ہفتے یا کئی ماہ لگ جائیں گے۔ تب تک کیا میں یہاں بھوکا پیاسا ہی بیٹھا رہوں گا''...... عمران نے کہا۔

''مجبوری ہو گی جناب اس لئے بہتر ہے کہ آپ سہل زبان میں ہی آرڈر نوٹ کرا دیں''...... ویٹر نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے بھائی۔ کرو نوٹ''...... عمرن نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''جی بتائیے''...... ویٹر نے ایکٹو ہوتے ہوئے کہا۔

''کیا بتاؤں''...... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

''اپنا آرڈر بتائیں''...... ویٹر نے کہا۔

''آرڈر۔ اوہ اچھا۔ تو میرا آرڈر ہے کہ یہاں موجود تمام افراد کو ایک ایک گلاس مفت پانی مہیا کرو''...... عمران نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا تو ارد گرد بیٹھے ہوئے افراد بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

''میں کھانے کا پوچھ رہا ہوں جناب''...... ویٹر نے اس بار قدرے ناگوار لہجے میں کہا۔

''کھانا۔ اوہ تم نے ابھی تک کھانا نہیں کھایا۔ چچ۔ چچ۔ اتنے بڑے ہوٹل کے ویٹر ہو اور یہاں موجود بے شمار افراد کو کھانا مہیا کرتے ہو۔ واقعی دکھ اور افسوس کی بات ہے۔ تمہیں تو چاہئے کہ سب کو کھانا مہیا کرنے سے پہلے خود پیٹ بھر کر کھا لیا کرو تاکہ کسی کے کھانے پر تمہاری نظر نہ ٹک سکے۔ سنا ہے دوسروں کے کھانوں پر نظر رکھنا بری بات ہے۔ اب دیکھو میں نہیں جانتا کہ ساتھ والی ٹیبل پر جو چار افراد بیٹھے ہیں وہ چکن بریانی، قورمہ اور بھنا ہوا گوشت کھا رہے ہیں۔ ان کے ساتھ والی ٹیبل پر جو افراد بیٹھے ہوئے ہیں انہیں تم نے چکن بوٹی، روسٹ اور مچھلی کے کباب مہیا کئے ہیں اور میرے دائیں طرف جو چھ افراد ہیں وہ''...... عمران کی زبان ایک بار رواں ہو جائے پھر بھلا رکنے کا نام کیسے لے سکتی تھی۔

''یہ آپ دوسروں کے کھانوں پر نظر نہیں رکھ رہے''...... ویٹر

نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔ عمران نے جن جن افراد کے بارے میں کہا تھا وہ سب برا سا منہ بنا رہے تھے۔

"ارے نہیں۔ نہیں۔ مجھ سے مفت قسم لے لو۔ میں ان کی طرف دیکھ بھی نہیں رہا"...... عمران نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

"صاحب پلیز۔ اپنا آرڈر بتائیں۔ مجھے اور بھی بہت سے کام کرنے ہیں"...... ویٹر نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

"تو پہلے تم اپنے دوسرے کام نپٹا لو پھر آ کر اطمینان سے میرا آرڈر نوٹ کر لینا"...... عمران نے کہا تو ویٹر اسے تیز نظروں سے گھورنے لگا۔

"تو کیا آپ کو کچھ نہیں چاہئے"...... ویٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں نے کب کہا ہے کہ مجھے کچھ نہیں چاہئے۔ میں یہاں لنچ کرنے کے لئے آیا ہوں۔ جھک مارنے کے لئے نہیں۔ ویسے بائی دی وے کیا تم جانتے ہو کہ یہ جھک مارنا کیا ہوتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اتنی دیر سے آپ جو اول فول بول رہے ہیں اسے جھک مارنا ہی کہتے ہیں جناب"...... سائیڈ میں بیٹھے ہوئے ایک منچلے نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے واہ۔ بہت شکریہ جناب۔ آج ہی مجھے معلوم ہوا ہے کہ جھک مارنا کسے کہتے ہیں۔ اب میں کبھی جھک نہیں ماروں گا۔ جب بھی ماروں گا کسی کے سر پر جوتا ہی ماروں گا"...... عمران نے زور زور سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"وہ بھی آپ اپنے سر پر مار لیں"...... ایک گنجے شخص کی آواز سنائی دی تو ہال میں قہقہے گونج اٹھے۔

"نہیں۔ اپنے سر پر مارنے سے جوتا خراب ہو جاتا ہے۔ گنجے سر پر مارنے سے جوتا پالش بھی ہو جاتا ہے"...... عمران کہاں باز آنے والوں میں سے تھا۔

"سر پلیز۔ ایسی باتیں نہ کریں"...... ویٹر نے جلدی سے کہا۔ اسے ہوٹل کے رکھ رکھاؤ کا احساس ہو رہا تھا۔

"تو پھر کیسی باتیں کروں"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"آپ کے لئے کھانے میں کیا لاؤں"...... ویٹر نے سر جھٹک کر کہا۔

"ایسا کرو دو بندروں کا مغز، ایک ہاتھی کی اوجڑی، آٹھ دس ہزار چڑوں کے پائے لے آؤ"...... عمران نے بڑے مسکین سے لہجے میں کہا تو ارد گرد بیٹھے ہوئے لوگوں کے منہ بن گئے۔

"یہ کیا بے ہودگی ہے۔ کیسا ہوٹل ہے یہ۔ نجانے کیسے کیسے بے ہودہ لوگ آ جاتے ہیں یہاں"...... دائیں طرف بیٹھے ہوئے ایک ادھیڑ عمر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ عمران کا آرڈر سن کر ویٹر کا بھی منہ بن گیا تھا۔

"صاحب۔ آپ نے سیدھی طرح آرڈر دینا ہے تو دیں ورنہ

میں جا رہا ہوں''...... ویٹر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''سیدھی طرح ہی تو دیا ہے۔ میں نے آرڈر دینے کے لئے منہ ٹیڑھا تو نہیں کیا''...... عمران نے کہا۔

''لگتا ہے آج آپ کا آرڈر دینے کا موڈ نہیں ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں جا رہا ہوں۔ جب ضرورت ہو تو مجھے آواز دے دیجئے گا''...... ویٹر نے کہا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔

''کمال ہے۔ میرا آرڈر لئے بغیر ہی چلا گیا۔ یہ کیسا ہوٹل ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ عمران صاحب آپ یہاں بیٹھے ہیں''...... ایک نوجوان نے تیز تیز چلتے ہوئے عمران کے قریب آ کر کہا۔

''تو اور کہاں بیٹھوں۔ کرسی پر بیٹھا ہوا ہوں۔ کہو تو میز پر چڑھ جاؤں یا زمین پر بیٹھ جاؤں۔ ویسے آپ کی تعریف''...... عمران نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میں عرفان بیگ ہوں اس ہوٹل کا مینجر''...... آنے والے نے کہا۔

''تو کیا ویٹر کی جگہ تم میرا آرڈر سرو کرو گے''...... عمران نے کہا۔

''ارے نہیں۔ آپ میرے ساتھ آئیں۔ میں آپ کو سپیشل روم میں لنچ کراتا ہوں۔ آپ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل

کے بیٹے ہیں۔ یہ جگہ آپ کے شایان شان نہیں ہے''...... مینجر نے کہا۔ اس نے سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل کا جان بوجھ کا کہا تھا تاکہ اردگرد بیٹھے ہوئے افراد اس سے کوئی استفسار نہ کر سکیں اور یہی ہوا تھا۔ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل کے بیٹے کا سن کر اردگرد بیٹھے ہوئے افراد یکلخت سیدھے ہو گئے ورنہ ادھیڑ عمر، مینجر کو دیکھ کر کچھ کہنے کے لئے پر تول ہی رہا تھا۔

''سپیشل روم۔ کیوں۔ کیا میرے لئے وہاں خاص لنچ ہے''۔ عمران نے کہا۔

''بالکل۔ سپیشل افراد کے لئے لنچ بھی سپیشل ہی ہوتا ہے''۔ مینجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن میں تو سپیشل نہیں ہوں''...... عمران نے کہا۔

''آپ کیا ہیں یہ میں بخوبی جانتا ہوں۔ آپ آئیں میرے ساتھ''...... مینجر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے زبردستی اٹھاتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ ارے۔ اٹھ رہا ہوں بھائی۔ تم تو مجھے ایسے اٹھا رہے ہو جیسے اٹھا کر گود میں بٹھا لو گے''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''اس طرف آئیں''...... مینجر نے کہا اور وہ مڑ کر ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ مینجر، عمران کو ہال کے دائیں طرف موجود کیبنوں کی طرف لے آیا تھا۔

''آئیں۔ اس کیبن میں آ جائیں۔ یہاں آرام سے بیٹھ کر لنچ

کریں۔ یہاں آپ کو کوئی ڈسٹرب نہیں کرے گا''...... منیجر نے کہا۔

''کیا یہاں میرا آرڈر سرو ہو جائے گا''...... عمران نے کیبن میں داخل ہو کر ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''جی بالکل۔ مجھے بتائیں۔ کیا نوش فرمائیں گے آپ''...... منیجر نے خوشدلی سے کہا۔

''ایک گلاس پانی پلا دو۔ پھر میں نوش اور خواب خرگوش کے مزے بھی لوں گا''...... عمران نے کہا تو منیجر ہنسنے لگا۔

''میں خود آپ کے لئے پانی لاتا ہوں''...... منیجر نے مسکراتے ہوئے کہا اور مڑ کر کیبن سے نکل گیا۔ اس نے جاتے جاتے کیبن کا دروازہ بند کر دیا تھا۔ ابھی منیجر کو گئے چند ہی لمحے ہوئے ہوں گے کہ کیبن کا دروازہ کھلا اور اچانک کیبن کلون کی تیز خوشبو سے مہک اٹھا۔ عمران نے چونک کر دیکھا تو دروازے پر ایک نوجوان لڑکی موجود تھی۔ لڑکی نے نیلی جینز اور سیاہ شرٹ پہنی ہوئی تھی اور اس کے جسم پر سیاہ رنگ کی جیکٹ تھی۔

''ایکسیوزمی۔ کیا میں اندر آ سکتی ہوں''...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ شکل وصورت سے وہ کوئی مقامی معلوم ہو رہی تھی۔ اس کے بال ڈارک براؤن تھے جو اس کے کاندھوں پر جھول رہے تھے۔ اس کی آنکھیں بڑی بڑی اور نیلے رنگ کی تھیں۔

''آپ''...... عمران نے لڑکی کو دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میرا نام سونیا ہے۔ سونیا شہزاد''...... لڑکی نے اندر آ کر عمران کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

''سوری۔ میری اماں بی کہتی ہیں کہ عورتوں سے ہاتھ ملانے والوں کے سروں پر جوتیاں پڑتی ہیں اس لئے وعلیکم السلام''۔ عمران نے کہا تو سونیا شہزاد کا منہ بن گیا۔

''کیا میں آپ کے پاس بیٹھ جاؤں''...... سونیا شہزاد نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''آپ بیٹھ جائیں۔ میں کھڑا ہو جاتا ہوں''...... عمران نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''ارے۔ ارے۔ بیٹھیں۔ میں آپ کے سامنے بیٹھ جاتی ہوں''...... سونیا شہزاد نے کہا اور جلدی سے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گئی۔ عمران بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے بیٹھ گیا۔

''کیا میں آپ کو جانتا ہوں''...... عمران نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

''نہیں جانتے تو جان لیں گے۔ ویسے میں آپ کو جانتی ہوں''۔ سونیا شہزاد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ وہ کیسے''...... عمران نے کہا۔

''آپ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہی ہیں نا''...... سونیا شہزاد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ آپ کو تو میرا نام مع ڈگریوں کے یاد ہے''...... عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ میں آپ کے بارے میں اور بھی بہت کچھ جانتی ہوں“...... سونیا شہزاد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ کیا کیا جانتی ہیں آپ میرے بارے میں“...... عمران نے کہا۔

”یہی کہ آپ کیا کرتے ہیں۔ کہاں رہتے ہیں۔ کون آپ کے دوست ہیں اور کون دشمن“...... سونیا شہزاد نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ آپ نے میرے بارے میں پوری انکوائری کر رکھی ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ بالکل“...... سونیا شہزاد نے اٹھلاتے ہوئے کہا۔

”تب تو ہمارا رشتہ پکا ہوسکتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”رشتہ۔ کیا مطلب“...... سونیا شہزاد نے چونک کر کہا۔

”ارے۔ وہ جو دولہا کے سلسلے میں انکوائری کی جاتی ہے وہ تو آپ نے کر ہی لی ہے۔ ویسے تو لڑکے کی انکوائری لڑکی کے ماں باپ کرتے ہیں لیکن اب ماڈرن زمانہ ہے۔ لڑکی خود بھی انکوائری کر لے تو کیا فرق پڑتا ہے۔ بس لڑکا کماؤ ہونا چاہئے۔ اس کا گھر بار اچھا ہو، سگریٹ اور شراب نہ پیتا ہو، ادھر ادھر جھانکنے کی اس کی عادت نہ ہو اور بُری محفلوں میں نہ بیٹھتا ہو۔ بس کافی ہے“۔ عمران کی زبان رواں ہوگئی تو پھر بھلا کہاں رک سکتی تھی۔

”میں یہاں تم سے فضول باتیں کرنے نہیں آئی ہوں“۔ سونیا

شہزاد نے منہ بنا کر آپ سے تم پر آتے ہوئے کہا۔

”یعنی ٹو دی پوائنٹ بات کرو گی۔ ویری گڈ۔ بتاؤ کب کرنی ہے منگنی اور کب ہوگی شادی“...... عمران نے خوش ہو کر اسی انداز میں کہا تو سونیا غصے سے ہونٹ کاٹنے لگی۔ اس نے جیکٹ کی جیب سے کوئی چیز نکالی اور عمران کے سامنے کر دی۔

”جانتے ہو یہ کیا ہے“...... سونیا شہزاد نے کہا۔ اس کے ہاتھ میں سنہری رنگ کا ایک خوبصورت لائٹر تھا۔

”لائٹر۔ ارے واہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم سگریٹ بھی پیتی ہو۔ کوئی بات نہیں۔ ماڈرن زمانے میں سب چلتا ہے۔ میں بھی کبھی کبھی ممی ڈیڈی سے چھپ کر کش لگا لیتا ہوں۔ چلو اسی بہانے خوب گزرے گی جب مل بیٹھیں گے سگریٹ کے دیوانے دو“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ لائٹر نہیں ہے“...... سونیا نے غرا کر کہا اور لائٹر پر موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔

”لائٹر نہیں ہے تو پھر یہ کیا ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”یہ ڈی ایکس بم ہے۔ ایک طاقتور اور خوفناک بم جو اگر پھٹ گیا تو تمہارے بھی ٹکڑے اڑ جائیں گے اور میرے بھی“...... سونیا نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا۔

”مذاق کر رہی ہو“...... عمران نے ہاتھ لہراتے ہوئے کہا جیسے وہ مکھیاں اڑا رہا ہو۔

"میں مذاق نہیں کر رہی۔ میں نے بٹن پریس کر دیا ہے۔ اب جیسے ہی میں نے اس بٹن سے انگوٹھا ہٹایا تو یہ بم ہولناک دھماکے سے پھٹ جائے گا"...... سونیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ بٹن سے ہٹانا ذرا انگوٹھا۔ میں بھی تو دیکھوں کہ کس قدر طاقتور بم ہے اور اس کے پھٹنے سے کیا ہوتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سنجیدہ ہو جاؤ عمران۔ میں تم سے کوئی مذاق نہیں کر رہی"۔ سونیا نے درشت لہجے میں کہا۔

"سنجیدہ تو میں سہرا باندھ کر ہو سکتا ہوں اور وہ بھی ناک پر رومال رکھ کر"...... عمران نے کہا تو سونیا شہزاد غرا کر رہ گئی۔

"سنو۔ میرا اصل نام ڈورا ہے۔ میرا تعلق نائف بلڈ سے ہے اور میں ٹاپ فائیو کی ٹاپ فور ہوں"...... سونیا نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ خوشی ہوئی سن کر۔ اور سناؤ تمہارے ماں باپ اور بہن بھائی کیسے ہیں"...... عمران نے کہا حالانکہ نائف بلڈ اور ٹاپ فائیو کا سن کر وہ چونک پڑا تھا۔ عمران کے چہرے پر نائف بلڈ اور ٹاپ فائیو کے الفاظ سن کر کوئی ردعمل ظاہر نہ ہوتے دیکھ کر ڈورا غرا کر رہ گئی۔

"بلیک سیکارلی کا کارڈ کہاں ہے"...... ٹاپ فور ڈورا نے اس بار پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کون بلیک سیکارلی اور کیسا کارڈ۔ ارے۔ ابھی ابھی تو تم سے ملاقات ہوئی ہے۔ شادی کے کارڈ چھپنے میں وقت لگتا ہے۔ کچھ دن تو انتظار کرو"...... عمران نے کہا۔

"میں بلیک سیکارلی کے وزیٹنگ کارڈ کا پوچھ رہی ہوں جو تمہیں اس ہوٹل کے پارکنگ بوائے نے دیا تھا"...... ٹاپ فور ڈورا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس نے تو مجھے اپنے رنڈوے نانا کی شادی کا کارڈ دیا تھا جو میں نے اسے شکریہ کے ساتھ واپس کر دیا تھا کیونکہ مجھے بوڑھوں کی شادیوں میں جانے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ وہ بھی ایسے بوڑھے جو پہلے سے ہی نانی، نانا، دادی، دادا بن چکے ہوں"...... عمران نے کہا۔

"مجھے آنے میں تھوڑی دیر ہو گئی تھی۔ پارکنگ بوائے کارڈ تمہیں دے چکا تھا ورنہ میں اس سے کارڈ لے کر یہاں سے کب کی نکل گئی ہوتی"...... ٹاپ فور ڈورا نے کہا۔

"اس کارڈ میں ایسی کیا خاص بات ہے جس کے لئے تم ڈی ایکس بم لے کر میرے سامنے آ گئی ہو"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بلیک سیکارلی ہمارا باس ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ اس کا وزیٹنگ کارڈ کسی غیر فرد کے پاس رہے"...... ٹاپ فور ڈورا نے کہا۔

"میں غیر نہیں بلکہ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن

ہوں''......عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''جو بھی ہو وہ کارڈ مجھے واپس کر دو ورنہ''...... ٹاپ فور ڈورا نے غراتے ہوئے کہا۔

''ورنہ کیا''......عمران نے چونک کر کہا۔

''ورنہ میں اس بٹن سے انگوٹھا ہٹا دوں گی''...... ٹاپ فور ڈورا نے غرا کر کہا۔

''تو ہٹا دو۔ میرے ساتھ ساتھ تمہیں بھی مرنا پڑے گا۔ اچھا ہی ہے دونوں ساتھ مریں گے''......عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کوئی پرواہ نہیں۔ میں ٹاپ فائیو کی ٹاپ فور ہوں۔ اپنے کسی بھی مقصد کے حصول کے لئے ہم کبھی بھی اور کہیں بھی اپنی جانیں دے سکتے ہیں''...... ٹاپ فور ڈورا نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''تمہاری جان کی مجھے پرواہ نہیں لیکن اپنی کھال مجھے دے دینا۔ میں اس کے جوتے بنواؤں گا''......عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو ڈورا کے حلق سے زخمی ناگن کی سی غراہٹ نکلی۔

''میں تین تک گنوں گی۔ تین گننے تک تم نے کارڈ مجھے نہ دیا تو پھر سمجھ لینا کہ تمہارا کھیل ختم ہو گیا''...... ٹاپ فور ڈورا نے کہا۔

''یہ تو تم ایسے کہہ رہی ہو جیسے تمہیں تین کے بعد گنتی ہی نہیں آتی۔ ایک کام کرو۔ تم تین ہزار تک گنتی گنو تب تک میں لنچ کر لیتا ہوں اور پھر دونوں اطمینان سے مر جائیں گے۔ ویسے بھی مجھے بھوکا پیاسا مرنے کا کوئی شوق نہیں ہے''......عمران نے کہا۔

''ایک''...... ٹاپ فور ڈورا نے عمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

''اگر تین تک ہی گننا ہے تو دو ایک گھنٹے بعد کہنا''......عمران نے کہا۔

''دو''...... ٹاپ فور ڈورا نے تیزی سے کہا جیسے وہ عمران کی بات سن ہی نہ رہی ہو۔

''ارے۔ ارے۔ کیا کر رہی ہو۔ ابھی تو میں نے پانی بھی نہیں پیا اور لنچ''......عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تین''...... ٹاپ فور ڈورا نے کہا تو عمران بجلی کی سی تیزی سے ڈورا پر جھپٹا لیکن ڈورا نے لائٹر نما بم کے بٹن سے یکلخت انگوٹھا ہٹا لیا۔ اسی لمحے تیز روشنی چمکی اور عمران کے دماغ میں ایک زور دار دھماکہ ہوا۔ اس کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے واقعی اس کے جسم کے ٹکڑے اڑ گئے ہوں۔

ہال نما کمرے کے وسط میں ایک بڑی میز پڑی ہوئی تھی۔ اس میز کے گرد پانچ کرسیاں تھیں جن میں سے تین کرسیوں پر تین افراد بیٹھے ہوئے تھے جبکہ دو کرسیاں خالی تھیں۔ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے افراد میں دو نوجوان اور ایک لڑکی تھی۔ وہ تینوں خاموش تھے۔ نوجوان ایکشن فلموں کے ہیرو دکھائی دیتے تھے جبکہ لڑکی دبلی پتلی اور سیاہ فام تھی۔ ان تینوں نے سیاہ رنگ کے چست لباس پہنے ہوئے تھے۔ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا تو وہ تینوں چونک پڑے۔ اسی لمحے کھلے دروازے سے ایک لمبا تڑنگا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نوجوان نے سفید رنگ کا تھری پیس سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس کا سر گنجا تھا اور اس نے آنکھوں پر سیاہ رنگ کا چشمہ لگا رکھا تھا۔ آنے والا نوجوان شوگرانی معلوم ہوتا تھا اور اس کے ہونٹوں میں سگار دبا ہوا تھا جو آدھے سے زیادہ جل کر راکھ بن چکا تھا۔

شوگرانی نے سگار دروازے کے قریب زمین پر ڈال کر سگار کو بوٹ سے مسلا اور میز کے گرد کرسیوں پر بیٹھے ہوئے افراد کی جانب دیکھنے لگا۔ پھر اس نے آنکھوں سے چشمہ اتارا اور اسے بند کر کے کوٹ کی اوپر والی جیب میں رکھ لیا۔ اس کی ایک آنکھ بھورے رنگ کی تھی اور دوسری سبز۔ سبز آنکھ میں پتلی کی جگہ سیاہ رنگ کی ایک لمبی لکیر تھی جیسے جنگلی بلی کی ہوتی ہے۔ شوگرانی کی یہ آنکھ نقلی اور پتھر کی تھی۔ سگار مسل کر وہ آگے بڑھا اور میز کے قریب آ کر ایک خالی کرسی کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اسے دیکھ کر تینوں افراد اس کے احترام میں کھڑے ہو گئے تھے۔

''بیٹھو'' ...... شوگرانی کے منہ سے بھیڑیئے جیسی غراہٹ نکلی اور وہ تینوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''ٹاپ فور ڈورا کہاں ہے۔ وہ آئی نہیں اب تک'' ...... شوگرانی نے لڑکی کے ساتھ والی خالی کرسی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''نو باس۔ میں نے اسے میٹنگ کال دے دی تھی۔ پھر معلوم نہیں وہ اب تک کیوں نہیں آئی'' ...... ایک نوجوان نے کہا تو شوگرانی نے اثبات میں سر ہلایا اور سامنے کی طرف رکھی ہوئی کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔

''دس منٹ تک ڈورا کا انتظار کرتے ہیں۔ اگر وہ آ گئی تو ٹھیک ورنہ میٹنگ کا آغاز کر دیں گے'' ...... شوگرانی نے کہا تو ان تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ وہ تینوں خاموش تھے۔ گنجے سر والے

سے کوئی بات کرنے اور اس سے کچھ پوچھنے کی ان تینوں نے کوئی کوشش نہیں کی تھی۔ گنجے سر والا بار بار اپنی ریسٹ واچ دیکھ رہا تھا اور اس کی نظریں بار بار داخلی دروازے کی طرف اٹھ رہی تھیں۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس لڑکی کو دیکھ کر وہ سب چونک پڑے۔ لڑکی تیز تیز چلتی ہوئی آگے آ گئی۔

''سوری باس۔ میں لیٹ ہو گئی''...... لڑکی نے گنجے سر والے شوگرانی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تم بیس منٹ لیٹ آئی ہو ٹاپ فور۔ تم جانتی ہو نا کہ میرے لئے وقت کی کیا اہمیت ہے۔ میں ایک ایک لمحے کو اہمیت دینے والا انسان ہوں''...... شوگرانی نے غراتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ سوری باس۔ میں ایم ون کے پاس گئی تھی۔ آپ کا سپیشل کارڈ اس تک پہنچ چکا تھا جسے حاصل کرنے میں مجھے تھوڑا وقت لگ گیا''...... ٹاپ فور ڈورا نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس نے جیکٹ کی اندرونی جیب سے ایک کارڈ نکال کر دائیں طرف بیٹھے ہوئے ایک نوجوان کی طرف بڑھا دیا جس نے اس سے کارڈ لے کر شوگرانی کو دے دیا۔ شوگرانی نے کارڈ کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور پھر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اس نے کارڈ کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈال لیا۔

''ایم ون سے کارڈ کے حصول میں تمہیں کوئی دقت تو نہیں

ہوئی''...... شوگرانی نے اس بار قدرے نرم لہجے میں پوچھا۔

''نو باس۔ ٹاپ فور پہاڑوں سے بھی ٹکرانے کا حوصلہ رکھتی ہے۔ میرے سامنے بھلا ایم ون کی کیا اوقات ہو سکتی ہے''...... ٹاپ فور ڈورا نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''گڈ۔ کہاں ملا تھا تمہیں ایم ون اور تم نے اس سے کارڈ کیسے حاصل کیا اور اس نے کارڈ کے پیچھے انویسبل انک سے لکھی ہوئی تحریر تو نہیں پڑھ لی''...... شوگرانی نے کہا جو ایکریمیا کی نائف بلڈ ایجنسی کا ٹاپ فائیو کا لیڈر بلیک سیکارلی تھا اور ٹاپ ون کہلاتا تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کو ان کے ناموں سے نہیں بلکہ ایجنسی کے عہدوں سے پکارتا تھا۔

''سارکل کی زبان کھلوانے میں مجھے تھوڑی سی پریشانی ہوئی تھی باس۔ وہ بے حد سخت جان تھا مگر جب میں نے اس کے سارے جسم پر تیزاب ڈالا تو اس کی زبان آخرکار کھل گئی اور اس نے مجھے بتایا کہ اس نے آپ کا مخصوص کارڈ ہوٹل فل مون کے پارکنگ بوائے کو دیا تھا۔ سارکل کو معلوم تھا کہ ایم ون لنچ کے لئے تقریباً روز ہی اس ہوٹل میں آتا ہے اور پارکنگ بوائے اسے بخوبی جانتا ہے اس لئے اسے یقین تھا کہ ایم ون جیسے ہی وہاں آئے گا پارکنگ بوائے وہ کارڈ اسے دے، دے گا۔ پھر ایسا ہی ہوا۔ جب ایم ون وہاں آیا تو پارکنگ بوائے نے کارڈ اسے دے دیا۔ میں جب وہاں پہنچی تو مجھے پارکنگ بوائے نے بتایا کہ اس نے کارڈ ایم

ون کو دے دیا ہے اور وہ لنچ کے لئے ہال میں گیا ہے۔ میں فوراً ہال میں گئی۔ ایم ون وہاں موجود تھا۔ میں چونکہ پبلک پلیس میں اس سے بات نہیں کرسکتی تھی اس لئے میں فوراً ہوٹل کے منیجر کے کمرے میں چلی گئی اور میں نے منیجر کو بڑی مالیت کے چند نوٹ دیئے اور اس سے کہا کہ وہ ایم ون کو کسی الگ جگہ پر لائے۔ میں نے اسے بتایا تھا کہ میں اس کی منگیتر ہوں اور اس سے کسی الگ جگہ پر بات کرنا چاہتی ہوں۔ چنانچہ منیجر نے ایسا ہی کیا اور ایم ون کو ایک الگ کیبن میں لے گیا۔ میں بھی اس کیبن میں چلی گئی۔ میں نے ایم ون سے اپنا تعارف سونیا شہزاد کے طور پر کرایا تھا۔ ایم ون شکل وصورت سے احمق اور مسخرہ سا معلوم ہو رہا تھا مگر اس کی کشادہ پیشانی اور خاص طور پر اس کی آنکھوں کی چمک دیکھ کر مجھے اندازہ ہو گیا کہ وہ کوئی عام انسان نہیں ہے اس لئے میں نے اس پر فلیش اٹیکر کا وار کیا اور اس سے کارڈ حاصل کر لیا''...... ٹاپ فور ڈورا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کیا تم اس کے سامنے اصل چہرے میں گئی تھیں''...... بلیک سیکارلی نے پوچھا۔

''نو باس۔ میں بھلا ایسی غلطی کر سکتی ہوں''...... ٹاپ فور ڈورا نے کہا۔

''گڈ۔ بہرحال عمران کو یہاں نائف بلڈ کی آمد کا علم ہو چکا ہے۔ وہ اور اس کے ساتھی زخمی شیروں کی طرح ہمارے پیچھے لگ

جائیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم چاروں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو سنبھالے رکھو۔ انہیں ڈاج پر ڈاج دو اور ان کے ساتھ ایسی گیم کھیلو کہ وہ تمہارے چکروں میں ہی الجھے رہیں۔ وہ سب تمہارے چکروں میں الجھے رہیں گے تو میں اپنا کام کر جاؤں گا۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ میرے مشن میں کسی بھی طرح کوئی رکاوٹ ڈالیں اس لئے انہیں مجھ سے دور رکھنے کی ذمہ داری تمہاری ہے۔ تم چاہو تو ان سب کو الجھانے کے لئے ایک ساتھ کام کرو یا اپنے الگ الگ گروپ بنا لو۔ جیسا مرضی کرو لیکن یہ ذہن میں رکھنا عمران اور اس کے ساتھیوں سے ٹکراؤ تمہارے لئے ٹاپ چیلنج ہو گا اور میں چاہتا ہوں کہ ٹاپ فائیو اس ٹاپ چیلنج کو اپنی زندگیوں کا سب سے بڑا مقصد سمجھ کر ان کے خلاف کام کرے۔ میں نے یہاں ایک نامور سکندر گروپ کو ہائر کیا ہے جو تمہاری ہر ضرورت پوری کرے گا اور تمہیں ہر طرح کی معاونت دے گا۔ گروپ کا باس سیٹھ سکندر ہے اور وہ انڈر ورلڈ کا آدمی ہے۔ اکاموڈیشن سے لے کر وہ تم سب کو جدید سے جدید اسلحہ بھی فراہم کرتا رہے گا اور اس کے آدمی تمہارا تحفظ بھی کریں گے۔ اس کے علاوہ وہ تم چاروں کے لئے مختلف کاغذات بھی بنا دے گا تاکہ ضرورت کے وقت تم اپنا حلیہ اور شناخت بدل سکو''...... بلیک سیکارلی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ہم آپ کے اس ٹاپ چیلنج کو قبول کرتے ہیں باس اور ہم ہر

قیمت پر ٹاپ چیلنج کو پورا کریں گے''...... ٹاپ ٹو نے کہا جس کا نام ٹالمور تھا، تو باقی سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''گڈ۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں''...... بلیک سیکارلی نے کہا۔

''ہمیں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو الجھانے کے لئے کیا کرنا ہو گا باس''...... دائیں طرف بیٹھے ہوئے ایک نوجوان فلیگ نے کہا جو نائف بلڈ میں ٹاپ تھری کہلاتا تھا۔

''یہ سب تمہاری اپنی صوابدید پر ہے۔ اپنے طور پر پلاننگ کرو۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کس طرح اپنے پیچھے لگانا ہے، انہیں کیسے الجھانا ہے اس کے لئے سوچ بچار کرو۔ پروگرام ترتیب دو اور انہیں کسی بھی طرح کھل کر کھیلنے کا موقع نہ دو''...... بلیک سیکارلی نے کہا۔

''کیا ہم ان پر جان لیوا حملے بھی کر سکتے ہیں''...... دوسری لڑکی نے کہا جو سیاہ فام تھی اور اس کا نام سینڈی تھا۔

''بالکل۔ موت کی لڑائی میں جو زندہ رہتا ہے جیت اسی کی ہوتی ہے۔ موقع ملے تو تم انہیں ہلاک کر سکتے ہو''...... بلیک سیکارلی نے کہا۔

''اوہ۔ لیکن میں نے تو ایسا ایک موقع ضائع کر دیا ہے باس۔ حالانکہ عمران میرے سامنے بے بس پڑا ہوا تھا۔ میں اس کے سر میں آسانی سے گولی اتار سکتی تھی''...... ٹاپ فور ڈورا نے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ ابھی تمہیں ایسے بہت سے مواقع ملیں گے''۔

بلیک سیکارلی نے کہا۔

''یس باس''...... ٹاپ فور ڈورا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''عمران کو پاکیشیا میں ہماری آمد کا علم ہو گیا ہے۔ اب وہ آرام سے نہیں بیٹھے گا۔ وہ اور اس کے ساتھی ہماری تلاش میں ہوں گے اس لئے اب تمہیں یہاں سے نکل کر بے حد احتیاط برتنی ہو گی اور تم چاروں سن لو۔ میں جب تک اپنا مشن مکمل نہ کر لوں تم میں سے کسی ایک کو بھی عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے قابو میں نہیں آنا چاہئے۔ اگر تم میں سے کوئی بھی ان کے قابو آ گیا تو تم جانتے ہو کہ تمہیں کیا کرنا ہے''...... بلیک سیکارلی نے کہا۔

''یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران میں اتنی سکت نہیں ہے کہ ہم میں سے کسی کو قابو کر سکے۔ ہم انہیں ناکوں چنے چبوا دیں گے''...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا۔

''گڈ۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں''...... بلیک سیکارلی نے کہا۔

''باس۔ آپ نے بتایا نہیں کہ پاکیشیا میں آپ کا مشن کیا ہے''۔ ٹاپ فور ڈورا نے پوچھا۔

''یہ میرا مشن ہے۔ بلیک سیکارلی کا مشن اور یہ مشن چونکہ میں نے مکمل کرنا ہے اس لئے میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا۔ جب مشن مکمل ہو جائے گا تو واپسی پر میں تم سب کو مشن کی تفصیلات سے آگاہ کر دوں گا''...... بلیک سیکارلی نے کہا۔

"لیکن باس"...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کچھ کہنا چاہا۔

"نہیں۔ ٹالمور میں نے کہا ہے نا یہ بلیک سیکارلی کا مشن ہے۔ اس مشن کے بارے میں تمہیں میں کچھ نہیں بتا سکتا"...... بلیک سیکارلی نے سخت لہجے میں کہا۔

"او کے باس۔ ہم آپ سے مشن کے بارے میں نہیں پوچھیں گے لیکن آپ ہمیں یہ تو بتا سکتے ہیں نا کہ سارکل کون تھا، اس کے پاس آپ کا کارڈ کیسے پہنچ گیا اور آپ کیوں نہیں چاہتے کہ یہ کارڈ علی عمران تک پہنچے"...... ٹاپ فور ڈورا نے کہا۔

"ہاں۔ یہ میں تمہیں بتا دیتا ہوں"...... بلیک سیکارلی نے کہا۔ اس سارے عرصے میں اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نام کی کوئی چیز نمودار نہیں ہوئی تھی۔ وہ ٹھوس چٹان جیسا دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سختی اور آنکھوں میں زہریلے ناگ کی سی چمک تھی۔

"تھینکس باس"...... ٹاپ فور ڈورا نے کہا۔

"سارکل کا تعلق شوگران کی ایک سرکاری ایجنسی سے ہے۔ اس ایجنسی کا نام ہاک آئی ہے۔ پاکیشیا میں، میں مختلف ممالک کا سفر کرتے ہوئے آیا تھا۔ پاکیشیا میں آنے سے پہلے میں شوگران گیا تھا۔ شوگران میں جہاں میں ایک ہوٹل میں ٹھہرا ہوا تھا وہاں مجھے یہ کارڈ پہنچایا گیا تھا۔ اس کارڈ کے پیچھے انویسبل انک سے مشن کے بارے میں تحریر تھی جسے صرف بلیو لائٹ یا بلیو گلاسز سے ہی پڑھا جا

سکتا تھا۔ بہرحال مجھے چونکہ دو روز مزید شوگران میں رکنا تھا اس لئے میں نے کارڈ سنبھال لیا۔ رات کو میں سونے کی کوشش کر ہی رہا تھا کہ اچانک مجھے ایک ناگوار سی بو کا احساس ہوا۔ اس سے پہلے کہ میں کچھ سمجھتا میرا دماغ ماؤف ہوتا چلا گیا۔ میں نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن مجھے ایسا لگا جیسے میرا جسم ہلنے جلنے سے قطعی طور پر قاصر ہو گیا ہو۔ میں دیکھ اور سن سکتا تھا لیکن نہ میں بول سکتا تھا اور نہ ہی میں کوئی حرکت کر سکتا تھا۔ ابھی میں یہ سب سوچ ہی رہا تھا کہ مجھے اچانک دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ پھر کمرے میں دو افراد داخل ہوئے جن میں ہاک آئی کا چیف سارکل بھی تھا۔ اس نے اپنے ساتھی کو کمرے کی تلاشی لینے پر لگا دیا اور خود میرے نزدیک آ گیا۔ اس نے میری تلاشی لی اور پھر اس نے میرے کوٹ کی جیب سے وہ کارڈ نکال لیا۔ اس نے کارڈ الٹ پلٹ کر دیکھا اور پھر اس نے جیب سے بلیو گلاسز والا چشمہ نکالا اور کارڈ کے پیچھے لکھی ہوئی تحریر پڑھنے لگا۔ تحریر پڑھ کر وہ پریشان ہو گیا اور اس نے کارڈ جیب میں ڈالا اور تیزی سے وہاں سے نکل گیا۔ میں پریشان تھا۔ ایک تو کارڈ اس کے پاس تھا دوسرا اس نے کارڈ کے پیچھے لکھی خفیہ تحریر پڑھ لی تھی جس میں مشن کی تفصیلات درج تھیں۔ میں اگلی صبح تک وہاں اسی حالت میں پڑا رہا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کروں۔ مجھے شوگران میں رک کر سارکل کو تلاش کرنا چاہئے تھا یا پاکیشیا میں اپنا مشن مکمل کرنے کے لئے نکل جانا

چاہئے تھا۔ میں چونکہ ٹرانزٹ ویزہ لے کر شوگران آیا تھا اس لئے
میں وہاں زیادہ دیر نہیں رک سکتا تھا اس لئے میں نے وہاں سے
نکل جانا ہی مناسب سمجھا۔ پھر جب میں پاکیشیا جانے کے لئے
طیارے میں سوار ہوا تو مجھے ایک سیٹ پر ایک ایسا آدمی بیٹھا ہوا
دکھائی دیا جس کا قد کاٹھ بالکل سارکل جیسا تھا۔ میں نے غور کیا تو
مجھے یقین ہو گیا کہ وہ سارکل ہی تھا جو میک اپ میں تھا اور پاکیشیا
جانے کے لئے اسی طیارے میں سفر کر رہا تھا۔ میں چونکہ طیارے
میں اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا تھا اس لئے میں نے اس پر نظر رکھنا
شروع کر دی اور جب طیارے نے پاکیشیا میں لینڈ کیا تو میں نے
اس کے بارے میں ٹرانسمیٹر پر تمہیں اطلاع دے دی تاکہ تم اس
سے کارڈ حاصل کر سکو“...... بلیک سیکارلی نے مسلسل بولتے ہوئے
کہا۔

”میں نے اس کی ایئر پورٹ سے ہی نگرانی کرنی شروع کر دی
تھی باس۔ لیکن شاید اسے اپنی نگرانی کا علم ہو گیا تھا۔ وہ کسی ایک
جگہ پر نہیں رک رہا تھا۔ کبھی ایک ہوٹل میں تو کبھی دوسرے ہوٹل
میں۔ نام کے ساتھ ساتھ وہ اپنا میک اپ بھی تبدیل کر رہا تھا۔
لیکن وہ بھلا میری نظروں سے کیسے چھپا رہ سکتا تھا۔ چنانچہ موقع
پاتے ہی میں نے اسے اغوا کر لیا اور اسے لے کر ایک عارضی
ٹھکانے پر چلی گئی۔ میں نے اس کی تلاشی لی مگر کارڈ اس کے پاس
نہیں تھا اس لئے مجبوراً مجھے اس پر تھرڈ ڈگری کا استعمال کرنا پڑا

جب میں نے اس کے جسم پر تیزاب ڈالا تب کہیں جا کر اس نے
منہ کھولا“...... ٹاپ فور ڈورا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”بہر حال۔ مجھے کارڈ مل گیا ہے۔ میرے لئے یہی کافی ہے۔
اب تم چاروں کا ٹارگٹ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ہے۔
معاونت کے لئے تم سب آپس میں تو رابطہ رکھ سکتے ہو مگر میرا تم
میں سے کسی کے ساتھ کوئی لنک نہیں ہو گا۔ ہاں۔ مجھے تم میں سے
کسی کی بھی بالواسطہ یا بلاواسطہ ضرورت پڑی تو میں بلا لوں گا ورنہ
میں واپس ایکریمیا جا کر ہی تمہیں مشن اوور کی کال دوں گا“۔ بلیک
سیکارلی نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”آپ نے کہا ہے کہ یہاں سکندر گروپ ہماری معاونت کرے
گا۔ کیا آپ ہمیں اس کے بارے میں کچھ تفصیل بتائیں گے۔ اس
کا کوئی رابطہ نمبر یا ایڈریس“...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ اس کا اصل نام تو کچھ اور ہے لیکن سب اسے سیٹھ
سکندر کے نام سے جانتے ہیں۔ وہ فائن کلب کا مالک بھی ہے اور
منیجر بھی۔ تم اس سے اپنا تعارف ٹاپ فائیو کے طور پر کراؤ گے۔
میں تمہیں اس کے کلب کا ایڈریس اور رابطہ نمبر دے دیتا ہوں تم
اس سے بات کر لینا۔ باقی وہ سب سنبھال لے گا“...... بلیک
سیکارلی نے کہا۔

”اوکے باس۔ ہم سنبھال لیں گے“...... ٹاپ فائیو سینڈی نے
کہا۔

''او کے۔ وش یو گڈ لک''...... بلیک سیکارلی نے کہا اور وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی وہ سب بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

''اور ہاں ڈورا۔ تم نے یہ تو بتایا نہیں کہ تم نے سارکل کا کیا کیا ہے''...... بلیک سیکارلی کو جیسے اچانک خیال آ گیا۔

''تیزاب ڈالنے سے اس کی حالت بہت خراب ہو گئی تھی باس۔ ویسے بھی کارڈ کے بارے میں اس سے میں اگلوا چکی تھی اس لئے میں نے اسے آف کر دیا تھا''...... ٹاپ فور ڈورا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور اس کی لاش''...... بلیک سیکارلی نے پوچھا۔

''اس کی لاش میں نے تیزاب میں ہی گلا کر گٹر میں بہا دی تھی''۔ ٹاپ فور ڈورا نے کہا تو بلیک سیکارلی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سب ایک ایک کر کے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ اس خفیہ میٹنگ روم سے سب سے آخر میں بلیک سیکارلی باہر گیا تھا۔

کال بیل کی آواز سن کر بلیک زیرو چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر مشین پر لگا ایک بٹن پریس کیا تو مشین میں لگی ہوئی ایک سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر گیٹ کے باہر کا منظر تھا جہاں عمران کی سپورٹس کار موجود تھی جبکہ عمران گیٹ کے پاس کھڑا تھا۔

''ارے۔ عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے کہا اور اس نے فوراً ہی مشین کا ایک ہینڈل کھینچ کر نیچے کر دیا۔ ہینڈل کے نیچے ہوتے ہی بیرونی گیٹ آٹومیٹک انداز میں کھلتا چلا گیا۔ گیٹ کھلتے ہی عمران واپس کار میں جا کر بیٹھ گیا۔ جب گیٹ پورا کھل گیا تو عمران کار اندر لے آیا اور اس نے کار پورچ میں لا کر کھڑی کر دی۔ گیٹ عقب میں آٹومیٹک انداز میں بند ہو گیا تھا۔ کچھ ہی دیر بعد عمران دانش منزل کے مختلف راستوں سے ہوتا ہوا آپریشن روم میں داخل ہو گیا۔ عمران کو آپریشن روم میں داخل ہوتے دیکھ کر

بلیک زیرو فوراً اس کے احترام میں کھڑا ہو گیا۔ عمران سنجیدہ تھا اور اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔
"خیریت عمران صاحب۔ کچھ الجھے ہوئے اور پریشان دکھائی دے رہے ہیں آپ"...... سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
"کچھ نہیں۔ میں بہت زیادہ الجھا ہوا اور بہت زیادہ پریشان ہوں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
"ارے۔ ایسا کیا ہو گیا ہے"...... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔
"بہت کچھ ہو گیا ہے اور بہت کچھ ہونے والا ہے"...... عمران نے کہا۔
"بہت کچھ ہو گیا ہے اور بہت کچھ ہونے والا ہے۔ میں سمجھا نہیں عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
"اگر تم میں اتنی سمجھ ہوتی تو تم دانش منزل میں بیٹھے ہوتے۔ تم کسی دانش مند یونیورسٹی میں ہوتے اور دانشمندوں کو انتہائی دانش مندانہ لیکچر نہ دے رہے ہوتے"...... عمران نے منہ بنا کر کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔
"اگر ایسا ہوتا تو میں دانشمندوں کی جگہ احمقوں کو لیکچر دے کر زیادہ خوش ہوتا"...... بلیک زیرو نے کہا۔
"اور ان احمقوں میں سرفہرست میرا نام ہی ہوتا کیوں"۔ عمران

نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔
"اب میں کیا کہوں۔ آپ نے اپنی تعریف خود ہی کر دی ہے"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔
"تعریف اس خدا کی جس نے یہ جہاں بنایا۔ مجھے بنایا، تمہیں بنایا۔ جولیا کو تو بنایا ہی بنایا ساتھ میں اس کے بھائی تنویر کو بھی بنایا"۔ عمران نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا تو بلیک زیرو کھلکھلا کر ہنس پڑا۔
"تو آپ تنویر کی وجہ سے پریشان ہیں"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔
"ارے نہیں۔ اس بے چارے نے مجھے کیا پریشان کرنا ہے۔ وہ تو پہلے ہی اپنی اکلوتی بہن کے لئے پریشان رہتا ہے کہ کب میں ہاں کروں اور کب وہ اس کی ڈولی اٹھائے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کی ہنسی تیز ہو گئی۔
"یہ سب تنویر نے سن لیا تو وہ آپ پر اپنا سارا ریوالور خالی کر دے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔
"ارے نہیں۔ نہیں۔ اب وہ اتنا بھی پاگل نہیں ہے کہ اپنی بہن کا سہاگ اجاڑتا پھرے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ہنسنے لگا۔
"بلیک سیکارلی کو جانتے ہو"...... بلیک زیرو کو ہنستا دیکھ کر عمران نے یکلخت سنجیدہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو چونک کر عمران کی شکل دیکھنے لگا۔ عمران کے چہرے سے حماقتوں کا نقاب جیسے کسی نے نوچ لیا تھا اور اب وہ انتہائی سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔

''بلیک سیکارلی۔ نام تو کچھ سنا سنا سا لگتا ہے۔ اوہ۔ یاد آیا۔ کہیں یہ وہی بلیک سیکارلی تو نہیں جو ایکریمیا میں نائف بلڈ ایجنسی کا کرتا دھرتا ہے اور ٹاپ فائیو کے طور پر جانا جاتا ہے''...... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں اس بلیک سیکارلی کی ہی بات کر رہا ہوں۔ تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں کہ ٹاپ فائیو پاکیشیا میں موجود ہیں''۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار اچھل پڑا۔

''ٹاپ فائیو پاکیشیا میں۔ اوہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ٹاپ فائیو کا پاکیشیا میں کیا کام۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے نائف بلڈ ایجنسی میں بلیک سیکارلی سمیت پانچ افراد موجود ہیں جن میں تین مرد اور دو عورتیں شامل ہیں جو ٹاپ فائیو کہلاتے ہیں اور سب ٹاپ فائیو فارن مشنز پر کام کرتے ہیں۔ پانچوں ایک سے بڑھ کر ایک صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ انتہائی ذہین اور انتہائی فعال ہونے کے ساتھ ساتھ پانچوں انتہائی بے رحم اور سفاک بھی ہیں۔ اپنے کسی بھی مشن کو پورا کرنے کے لئے وہ لاشوں کے ڈھیر لگا دیتے ہیں۔ اسلحہ کا بے دریغ استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ وہ سائنسی حربے بھی استعمال کرتے ہیں۔ لمحوں میں وہ اپنی شناخت چھپا لیتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جس طرح زمین پانی اور سانپ کو آسانی سے جگہ دے دیتی ہے اسی طرح ان ٹاپ فائیو ایجنٹوں کو بھی لمحوں میں ایسی جگہیں اور راستے مل جاتے ہیں جہاں وہ غائب بھی ہو جاتے ہیں

اور چھپ بھی جاتے ہیں لیکن ان ایجنٹوں کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کی کارروائیاں مکوریا، کاسٹریا، ایکریمیائی ریاستوں اور یورپی ممالک تک ہی محدود ہیں۔ انہیں ایشیا کے کسی بھی ملک میں نہیں دیکھا گیا۔ ان کا مخصوص نشان خون آلود خنجر ہے جو نائف بلڈ کی پہچان ہے اور اسی مناسبت سے انہیں خونخوار درندے اور خونی قاتل بھی کہا جاتا ہے''...... بلیک زیرو نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اور اب وہی ٹاپ فائیو پاکیشیا میں موجود ہیں''۔ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''لیکن آپ کو ان کے بارے میں کیسے پتہ چلا۔ کیا آپ نے انہیں دیکھا ہے''...... بلیک زیرو نے اس انداز میں کہا جیسے اسے عمران کی باتوں پر یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

''ہاں۔ ٹاپ فائیو کی ٹاپ فور کا نام ڈورا ہے اور وہ بنفس نفیس خود میرے پاس آئی تھی''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے پارکنگ بوائے سے بلیک سیکارلی کے کارڈ ملنے سے لے کر ٹاپ فور ڈورا کے آنے کی تمام روئیداد بلیک زیرو کو سنا دی۔

''اس نے سائنسی آلے سے اچانک ہی مجھ پر فلیش اٹیکر کا وار کر دیا تھا جس سے میرے دماغ میں اندھیرا سا چھا گیا اور مجھے یوں محسوس ہوا تھا جیسے دماغ کے ساتھ ساتھ میرے جسم کے بھی ٹکڑے اڑ گئے ہوں۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں اسی کیبن میں ہی تھا لیکن ٹاپ فور ڈورا جا چکی تھی اور میری جیب میں بلیک سیکارلی کا

کارڈ بھی نہیں تھا''...... عمران نے کہا۔

''بلیک سیکارلی کے ایک وزیٹنگ کارڈ کے لئے ٹاپ فور نے خود کو آپ کے سامنے ظاہر کر دیا۔ بات کچھ سمجھ میں نہیں آئی عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''یہی تو میں سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''کیا وہ محض ایک وزیٹنگ کارڈ ہی تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''دیکھنے میں تو وہ ایک وزیٹنگ کارڈ ہی لگ رہا تھا لیکن ایک وزیٹنگ کارڈ کے لئے ٹاپ فور کا اس طرح میرے سامنے آنا اور مجھ پر فلیش اٹیکر کا وار کرنا مجھے چبھ رہا ہے اور پھر وہ کارڈ جس طریقے سے مجھ تک پہنچا تھا وہ بھی حیران کن ہے۔ جو شخص کارڈ لایا تھا وہ کارڈ ڈائریکٹ بھی تو مجھے دے سکتا تھا۔ پھر اس نے وہ کارڈ پارکنگ بوائے کو ہی کیوں دیا''...... عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

''ہوسکتا ہے اس آدمی کی نگرانی کی جا رہی ہو اور اس نے کارڈ ان ڈائریکٹ آپ تک پہنچانے کی کوشش کی ہو''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ ممکن ہے ایسا ہی ہو۔ لیکن وہ آدمی تھا کون''...... عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ٹائیگر سے بات کریں۔ ہوسکتا ہے وہ اس حلیئے کے کسی آدمی

کو جانتا ہو''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''ٹائیگر کو تو میں نے اس کام پر پہلے ہی لگا دیا ہے۔ میں نے اسے فلیٹ پر کال کرنے کے لئے کہا تھا لیکن میں خود یہاں چلا آیا۔ بی سکس ٹرانسمیٹر دو مجھے۔ میں اس سے بات کرتا ہوں''۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو اثبات میں سر ہلاتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ آپریشن روم سے ملحقہ کمرے میں جا کر وہ بی سکس ٹرانسمیٹر لے آیا اور لا کر عمران کو دے دیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور اس پر ٹائیگر کی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ عمران کالنگ۔ اوور''...... عمران نے فریکونسی ایڈجسٹ کر کے ٹائیگر کو کال کرتے ہوئے کہا۔

''یس۔ ٹائیگر اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... چند لمحوں بعد ٹائیگر کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''اس آدمی کے بارے میں کوئی رپورٹ۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ میں نے رپورٹ دینے کے لئے آپ کے فلیٹ فون کیا تھا مگر دوسری طرف سے کوئی رسپانس نہیں مل رہا تھا۔ اوور''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''میں دوسرے کاموں میں الجھا ہوا تھا۔ بہرحال کیا رپورٹ ہے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ پارکنگ بوائے کو جس آدمی نے وزیٹنگ کارڈ دیا تھا وہ

شوگرانی ہاک آئی ایجنسی کا چیف سارکل تھا۔ اوور“...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا تو سارکل کا نام سن کر نہ صرف عمران بلکہ بلیک زیرو بھی چونک پڑا۔

”سارکل۔ کیسے معلوم ہوا تمہیں۔ اوور“...... عمران نے پوچھا۔

”آپ نے مجھے جو حلیہ بتایا تھا اور جس کار کا نمبر دیا تھا میں نے اسے فالو کیا تھا۔ وہ کار سی روز ہوٹل سے ہائر کی گئی تھی۔ جس آدمی نے کار ہائر کی تھی وہ اس ہوٹل میں رہ رہا تھا۔ وہاں سے معلومات حاصل کیں تو اس آدمی کو وہاں سے دوسرے حلیئے میں کمرے سے نکلتے دیکھا گیا تھا۔ میں نے اپنی انکوائری کا دائرہ کار بڑھایا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ پچھلے دو روز سے پاکیشیا میں موجود ہے اور میک اپ کے ساتھ ساتھ جگہیں بھی تبدیل کر رہا تھا۔ ایئر پورٹ امیگریشن میں میرے خاصے مراسم ہیں۔ میں نے وہاں جا کر معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ وہ آدمی شوگران سے شوگرانی طیارے میں آیا تھا۔ وہاں سے مجھے اس کا ویڈیو ٹیپ بھی مل گیا جسے میں نے لا کر سپیشل سکیننگ مشین میں چیک کیا تو سارکل کا اصلی چہرہ میرے سامنے آ گیا۔ اوور“...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کیا یہ کنفرم ہے کہ وہ ہاک آئی کا چیف سارکل ہی ہے۔ اوور“ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”یس باس۔ میں سارکل کو ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ ایک مشن

کے دوران شوگران میں اس سے میری بالمشافہ ملاقات بھی ہوئی تھی۔ اوور“...... ٹائیگر نے کہا۔

”وہ ویڈیو ٹیپ کہاں ہے جسے تم نے ایئر پورٹ امیگریشن سے حاصل کیا ہے۔ اوور“...... عمران نے پوچھا۔

”اصلی ویڈیو ٹیپ اور سکیننگ شدہ ٹیپ میرے پاس ہی ہیں۔ اوور“...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ تم دونوں ٹیپس اپنے پاس رکھو۔ میں کسی بھی وقت تم سے لے لوں گا اور یہ بتاؤ کہ اب سارکل کہاں ہے۔ اوور“۔ عمران نے کہا۔

”سارکل کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور اس کی لاش کو بھی تیزاب سے گلا کر گٹر میں بہا دیا گیا ہے۔ اوور“...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران ایک بار پھر چونک پڑا۔

”یہ تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ اوور“...... عمران نے پوچھا۔

”ہوٹل فل مون کے پارکنگ بوائے کو کارڈ دینے کے بعد سارکل واپس سی روز ہوٹل میں گیا تھا۔ اس نے وہاں کمرہ چیک آؤٹ کرایا اور وہاں سے نکل گیا۔ ہوٹل چھوڑتے ہوئے اس نے اسی ہوٹل کے واش روم میں جا کر اپنا لباس اور حلیہ تبدیل کیا تھا لیکن اسے وہاں کے ایک ویٹر نے اس کے جوتوں اور آنکھوں سے پہچان لیا تھا۔ بہرحال ہوٹل سے نکل کر اس نے ایک ٹیکسی ہائر کی اور وہاں سے دوسرے ہوٹل کنگ میں منتقل ہو گیا۔ اس ہوٹل میں

اس کے کمرے میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی گئی تھی جس سے وہ بے ہوش ہو گیا۔ اسے بے ہوشی کی حالت میں کمرے سے نکالا گیا اور عقبی راستے سے باہر لے جایا گیا۔ اسے اغوا کرنے والی ایک غیر ملکی لڑکی تھی۔ وہ اسے ایک ٹیکسی میں لے گئی تھی۔ لڑکی نے بے ہوش سارکل کو ٹیکسی ڈرائیور کو اپنا شوہر بتایا تھا جو بیمار تھا۔ بہرحال ٹیکسی شہر سے دور مضافاتی علاقے میں موجود ایک نئی کالونی میں گئی تھی۔ وہاں ایک فرنشڈ کوٹھی موجود تھی۔ لڑکی سارکل کو اس کوٹھی میں لے گئی تھی۔ میں اس کوٹھی میں گیا تو وہاں کوئی نہیں تھا۔ ایک کمرے میں ایک کرسی اور رسی موجود تھی جس سے غالباً سارکل کو باندھا گیا تھا۔ کمرے میں مخصوص بو کے ساتھ انسانی جسم کے جلنے کی بو موجود تھی۔ اس کمرے سے مجھے ایک پرس بھی ملا تھا جس میں سارکل کے چند اصل دستاویز موجود تھے جس سے مجھے اندازہ ہو گیا کہ سارکل کو وہاں لا کر اس پر تشدد کیا گیا اور پھر معلومات حاصل کرنے کے بعد اسے تیزاب میں جلا کر گٹر میں بہا دیا گیا۔ اوور"...... دوسری طرف سے ٹائیگر یوں بولتا چلا جا رہا تھا جیسے یہ سب کچھ اس کی آنکھوں کے سامنے ہی ہوا ہو اس لئے اسے ہر بات کا علم ہو۔

"ویری سیڈ۔ شوگران کی ایک بگ ایجنسی کے چیف کو تشدد کر کے اس بری طرح سے ہلاک کیا گیا ہے اور ہمیں اس کی خبر ہی نہیں ہوئی۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ مجھے بھی اس کا افسوس ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا۔

"اس لڑکی کا کچھ پتہ چلا۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"میں اب اس کی تلاش میں ہوں باس۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ٹیکسی ڈرائیور نے اس لڑکی کا حلیہ کیا بتایا تھا۔ اوور"۔ عمران نے پوچھا تو ٹائیگر نے اسے لڑکی کا حلیہ بتا دیا۔ حلیہ سن کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ اس لڑکی ٹاپ فور ڈورا کا حلیہ تھا جو اسے ہوٹل فل مون میں ملی تھی اور اسے بے ہوش کر کے اس سے بلیک سیکارلی کا کارڈ لے گئی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ تم اس کی تلاش جاری رکھو اور ہاں۔ بی سکس ٹرانسمیٹر اپنے ساتھ ہی رکھنا۔ میں تم سے کسی بھی وقت رابطہ کر سکتا ہوں۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

"ٹائیگر بے حد تیزی سے کام کر رہا ہے۔ آپ کی دی ہوئی ٹریننگ نے اسے بھی اچھا خاصا سراغ رساں بنا دیا ہے۔ وہ ہر بات اس طرح بتا رہا تھا جیسے سب کچھ اس کے سامنے ہوتا رہا ہو"۔ عمران کو ٹرانسمیٹر آف کرتے دیکھ کر بلیک زیرو نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"میری ٹریننگ کے ساتھ ساتھ اس کی ذہانت بھی کام کر رہی ہے۔ وہ عقل و فراست سے بھی کام لیتا ہے جس سے وہ بعض اوقات ایسی جگہوں پر بھی پہنچ جاتا ہے جہاں شاید ہماری سوچ بھی نہ جا سکتی ہو"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"بلیک سیکارلی کا وزیٹنگ کارڈ تو اب خاصی اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ شوگران کی ایک نامور ایجنسی ہاک آئی کا چیف وہ کارڈ لے کر خود یہاں آیا تھا۔ وہ کارڈ آپ تک پہنچانا چاہتا تھا لیکن شاید اسے کارڈ آپ تک پہنچانے کا ذریعہ نہیں مل رہا تھا اس لئے اس نے وہ کارڈ ہوٹل فل مون کے ایک پارکنگ بوائے کو دے دیا۔ کارڈ پارکنگ بوائے کو دینے کے فوراً بعد سارکل کا اغوا ہونا، اس پر تشدد کر کے اس کو ہلاک کرنا اور پھر اس لڑکی ڈورا کا آپ کے پاس آ کر سائنسی حربے سے آپ کو بے ہوش کر کے آپ سے کارڈ واپس لے جانا ان سب باتوں سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کارڈ محض ایک کارڈ نہیں تھا۔ اس کارڈ میں کچھ اور بھی تھا"...... بلیک زیرو نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے اس کارڈ کی خاص اہمیت ہے جسے سارکل خود یہاں لے کر آیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ سارکل کارڈ کے ذریعے آپ کو یہ بتانے آیا ہو کہ ٹاپ فائیو پاکیشیا میں وارد ہو چکے ہیں"...... بلیک زیرو نے

کہا۔

"نہیں۔ اگر سارکل نے ٹاپ فائیو کے بارے میں ہی بتانا ہوتا تو وہ مجھے ایک فون کال بھی کر سکتا تھا۔ اس کا خاص طور پر یہ کارڈ لانا کچھ اور ہی ظاہر کر رہا ہے"...... عمران نے کہا۔

"وہ کیا عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"مجھے یاد آ رہا ہے کہ کارڈ کی بیک سائیڈ قدرے دھندلی سی تھی جیسے اسے پانی لگ گیا ہو۔ لیکن پانی لگنے سے کارڈ پھول جاتا ہے جبکہ ایسا نہیں تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ کارڈ کی بیک پر انویسبل انک سے کچھ لکھا ہوا تھا۔ ایسی انک سے جسے یا تو کسی خاص رنگ کے شیشے سے دیکھا جا سکتا تھا یا پھر کارڈ کو ہیٹ دینے سے الفاظ ابھر سکتے تھے۔ عموماً پیاز یا لیموں کے عرق سے کسی سادہ کاغذ پر کچھ لکھا جائے تو اس پر لکھی گئی تحریر پڑھنے کے لئے کاغذ کو ہیٹ دی جاتی ہے جس سے تحریر نمایاں ہو جاتی ہے۔ کارڈ پر ایسی ہی کوئی تحریر تھی جو سارکل مجھ تک پہنچانا چاہتا تھا"...... عمران نے مسلسل سوچتے ہوئے کہا۔

"آپ کے خیال میں کارڈ پر کیا خفیہ تحریر ہو سکتی ہے جسے آپ تک پہنچانے کے لئے سارکل کو خود پاکیشیا آنا پڑا تھا"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ہو سکتا ہے کارڈ کی تحریر میں کوئی اہم پیغام ہو یا پھر بلیک سیکارلی کے مشن کے بارے میں اس پر کچھ لکھا گیا ہو"...... عمران

نے کہا۔

"بلیک سیکارلی کا مشن۔ کیا ہو سکتا ہے اس کا مشن"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اب اس کا جواب تو خود بلیک سیکارلی ہی دے سکتا ہے یا پھر اس کارڈ کے پیچھے لکھی ہوئی خفیہ تحریر سے ہی اس کا کچھ پتہ چل سکتا تھا۔ اب نہ مجھے بلیک سیکارلی کا علم ہے کہ وہ کہاں ہے اور وہ کارڈ بھی مادام ڈورا مجھ سے چھین کر لے گئی ہے جو ٹاپ فائیو کی ٹاپ فور ہے"...... عمران نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

"ٹاپ فائیو کی پاکیشیا میں موجودگی کسی بڑے طوفان کا پیش خیمہ ہی ثابت ہو سکتی ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ یہاں ایسا کچھ کریں جس سے ملک کی سالمیت اور بقاء کو خطرہ ہو ہمیں فوراً ان کی تلاش شروع کر دینی چاہئے۔ وہ سامنے آئیں گے تو ان کا مشن بھی ہمارے سامنے آ جائے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ سب اتنا آسان نہیں ہو گا"...... عمران نے بے اختیار کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

"آسان نہیں ہو گا۔ کیا مطلب"...... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کچھ نہیں۔ تم تمام ممبران کو الرٹ کر دو۔ ان سے کہو کہ وہ ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہیں۔ ٹاپ فور نے میرے سامنے خود کو ظاہر کر کے اپنی موجودگی کا خود ہی ثبوت دے

دیا ہے۔ وہ ٹاپ ایجنٹس بھی ہیں اور ڈیشنگ ایجنٹس بھی۔ ان کا سامنا اور ان کا مقابلہ کرنے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو بھی ہر وقت اور ہر لمحہ تیار رہنا پڑے گا ورنہ کچھ بھی ہو سکتا ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کی سنجیدگی دیکھ کر بلیک زیرو حیران رہ گیا۔ اس سے پہلے شاید عمران نے کبھی بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس طرح تیار رہنے اور مسلح رہنے کی ہدایات نہیں دی تھیں مگر عمران کی سنجیدگی بتا رہی تھی کہ اس بار ٹاپ فائیو اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کے درمیان کانٹے کا جوڑ پڑنے کا امکان ہو سکتا ہے جس میں کسی کی بھی جیت اور کسی کی بھی ہار ہو سکتی ہے۔

"اوکے۔ میں جولیا کو فون کرتا ہوں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اس سے یہ بھی کہہ دینا کہ وہ ممبران کو ہدایات دے دے کہ ٹاپ فائیو میں سے جو بھی ان کے سامنے آئے وہ ان پر رحم نہ کھائیں اور موقع پاتے ہی انہیں ہلاک کر دیں کیونکہ ٹاپ فائیو کی خصلت میں جانتا ہوں۔ اگر انہیں موقع مل گیا تو شاید پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کوئی بھی ممبر ان کے ہاتھوں سے نہیں بچ سکے گا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا جس کے چہرے پر چٹانوں کی سی سختی اور بلا کی سفاکی دکھائی دے رہی تھی۔ عمران کی باتوں سے بلیک زیرو کو اندازہ ہو گیا تھا کہ ٹاپ فائیو ان تمام ایجنسیوں اور ایجنٹوں سے

کہیں زیادہ خطرناک، سفاک اور بے رحم افراد کا ٹولہ ہے جن سے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کا ٹکراؤ ہو چکا تھا ورنہ عمران ابتداء میں ہی انہیں ہلاک کرنے کا حکم نہ دے دیتا۔ بلیک زیرو چند لمحے عمران کی شکل دیکھتا رہا اور پھر اس نے میز پر پڑا ہوا فون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر جولیا کے فلیٹ کے نمبر پریس کرنے لگا جبکہ عمران بدستور گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔

ٹاپ فائیو کے چار ممبران ٹاپ ٹو سے فائیو تک ایک ہوٹل کے کمرے میں موجود تھے۔ ٹاپ ون بلیک سیکارلی سے میٹنگ کرنے کے بعد وہ سب ایک ہوٹل بریک ہاؤس میں آ گئے تھے۔ انہوں نے ٹاپ ٹو ٹالمور کے کہنے پر اس ہوٹل میں مختلف حلیوں اور ناموں سے کمرے حاصل کئے تھے اور پھر وہ تینوں ٹاپ ٹو کی کال پر اس کے کمرے میں آ گئے تھے۔ کمرہ خاصا بڑا تھا۔ دائیں طرف ایک ڈائننگ ٹیبل موجود تھی۔ وہ سب اس ٹیبل کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ ٹاپ ٹو کے سامنے ایک ہی رنگ اور ایک ہی سائز کی چار فائلیں موجود تھیں۔ ان سب کے آگے کافی کے مگ تھے جو ابھی چند لمحے پہلے ایک ویٹر انہیں دے گیا تھا۔ ابھی تک ان میں سے کسی نے کافی کے مگوں کو ہاتھ تک نہیں لگایا تھا۔

''ہمیں یہاں کیوں بلایا ہے''...... ٹاپ فور ڈورا نے ٹاپ ٹو کی

طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"باس نے ہمیں پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران کی ہلاکت کا ٹاپ چیلنج دیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ ہم ٹاپ فائیو کے اس ٹاپ چیلنج میں ہر صورت میں کامیابی حاصل کریں"...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا۔

"ہم نے باس کے سامنے ٹاپ چیلنج قبول کر تو لیا تھا پھر تمہیں یہ سب دوہرانے کی کیا ضرورت ہے"...... ٹاپ تھری فلیگ نے کہا۔

"میں نے اپنے طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کے بارے میں معلومات اکٹھی کی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم سب ان کی تفصیل جان لو اور ان کی تصویریں بھی دیکھ لو پھر ہم آپس میں فیصلہ کریں گے کہ ہم میں سے کون کون کس کس کے خلاف کام کرے گا"...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک منٹ۔ کیا یہ جگہ ایسی باتوں کے لئے سیف ہے"۔ ٹاپ فائیو سینڈی نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے گائیگر سے کمرے کی چیکنگ کر لی ہے۔ یہاں کچھ نہیں ہے۔ پھر بھی میں نے احتیاط کے طور پر وائس بلاکر مشین آن کر دی ہے۔ ہماری آوازیں اس کمرے سے نہ باہر جا سکتی ہیں اور نہ ہی ٹیپ کی جا سکتی ہیں"...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا۔

"او کے"...... سب نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کیا معلومات ہیں تمہارے پاس اور تم نے یہ معلومات کہاں سے حاصل کی ہیں"۔ ٹاپ تھری فلیگ نے پوچھا۔

"میں نے ان کے بارے میں معلومات ٹاپ سیکرٹ ورلڈ کراس آرگنائزیشن سے خریدی ہیں جن کا نیٹ ورک پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ ان کی فراہم کی ہوئی معلومات مصدقہ ہوتی ہیں۔ ان کی دی ہوئی انفارمیشن کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کی تعداد نو ہے جن کے نام صفدر، جولیا، صالحہ، کیپٹن شکیل، تنویر، نعمانی، چوہان، خاور اور صدیقی ہیں۔ یہ سب سیکرٹ سروس کے باقاعدہ ممبر ہیں۔ ان کے علاوہ اس سروس کے لئے جو افراد کام کرتے ہیں وہ کراسٹی، جوزف اور جوانا ہیں۔ کراسٹی حال ہی میں پاکیشیا سیکرٹ سروس میں شامل ہوئی ہے۔ عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے فری لانسر کے طور پر کام کرتا ہے۔ اس طرح کراسٹی بھی فری لانسر ہے۔ جوزف اور جوانا عمران کے ساتھی ہیں۔ ضرورت کے وقت مشنز پر عمران ان دونوں کو بھی اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ ان کے علاوہ عمران کا ایک ساتھی اور ہے عبدالعلی جو ٹائیگر کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ٹاپ سیکرٹ ورلڈ کراس آرگنائزیشن کے پاس اس کے بارے میں زیادہ معلومات تو نہیں ہیں لیکن اس کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ عمران کا شاگرد ہے

اور انتہائی ذہین اور تیز رفتار ہونے کے ساتھ ساتھ وہ بے حد
خطرناک انسان ہے۔ عمران کے بارے میں تو تم سب کو باس نے
پہلے ہی بریفنگ دے دی تھی۔ اس طرح اس کے ساتھی بھی بے حد
تیز، خطرناک اور اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ
مجرموں اور دشمنوں کے مقابلے میں انہیں ہمیشہ کامیابیاں ہی ملتی
ہیں اور وہ خاص طور پر ملک دشمن عناصر کے خلاف جب اٹھ
کھڑے ہوتے ہیں تو اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتے جب تک
کہ وہ انہیں کیفر کردار تک نہ پہنچا دیں۔ ہماری طرح وہ بھی سائنسی
ہتھیاروں سمیت ہر قسم کا اسلحہ چلانے میں ماہر ہیں۔ تیز رفتار
ایکشن کے ساتھ ساتھ وہ موقع کی مناسبت سے ٹھنڈے دماغ سے
بھی کام لیتے ہیں اور دور اندیشی اور دانش مندی کو بھی ملحوظ خاطر
رکھتے ہیں اور بعض اوقات وہ ملک دشمن عناصر کو کچلنے کے لئے
درندوں سے بھی بڑھ کر درندے بن جاتے ہیں۔ ان کے مقابلے
پر اگر ہم جیسے ایجنٹس آ جائیں تو وہ ذہانت کے ساتھ ساتھ اپنی
طاقت سے بھی کام لیتے ہیں۔ انہیں ہلاک کرنے کے لئے بے شمار
ٹاپ ایجنٹس اور خطرناک ایجنسیاں کام کر چکی ہیں لیکن آج تک
کوئی بھی ایجنٹ اور کوئی بھی ایجنسی انہیں ہلاک نہیں کر سکی بلکہ
بڑے بڑے نامور ٹاپ ایجنٹس اور طاقتور اور فعال ایجنسیاں بھی
ان کے ہاتھوں نیست و نابود ہو چکی ہیں۔ ان سب کے پیچھے بظاہر
ان کے پراسرار چیف ایکسٹو کا ہاتھ ہوتا ہے جو بہترین پلاننگ اور

انتہائی ذہانت آمیز انداز میں ان سب کو بریف کرتا ہے لیکن ٹاپ
سیکرٹ ورلڈ کراس آرگنائزیشن کی انفارمیشن کے مطابق پاکیشیا
سیکرٹ سروس کا کنٹرول عموماً علی عمران کے ہاتھوں میں ہی ہوتا
ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس ان لینڈ کام کرے یا آؤٹ لینڈ، عمران
ہمیشہ ان کا لیڈر ہوتا ہے اور وہ سب اس کے ساتھ چلتے ہیں۔

پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کسی سے کم تو نہیں ہیں لیکن ان
میں سے سب سے زیادہ اہمیت عمران کو ہی دی جاتی ہے۔ بہرحال
یہ سب پاکیشیا کے دارالحکومت میں ہی رہتے ہیں اور بدلتے وقت
کے ساتھ وہ اپنے نام اور حلیئے بھی بدلتے رہتے ہیں اور ٹھکانے
بھی۔ البتہ عمران اور اس کے دو ساتھی جن کے نام جوزف اور جوانا
ہیں وہ اپنے ٹھکانے اور حلیئے نہیں بدلتے۔ عمران اپنے ایک باورچی
سلیمان کے ساتھ کنگ روڈ پر فلیٹ نمبر دو سو میں رہتا ہے جبکہ
جوزف اور جوانا، رانا تہور علی صندوقی کے نام کی ایک عمارت میں
رہتے ہیں جسے رانا ہاؤس کہا جاتا ہے۔ اسی طرح ان کے پراسرار
چیف ایکسٹو کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ دانش منزل نامی ایک
عمارت میں رہتا ہے جسے آج تک کسی نے نہیں دیکھا۔ یہاں تک
کہ اس پراسرار چیف ایکسٹو کے بارے میں اس ملک کا صدر بھی
نہیں جانتا کہ وہ کون ہے اور کیسا ہے۔ لیکن ابھی تک اس بات کی
بھی تصدیق نہیں کی جا سکی کہ ایکسٹو دانش منزل میں ہی رہتا ہے۔
یہ سب باتیں ان فائلوں میں موجود ہیں۔ ان فائلوں میں عمران اور

پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کے بارے میں باقی معلومات اور
ان کے کارناموں کی تفصیل بھی موجود ہے۔ ان کے کام کرنے کا
انداز، ان کی ایکٹیویٹیز اور ان کا کن کن جگہوں پر زیادہ آنا جانا ہے
اور یہ کن کن لوگوں سے ملتے ہیں۔ میں نے سب کے لئے الگ
الگ پرنٹ بنوا لئے ہیں۔تم سب یہ فائلیں پڑھ لو تاکہ عمران اور
پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کی ایک ایک بات تمہیں ذہن نشین
ہو جائے اور تم ان کے مقابلے کے لئے خود کو تیار کر سکو۔ اس کے
بعد ہم آپس میں طے کریں گے کہ ہمیں کیا کرنا ہے“...... ٹاپ ٹو
نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنے سامنے رکھی ہوئی
فائلیں اٹھائیں اور ایک ایک کر کے ان کی طرف بڑھا دی۔ وہ
تینوں خاموشی سے فائلیں کھول کر بیٹھ گئے۔ فائل میں پاکیشیا سیکرٹ
سروس کے ممبران کے ساتھ ساتھ ٹائیگر، کراسٹی، جوزف اور جوانا کی
بھی تصویریں موجود تھیں جو الگ الگ پرنٹڈ کاغذات کے ساتھ لگی
ہوئی تھیں۔ ان تصویروں کے ساتھ ساتھ غالباً ان سب کی ڈیٹیل
بھی تھی۔ وہ سب فائلیں دیکھتے ہوئے کافی کے سپ لینے لگے۔
فائلیں زیادہ موٹی تو نہیں تھیں مگر کاغذات کا تفصیلی جائزہ لیتے
ہوئے انہیں ایک گھنٹے سے زیادہ وقت لگ گیا تھا۔ ٹاپ ٹو سب
کچھ پہلے ہی پڑھ چکا تھا لیکن وقت گزاری کے لئے اس نے بھی
فائل کھول لی تھی۔

”گڈ۔ میں تو سمجھی تھی کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس عا

سے لوگ ہوں گے اور ہم جیسے ٹاپ فائیو ایجنٹس کو خواہ مخواہ ان
کے مقابلے پر لا کر باس بلیک سیکارلی نے ناانصافی کی ہے لیکن یہ
فائل پڑھ کر مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ میں غلط تھی۔ عمران اور اس
کے ساتھی کسی بھی طرح ہم سے کم نہیں ہیں۔ وہ سب واقعی اس
قابل ہیں کہ ان کے مقابلے پر ٹاپ فائیو کو لایا جا سکے۔ یہ فائل
پڑھ کر میری ساری بوریت ختم ہو گئی ہے جو میں پاکیشیا میں آ کر
محسوس کر رہی تھی۔ اب میرا بھی دل چاہ رہا ہے کہ ہمیں واقعی
عمران اور اس کے ساتھیوں کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ ان کا اور ہمارا
ٹکراؤ انتہائی خوفناک اور انتہائی یادگار ثابت ہو گا۔ یہ تو طے ہے کہ
ان کے مقابلے میں جیت ہماری ہی ہو گی لیکن اس کے ساتھ ساتھ
میں یہ بھی کہوں گی کہ عمران اور اس کے ساتھیوں سے ٹکرانے کا جو
لطف ہمیں یہاں ملے گا وہ اس سے پہلے ہمیں کبھی کسی مشن میں
نہیں ملا ہو گا۔ میں اب تک اپنے ہاتھوں سے بے شمار نامی اور
طاقتور ایجنٹس کی گردنیں توڑ چکی ہوں۔ مجھے ان سب کو ختم کرنے
میں اتنا لطف اور سکون نہیں ملا ہو گا جو اب عمران اور اس کے
ساتھیوں سے ٹکرا کر ملنے والا ہے۔ میں ان میں سے کسی سے بھی
ٹکرانے کی صلاحیت رکھتی ہوں اور اس ٹاپ چیلنج کا اب صحیح معنوں
میں لطف آئے گا“...... ٹاپ فائیو سینڈی نے مسلسل بولتے ہوئے
کہا۔

”واقعی۔ عمران اور اس کے ساتھی ہمارے خیالوں سے بھی کہیں

زیادہ تیز اور خطرناک ہیں۔ اس فائل میں لکھی گئی تمام باتیں ابہام سی لگتی ہیں لیکن ٹاپ سیکرٹ ورلڈ کراس آرگنائزیشن کی کوئی بھی بات غیر مصدقہ نہیں ہوتی اس لئے مجھے یقین ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی ایسے ہی ہوں گے جیسا اس فائل میں لکھا ہوا ہے"۔ فلیگ نے کہا جو اس گروپ کا ٹاپ تھری تھا۔

"اور ہمیں ان سب سے مقابلہ کرنا ہے اور انہیں ہلاک بھی کرنا ہے"...... ٹاپ فور ڈورا نے کہا۔

"بالکل۔ ہماری ان کے ساتھ لحہ بہ لحہ ٹف اور ٹاپ فائٹ متوقع ہے اس لئے ہمیں پہلے سے ہی یہ طے کر لینا چاہئے کہ ہم میں سے کون کون کس کس کے خلاف لڑے گا۔ میرا مطلب ہے کہ ہمیں آپس میں ڈسکس کر کے اپنے حصے کے افراد کو چن لینا چاہئے جو ہمارے ٹارگٹ ہوں گے اور ہمیں ہر حال میں ان کا خاتمہ کرنا ہو گا اس لئے میں نے تم سب کو یہاں بلایا تھا"...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم چاہتے ہو کہ ہم سب الگ الگ کے مقابلے پر آئیں"...... ٹاپ تھری فلیگ نے کہا۔

"ہاں۔ اس کے دو فائدے ہوں گے"...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا۔

"وہ کیا"...... ٹاپ فائیو سینڈی نے پوچھا۔

"ایک تو یہ کہ ہمیں مخصوص ٹارگٹس مل جائیں گے اور ہم ص

ان کے خلاف ہی کام کریں گے۔ دوسرا یہ کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس چار حصوں میں تقسیم ہو جائے گی جس سے ان کی طاقت ٹوٹ جائے گی اور ہم ان کی توجہ پوری طرح سے اپنی طرف مبذول کرا لیں گے اور ادھر باس اطمینان سے اپنا مشن پورا کر لیں گے۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس پر ہم اس قدر تیز اور خوفناک وار کریں گے کہ انہیں اپنی جان بچانے اور بھاگنے کے سوا کچھ اور سوچنے کا موقع ہی نہیں ملے گا"...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا۔

"ہاں۔ یہ تو ہے"...... ٹاپ تھری فلیگ نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"پھر ہمیں ہر صورت میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنا ہے۔ ان کو ہلاک کرنے کا کریڈٹ صرف ہمارے پاس ہو گا جس سے ہمارے نام اور ہماری شہرت آسمان کی بلندیوں کو چھو لے گی اور پوری دنیا میں نائف بلڈ کے ٹاپ فائیو ایجنٹس ہی ایسے ہوں گے جن سے ٹکرانے والا کوئی نہیں ہو گا"...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا۔

"یس۔ اس سے بڑا کریڈٹ ہمارے لئے بھلا اور کیا ہو سکتا ہے۔ میں اپنے ٹارگٹس کو ہلاک کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دوں گی"...... ٹاپ فور ڈورا نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم بھی"...... ان تینوں نے بھی ایک ساتھ کہا۔

"فلیگ۔ تم ٹاپ تھری ہو۔ تم بتاؤ ان چودہ افراد میں سے تم کتنے افراد کو ٹارگٹ کرو گے اور وہ کون ہوں گے"...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے ٹاپ تھری فلیگ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس نے ہمیں تمہاری ہدایات پر عمل کرنے کی ہدایات دی تھیں۔ ویسے بھی تم ٹاپ ٹو ہو اس لئے تم ہی فیصلہ کرو کہ ہمارے لئے کون کون سا ٹارگٹ ہونا چاہئے"...... ٹاپ فائیو سینڈی نے کہا۔

"کیوں فلیگ اور ڈورا۔ تم کیا کہتی ہو"...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹاپ فائیو سینڈی ٹھیک کہہ رہی ہے۔ تم ہمارے لئے ٹارگٹس کا انتخاب کرو۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے"...... ٹاپ فور ڈورا نے کہا تو ٹاپ تھری فلیگ نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔ اپنی فائلیں مجھے دو"...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا تو ان تینوں نے اثبات میں سر ہلا کر اپنی اپنی فائلیں اسے دے دیں۔ ٹالمور نے فائلوں کے کلپس کھولے اور ان میں لگے ہوئے کاغذات کو الگ الگ کرنے لگا۔ تمام کاغذات کو الگ کر کے اس نے چار فائلوں میں لگائے اور باقی بچے ہوئے پیپرز اور تصاویر ایک طرف رکھ دیں۔

"میں نے کاغذات دیکھے بغیر الگ الگ فائلوں میں لگا دیئے ہیں۔ دو فائلوں میں چار چار کاغذ ہیں اور دو میں تین تین۔ اس طرح ہم میں سے دو کے حصے میں چار چار ٹارگٹس آئیں گے اور

دو کے حصے میں تین تین۔ اب میں ان فائلوں کو آپس میں مکس کر دیتا ہوں۔ تم باری باری ایک ایک فائل اٹھا لو۔ جس کے ہاتھ جو فائل آئے گی اس کے وہی ٹارگٹس ہوں گے"...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا۔

"گڈ۔ یہ اچھا طریقہ ہے۔ اس طرح ہمیں ایک دوسرے کی چوائس پر کوئی اعتراض بھی نہیں ہو گا"...... ٹاپ فائیو سینڈی نے کہا مسکرا کر کہا۔ ٹاپ ٹو ٹالمور نے اثبات میں سر ہلا کر فائلوں کو تیزی سے اوپر نیچے کر کے آپس میں مکس کر دیا اور پھر اس نے چاروں فائلیں میز کے درمیان میں ڈال دیں۔

"ٹاپ تھری۔ تم ان میں سے کوئی ایک فائل اٹھا سکتے ہو"۔ ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا تو ٹاپ تھری فلیگ نے اثبات میں سر ہلا کر ایک فائل پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لی۔

"اسے کھول کر نہیں دیکھو گے"...... ٹاپ فور ڈورا نے کہا۔

"سب فائلیں اٹھا لیں پھر ایک ساتھ دیکھیں گے"...... ٹاپ تھری فلیگ نے کہا تو ٹاپ فور ڈورا نے سر ہلا کر ایک فائل اپنی طرف کھسکا لی اور پھر ٹاپ فائیو سینڈی نے فائل اٹھائی اور آخر میں ایک فائل رہ گئی جسے ٹاپ ٹو ٹالمور نے اپنی طرف کھسکا لیا۔

"اب بھی چاہو تو ہم ایک دوسرے سے فائلیں تبدیل کر سکتے ہیں"...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا۔

"نہیں۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جو ہمارے ہاتھ میں

ہے وہی ہمارے ٹارگٹس ہیں''...... ٹاپ تھری فلیگ نے کہا۔

''اوکے''...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا اور اس نے اپنی فائل کھول دی۔

''میرے ٹارگٹس تنویر، کیپٹن شکیل، صفدر اور ٹائیگر ہیں''۔ ٹاپ ٹو ٹالمور نے اپنی فائل دیکھتے ہوئے کہا۔

''میرے شکار نعمانی، چوہان، صدیقی اور خاور ہیں''...... ٹاپ تھری فلیگ نے کہا۔

''اور میری ہٹ لسٹ پر تین لڑکیاں ہیں۔ جولیا، صالحہ اور کراسٹی''...... ٹاپ فور ڈورا نے اپنی فائل دیکھ کر کہا۔

''اور میں نے عمران، جوزف اور جوانا کو ختم کرنا ہے''...... ٹاپ فائیو سینڈی نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ میرے اور ٹاپ تھری کے حصے میں چار چار ٹارگٹس ہیں اور تم دونوں کے تین تین''...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''اوکے۔ اب ہم نے اپنے اپنے حصے کے ٹارگٹس پر توجہ دینی ہے۔ انہیں ہم نے کیسے اور کہاں ہلاک کرنا ہے اس کا فیصلہ ہم خود اپنے اپنے طور پر اور اپنے اپنے طریقے سے کریں گے۔ ہمارے آپس میں رابطے رہیں گے اور ضرورت کے وقت ہم ایک دوسرے کی مدد بھی کر سکتے ہیں لیکن جس کے حصے میں جو ٹارگٹ ہوگا اسے وہی ہلاک کرے گا۔ ہم میں سے کوئی بھی دوسرے کے حصے اور کام

میں مداخلت نہیں کرے گا''...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا۔

''اپنے اپنے طور پر اور اپنے طریقوں پر عمل کرنے سے ہی ہمیں آسانی رہے گی''...... ٹاپ تھری فلیگ نے کہا۔

''یہ درست ہے کہ ہمارے ٹارگٹس میں کوئی بھی کسی سے کم نہیں ہے۔ تمام ٹارگٹس ہی ٹف ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ ٹاپ فائیو سینڈی کے حصے میں انتہائی ٹف ٹارگٹس آئے ہیں۔ عمران اور اس کے دونوں باڈی گارڈز جو دیوقامت بھی ہیں، طاقتور بھی اور انتہائی خونخوار بھی۔ اگر سینڈی چاہے تو ہم میں سے اب بھی کسی کے ساتھ اپنے ٹارگٹس بدل کر سکتی ہے''...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا۔

''نہیں۔ جب ایک بات طے ہو گئی تو ہو گئی۔ اگر مجھے چوائس ملتی تو میں خاص طور پر ان تینوں کا کہتی اس لئے تم فکر مت کرو۔ میں ہر صورت میں ان تینوں کو ہلاک کر دوں گی''...... ٹاپ فائیو سینڈی نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''گڈ۔ اب ہم الگ الگ رہ کر اپنے مطلوبہ افراد کو ہی ٹارگٹ کریں گے۔ ضرورت کے وقت ہم ایک دوسرے سے بی تھری ٹرانسمیٹر پر بات کر سکتے ہیں۔ ان لوگوں کے بارے میں کسی کو کچھ پوچھنا ہو تو میں بتا سکتا ہوں''...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا۔

''نہیں۔ جتنی معلومات مل گئی ہیں ہمارے لئے کافی ہیں۔ مزید معلومات کے لئے ہم خود کام کریں گے''...... ٹاپ تھری فلیگ نے کہا تو ٹاپ فور ڈورا اور ٹاپ فائیو سینڈی نے اثبات میں سر ہلا

دیئے۔

"اوکے۔ پھر ہم آج سے ہی اپنا کام شروع کر دیتے ہیں۔ مطلوبہ سامان، رہائش گاہ اور گاڑیوں کے لئے باس نے ہمیں سکندر گروپ کی ٹپ دے رکھی ہے۔ ہم ان سے الگ الگ رابطہ کر کے معاونت حاصل کریں گے۔ امید ہے اس پر سیٹھ سکندر کو کوئی اعتراض بھی نہیں ہوگا"...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب ہمیں چلنا چاہئے"۔ ٹاپ فائیو سینڈی نے اٹھتے ہوئے کہا تو وہ سب سر ہلاتے ہوئے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر ٹاپ ٹو ٹالمور کے سوا تینوں ٹاپ چیلنج کو پورا کرنے کے لئے وقفے وقفے سے اور ایک ایک کر کے کمرے سے باہر نکل گئے۔

صفدر نے چائے پی کر خالی کپ میز پر رکھا ہی تھا کہ اس کے سامنے تنویر آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اکیلے ہی اکیلے چائے پی رہے ہو"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں۔ میں تو یہاں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ تمہارے انتظار میں اس ریسٹورنٹ میں بیٹھ کر سوچا کہ کچھ نہیں تو ایک کپ چائے ہی پی لی جائے"...... صفدر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مجھے آنے میں تھوڑی دیر ہو گئی۔ میری موٹر سائیکل سٹارٹ نہیں ہو رہی تھی اس لئے آٹو رکشہ میں یہاں آنا پڑا ہے"۔ تنویر نے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ تمہارے لئے چائے منگواؤں"...... صفدر نے پوچھا۔

”نہیں۔ مس کی جب کال آئی تھی تو میں اس وقت فلیٹ میں بیٹھا چائے ہی پی رہا تھا“...... تنویر نے جولیا کا نام لینے سے گریز کرتے ہوئے کہا۔ وہ چونکہ عام ریسٹورنٹ میں بیٹھے ہوئے تھے اس لئے وہ ایک دوسرے کا اصل نام نہیں لیتے تھے۔ جولیا نے تمام ممبران کو کال کر کے ایکسٹو کی ہدایات سے آگاہ کر دیا تھا۔ اس وقت صفدر اس ریسٹورنٹ میں شام کا کھانا کھا رہا تھا۔ اس نے واش روم میں جا کر واچ ٹرانسمیٹر پر جولیا کی کال سنی تھی۔ صفدر نے جولیا کو اس ریسٹورنٹ کا نام بتا کر کہا تھا کہ وہ تنویر کو یہیں بھیج دے تاکہ وہ دونوں مل کر نائف بلڈ کے ٹاپ فائیو کو ٹریس کرنے کا کام کر سکیں اور پھر صفدر نے واقعی تنویر کا انتظار کرتے ہوئے اپنے لئے چائے منگوا لی تھی۔

”تو پھر چلیں“...... تنویر نے کہا۔

”ہاں چلو“...... صفدر نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس نے ویٹر کو بلا کر پہلے ہی بل کلیئر کر دیا تھا۔ اس کے اٹھتے ہی تنویر بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ دونوں ریسٹورنٹ سے نکلتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ کار میں موجود تھے۔ صفدر نے اپنی کار کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی تھی جبکہ تنویر سائیڈ سیٹ پر موجود تھا اور صفدر کار ڈرائیو کرتا ہوا ریسٹورنٹ کی پارکنگ سے نکل آیا۔

”مس جولیا نے ٹاپ فائیو کے بارے میں تمہیں کیا بتایا ہے“۔ کار مین سڑک پر آتے ہی تنویر نے صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”یہی کہ وہ پانچ خطرناک ایجنٹس ہیں اور ان کا تعلق ایکریمیا کی ایک ایجنسی نائف بلڈ سے ہے۔ وہ پاکیشیا میں موجود ہیں اور ہم نے انہیں تلاش کر کے ہر صورت میں ہلاک کرنا ہے“...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”حیرت کی بات ہے۔ چیف نے اس سے پہلے تو کسی مجرم کو اس طرح ہلاک کرنے کی ہدایات نہیں دیں۔ ہمیں عام طور پر مجرموں کی نگرانی اور ان کا تعاقب کرنے کا کام ہی سونپا جاتا ہے۔ پھر ٹاپ فائیو میں ایسی کیا بات ہے کہ چیف نے ان کی فوری ہلاکت کا حکم جاری کر دیا ہے“...... تنویر نے کہا۔

”نائف بلڈ ایجنسی نام کی ہی نہیں حقیقت میں بھی انتہائی خونخوار اور سفاک درندوں کی ایجنسی کہلاتی ہے۔ اس ایجنسی میں صرف پانچ افراد ہیں جو خود کو ٹاپ فائیو کہتے ہیں۔ اپنے کسی بھی مقصد کو پورا کرنے کے لئے وہ سفاک درندے اور انتہائی خونخوار بھیڑیئے بن جاتے ہیں۔ ان کے ہاتھ سینکڑوں انسانوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں اور چیف نے ہمیں ان مجرموں کے روپ میں خونخوار درندوں کو ہلاک کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس میں حیرت کی کون سی بات ہے“...... صفدر نے کہا۔

”حیرانی کی بات تو نہیں ہے لیکن چیف کا اس طرح ان کی ہلاکت کا ڈائریکٹ حکم میرے لئے حیرت کا باعث بن رہا تھا ورنہ عمران کا تو یہی فلسفہ ہے کہ پہلے مجرم کو پکڑو، اس سے پوچھ گچھ کرو

اور پھر جب اس کا جرم ثابت ہو جائے تب اسے انجام تک پہنچایا جائے بلکہ بعض اوقات تو عمران بڑے بڑے مجرموں کو محض وارننگ دے کر یا ان پر رحم کھا کر ہی چھوڑ دیتا ہے“...... تنویر نے عمران کا نام لے کر منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اور تمہارا فلسفہ کیا ہے“...... صفدر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”یہی کہ غیر ملکی ایجنٹس جب یہاں آتے ہیں تو وہ یہاں پنگ پانگ کھیلنے یا پکنک منانے تو نہیں آتے۔ ان کا سب سے بڑا جرم ہی یہی ہوتا ہے کہ وہ ہماری عوام اور ہمارے ملک کے دشمن ہیں۔ ایسے لوگوں کو تو زندہ رہنے کا ایک لمحہ بھی نہیں ملنا چاہئے۔ انہیں دیکھتے ہی گولی مار دینی چاہئے“...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”چاہے وہ مجرم ہوں یا نہ ہوں“...... صفدر نے کہا۔

”میں نے کب کہا ہے کہ وہ مجرم ہوں یا نہ ہوں۔ میں تو صرف مجرموں اور ملک دشمنوں کا کہہ رہا ہوں“...... تنویر نے جواب دیا۔

”تو اس کے لئے پوچھ گچھ کرنا اور یہ جان لینا تو ضروری ہوتا ہے کہ وہ واقعی مجرم ہیں یا نہیں۔ ہم ہر ایک کو شک کی بنیاد پر تو گولی نہیں مار سکتے“...... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن جرم ثابت ہونے اور مجرم کے سامنے آنے پر بھی اس پر رحم کیا جائے یا اسے وارننگ دے کر چھوڑ دیا جائے یہ بھی تو ٹھیک نہیں ہے“...... تنویر نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب صرف ایسے مجرموں پر رحم کرتے ہیں یا وارننگ دیتے ہیں جن کے ہاتھ بے گناہ انسانوں کے خون سے رنگے نہیں ہوتے یا پھر وہ ایسے ایجنٹس کو محض وارننگ دے کر چھوڑ دیتے ہیں جو اپنے مشنز میں ناکام ہو گئے ہوں اور انہوں نے عمران صاحب کے مقابلے میں شکست تسلیم کر لی ہو“...... صفدر نے کہا۔

”معلوم نہیں تم سب ہمیشہ عمران کی ہی کیوں سائیڈ لیتے ہو“۔ تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا تو صفدر ہنس پڑا۔

”اس میں سائیڈ لینے والی کون سی بات ہے۔ میں تو وہ حقیقت بتا رہا ہوں جو عمران صاحب کا خاصہ ہے“...... صفدر نے کہا تو تنویر نے منہ بنا لیا۔

”اچھا چھوڑو عمران کو۔ تم یہ بتاؤ کہ ٹاپ فائیو کو ہم پہچانیں گے کیسے۔ ہم انہیں کہاں اور کیسے تلاش کریں گے۔ ظاہر ہے وہ اپنے منہ پر یہ لکھوا کر تو نہیں گھوم پھر رہے ہوں گے کہ وہ ٹاپ فائیو ہیں“...... تنویر نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

”ان کے ماتھے پر تو نہیں لکھا ہو گا اس کے لئے ظاہر ہے ہمیں ہی کوشش کرنی پڑے گی۔ ہم ہوٹلوں، اہم پبلک مقامات، ایئر پورٹ اور ایسی ہی اہم جگہوں پر جا کر چیکنگ کریں گے اور مشکوک افراد پر نظر رکھیں گے۔ جلد نہیں تو بدیر ٹاپ فائیو ہماری نظروں میں آ ہی جائیں گے“...... صفدر نے کہا۔

”جولیا نے کہا تھا کہ ٹاپ فائیو میں دو عورتیں اور تین مرد شامل

ہیں۔ وہ تیزی سے حلیئے اور جگہیں بدلتے رہتے ہیں اور کسی ایک جگہ نہیں رکتے“......تنویر نے کہا۔

”ان کی تلاش میں ان کا میک اپ بدلنا ہمارے لئے کام آ سکتا ہے“......صفدر نے کہا۔

”وہ کیسے“......تنویر نے چونک کر کہا۔

”میں اپنے ساتھ سپر سلون گلاسز والے دو چشمے لایا ہوں۔ ایک تم لگا لینا اور ایک میں لگا لوں گا۔ سپر سلون گلاسز سے ہم میک اپ میں چھپے ہوئے چہروں کو آسانی سے دیکھ سکتے ہیں“...... صفدر نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ کہاں ہے وہ گلاسز“......تنویر نے پوچھا۔

”ڈیش بورڈ میں پڑے ہیں۔ نکال لو“......صفدر نے کہا تو تنویر نے کار کا ڈیش بورڈ کھولا تو ڈیش بورڈ میں واقعی دو گلاسز موجود تھے۔ ان چشموں کے شیشے نیلے رنگ کے تھے۔ تنویر نے ایک چشمہ اپنی آنکھوں پر لگایا اور دوسرا صفدر کو دے دیا۔

”میرا خیال ہے کہ ہمیں ان چشموں کی ضرورت نہیں پڑے گی“۔ اچانک صفدر نے کہا تو تنویر چونک پڑا۔

”مگر کیوں۔ ابھی تو تم کہہ رہے تھے“...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بیک مرر میں دیکھو۔ ایک سفید سیڈان ہمارے تعاقب میں ہے“......صفدر نے کہا تو تنویر چونک کر بیک مرر میں دیکھنے لگا۔

اسے ایک سفید سیڈان کار دکھائی دی جو مناسب فاصلے سے ان کی کار کے پیچھے تھی۔ کار میں ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں پر سیاہ رنگ کا چشمہ تھا اور انگریزی فلموں کا ہیرو دکھائی دے رہا تھا۔

”یہ سفید کار۔ اوہ۔ یہ تو اس ریسٹورنٹ کے باہر موجود تھی جہاں میں آیا تھا“......تنویر نے کہا۔

”ہاں۔ میں نے کار کو مختلف راستوں کی طرف موڑ کر چیک کیا ہے۔ یہ کار مسلسل ہمارے پیچھے ہے“......صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”کون ہو سکتا ہے یہ“......تنویر نے کہا۔

”ظاہری بات ہے۔ ہمارے عزیزوں میں سے تو کوئی نہیں ہو سکتا۔ ممکن ہے اس کا تعلق ٹاپ فائیو سے ہی ہو جن کی تلاش میں ہم نکلے ہیں“......صفدر نے کہا۔

”تو کیا کہتے ہو“......تنویر نے معنی خیز لہجے میں پوچھا۔

”تم تو ایسے پوچھ رہے ہو جیسے ہر کام مجھ سے پوچھ کر ہی کرتے ہو۔ چشمے پر لگا ریڈ بٹن پریس کرو تاکہ پتہ چلے کہ یہ میک اپ میں ہے یا نہیں“......صفدر نے کہا۔

”اوہ ہاں“......تنویر نے کہا اور پھر اس نے چشمے کے اوپر فریم پر لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن پریس کر دیا۔ اسی لمحے چشمے کے شیشوں کی چمک بڑھ گئی اور ان کا رنگ گہرا نیلا ہو گیا۔ تنویر بیک مرر میں

غور سے پیچھے آتی ہوئی کار میں موجود نوجوان کو دیکھنے لگا۔

"یہ میک اپ میں تو معلوم نہیں ہو رہا۔ اگر یہ میک اپ میں ہوتا تو سپر سلون گلاسز میں اس کا میک اپ دھندلا جاتا اور اس کا دوسرا چہرہ ہمیں دکھائی دے جاتا"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود مجھے یقین ہے کہ یہ میک اپ میں ہے"...... صفدر نے کہا۔ وہ بھی گلاسز ڈارک کر کے بیک مرر میں اس نوجوان کو دیکھ رہا تھا۔

"یقین کی کوئی وجہ"...... تنویر نے پوچھا۔

"سپر سلون گلاسز انتہائی ڈارک ہو گئے ہیں۔ ان گلاسز کے ڈارک ہونے کا مطلب ہے کہ یہ آدمی میک اپ میں ضرور ہے لیکن اس نے چہرے پر ایسے کیمیکلز سے میک اپ کر رکھا ہے جو جدید ہے۔ اس قدر جدید کہ انہیں سپر سلون گلاسز سے بھی چیک نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ آدمی اپنے اصل چہرے میں نہیں ہے"...... صفدر نے کہا۔

"بہرحال یہ جو بھی ہے یہ ہمارے تعاقب میں ہے اور ظاہر ہے اس کا مقصد نیک نہیں ہو گا۔ تم کار کسی ایسے علاقے میں لے چلو جہاں ہم آسانی سے اسے گھیر سکیں۔ اسے پکڑ کر ہی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ یہ کون ہے اور یہ ہمارا تعاقب کیوں کر رہا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"آ گئے نا پوچھ گچھ کے چکروں میں تم بھی"...... صفدر نے مسکرا

کر کہا۔

"ایسی بات نہیں ہے۔ کہو تو میں اسے ابھی گولی مار دیتا ہوں لیکن میں بھی کسی بے گناہ کو ہلاک کرنے کا قائل نہیں ہوں"۔ تنویر نے کہا۔

"پھر عمران صاحب کو کیوں دوش دیتے ہو۔ وہ بھی تو یہی کرتے ہیں"...... صفدر نے کہا تو تنویر خاموش ہو گیا۔ صفدر کار کو مختلف راستوں سے گزارتا ہوا مضافات جانے والی سڑک پر لے آیا۔ سفید سیڈان مسلسل ان کے تعاقب میں تھی۔ صفدر جیسے ہی کار مضافات کی طرف لایا اچانک ان کے پیچھے آنے والی سفید کار کی رفتار تیز ہو گئی۔ سڑک کافی کشادہ تھی اس سے پہلے کہ صفدر کچھ کرتا سفید کار بجلی کی سی تیزی سے اس کی کار کے قریب سے گزرتی چلی گئی اور کافی آگے جا کر سڑک پر ترچھی ہو کر رک گئی۔ تیزی سے مڑنے اور رکنے کی وجہ سے کار کے ٹائر احتجاجاً بری طرح سے چیخ اٹھے تھے۔

"ارے۔ یہ تو باقاعدہ ہمیں گھیرنے کا پروگرام بنا رہا ہے"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور کار آگے لے جا کر سڑک کے درمیان میں روک دی۔ سفید کار اس کی کار سے تقریباً پچاس میٹر دور تھی۔

"تو کیا ہوا۔ ہم کون سا اسے آسانی سے کہیں جانے دیں گے"۔ تنویر نے کہا اور کار کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ اس نے جیب

سے مشین پسٹل نکال لیا تھا۔ صفدر نے بھی ڈیش بورڈ سے اپنا مشین پسٹل نکالا اور کار کا دروازہ کھول کر کار سے باہر آ گیا۔ سفید کار اسی طرح ترچھے انداز میں سڑک پر رکی ہوئی تھی۔ نوجوان ابھی کار میں ہی بیٹھا تھا۔ وہ کار سے باہر نہیں نکلا تھا۔ کار سڑک پر جس رخ سے کھڑی تھی وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا آسانی سے ان کی طرف دیکھ سکتا تھا۔ پھر اچانک انہیں سفید کار کی کھڑکی میں ایک لمبی نال والی گن دکھائی دی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتے اچانک گن کی نال سے ایک شعلہ سے نکلا اور برق رفتاری سے ان کی طرف بڑھا۔

''اوہ۔ میزائل۔ بچو تنویر''...... صفدر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے سڑک کی دوسری طرف چھلانگ لگا دی۔ ابھی اس نے چھلانگ لگائی ہی تھی کہ شعلہ کار کے فرنٹ سے آ ٹکرایا اور دوسرے لمحے ایک انتہائی زور دار دھماکہ ہوا اور کار آگ کا الاؤ بن کر ہوا میں بکھرتی چلی گئی۔

جولیا فلیٹ سے نکلنے کی تیاری کر رہی تھی کہ اچانک کال بیل بج اٹھی۔

''اوہ۔ کون آ گیا ہے اس وقت۔ میں تو باہر جا رہی ہوں''۔ جولیا نے چونک کر کہا۔ اس نے اپنا ہینڈ بیگ سامنے پڑی میز پر رکھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

''کون ہے''...... جولیا نے دروازے کے قریب پہنچ کر اونچی آواز میں پوچھا۔

''میں ہوں مس جولیا کراسٹی۔ میرے ساتھ صالحہ بھی ہے''۔ باہر سے کراسٹی کی آواز سنائی دی۔ جولیا کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے حیرت کے تاثرات نمودار ہوئے اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر دروازے کا ہینڈل گھما کر دروازہ کھول دیا۔ باہر واقعی صالحہ اور کراسٹی موجود تھیں۔

”تم دونوں یہاں کیا کر رہی ہو۔ میں نے تمہیں رائل پلازہ میں موجود کراس کلب میں پہنچنے کے لئے کہا تھا“...... جولیا نے حیرت سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ اندر تو آنے دو۔ پھر بات کرتے ہیں“...... کراسٹی نے مسکرا کر کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر ان کے لئے راستہ چھوڑ دیا۔ دونوں اندر آ گئیں تو جولیا نے دروازہ بند کر دیا اور پھر وہ تینوں سٹنگ روم میں آ گئیں۔

”ہاں۔ اب بتاؤ۔ تم دونوں یہاں کیوں آئی ہو جبکہ ہم نے طے کیا تھا کہ ہم کراس کلب میں جائیں گی۔ کراس کلب کے مینجر مورسن کا اچھا خاصا انفارمیشن نیٹ ورک ہے اور کسی کو کچھ معلوم ہو یا نہ ہو ہمیں اس سے پتہ چل سکتا ہے کہ نائف بلڈ کے ٹاپ فائیو کون ہیں، کہاں ہیں اور وہ پاکیشیا میں کیا کرنے آئے ہیں کیونکہ مورسن ایکریمی ہے اور ایکریمیا سے آنے والے ایجنٹس عام طور پر معاونت کے لئے اسی سے رابطہ کرتے ہیں“...... جولیا نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ہاں۔ ہمیں معلوم ہے۔ تم نے یہ بھی کہا تھا کہ مورسن دولت کا رسیا ہے۔ اگر اسے بڑی آفر دی جائے تو وہ آسانی سے اپنا منہ کھول سکتا ہے لیکن اگر پھر بھی اس نے اپنا منہ نہ کھولا تو ہم اس کا منہ اپنے طریقے سے کھلوا لیں گی“...... کراسٹی نے بھی صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”اور دوسرے طریقے میں ظاہر ہے ہم نے اس پر تشدد ہی کرنا تھا“...... صالحہ نے مسکرا کر کہا۔

”ہاں۔ تو پھر۔ تم دونوں کے وہاں پہنچنے تک میں بھی وہاں پہنچ جاتی“...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”میں تو اسی طرف جانے کے لئے نکلی تھی لیکن میرے سیل فون پر کراسٹی کا فون آ گیا اور اس نے مجھے روک لیا۔ اس نے مجھے تمہارے فلیٹ میں آنے کے لئے کہا تو میں اس طرف آ گئی“۔ صالحہ نے کہا تو جولیا، کراسٹی کی طرف دیکھنے لگی۔

”میں آپ کے فلیٹ کے قریب ہی تھی۔ آپ کی کار پارکنگ میں موجود تھی اس لئے میں نے صالحہ کو فون کر کے یہیں بلا لیا۔ میں نے سوچا کہ جب ہمیں ایک ہی جگہ جانا ہے تو کیوں نا اکٹھی ہی وہاں جائیں“...... کراسٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اور تم نے صالحہ کو بھی یہاں بلا لیا“...... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”ہمیں آپس میں ملے ہوئے کئی دن ہو گئے تھے۔ میں نے سوچا کہ ہم آپس میں مل بھی لیں گی اور اپنا کام بھی کر لیں گی“۔ کراسٹی نے کہا۔

”کراس کلب میں بھی تو ہمیں ملنا تھا۔ بہرحال چلو۔ ہمارا مورسن سے ملنا بے حد ضروری ہے۔ دعا کرو کہ وہ ہمیں کلب میں ہی مل جائے ورنہ اس کی تلاش میں ہمیں جانے کہاں کہاں کی

خاک چھاننی پڑے گی“...... جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا تو وہ دونوں بھی اٹھ کھڑی ہوئیں اور اسی لمحے ایک بار پھر کال بیل بج اٹھی۔

”اب کون آ گیا ہے۔ ایک تو یہ کال بیل بھی وقت بے وقت بجتی رہتی ہے“...... جولیا نے منہ بنا کر کہا اور تیز تیز چلتی ہوئی ایک بار پھر دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

”کون ہے“...... دروازے کے قریب جا کر جولیا نے اونچی آواز میں کہا۔

”میں رائما ہوں مس۔ میں آپ کے ساتھ والے فلیٹ میں رہتی ہوں“...... باہر سے ایک لڑکی کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”کیا بات ہے۔ کیوں آئی ہوں یہاں“...... جولیا نے سر جھٹک کر پوچھا۔

”آپ دروازہ کھولیں۔ مم۔ مم۔ میں۔ میں“...... باہر سے لڑکی نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا اور پھر اچانک جولیا کو ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی دروازے سے ٹکرا کر نیچے گر گیا ہو۔ یہ آوازیں سن کر جولیا گھبرا گئی۔ اس نے فوراً ہینڈل گھما کر دروازہ کھول دیا۔ جیسے ہی دروازہ کھلا ایک لات سی چلی اور جولیا کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور وہ چیختی ہوئی اچھل کر اندر راہداری میں آ گری۔ جولیا کے چیخنے کی آواز سن کر کراسٹی اور صالحہ بھاگ کر اس طرف آ گئیں اور جولیا کو راہداری میں گرے ہوئے دیکھ کر حیران رہ گئیں۔ اسی لمحے ان کی نظریں دروازے کے پاس کھڑی ایک نوجوان اور

خوبصورت لڑکی پر پڑیں جو بڑے اطمینان سے دروازہ بند کر کے چٹخنی لگا رہی تھی۔

کیا ہوا مس جولیا اور یہ لڑکی“...... کراسٹی نے جھک کر جولیا کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ جولیا کے چہرے پر تکلیف کے تاثرات تھے۔ اندر آنے والی لڑکی نے دروازہ کھلتے ہی زور دار لات جولیا کے پیٹ میں ماری تھی جس سے جولیا اچھل کر دور آ گری تھی۔ جولیا اٹھ کر غصیلی نظروں سے اس لڑکی کی طرف دیکھنے لگی جو دروازہ بند کر کے تیز نظروں سے ان کی طرف دیکھ رہی تھی۔

”کون ہو تم اور یہاں کیوں آئی ہو“...... صالحہ نے اس لڑکی کو گھورتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تو تم دونوں بھی یہیں ہو۔ گڈ۔ وری گڈ“...... لڑکی نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بجلی کی سی تیزی سی جیکٹ میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل نظر آنے لگا۔ اس کی تیزی اور پھرتی دیکھ کر نہ صرف جولیا بلکہ کراسٹی اور صالحہ بھی حیران رہ گئیں۔

”یہ کیا ہے اور تم اس طرح منہ اٹھائے اندر کیوں آ گئی ہو“۔ کراسٹی نے سخت لہجے میں لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اندر چلو۔ پھر میں تمہیں اپنا تعارف بھی کرا دوں گی اور تمہیں یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ میں یہاں کیوں آئی ہوں“...... اس لڑکی نے کسی زہریلی ناگن کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا۔ ان تینوں نے

ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر جولیا نے انہیں مخصوص اشارہ کیا تو وہ تینوں قدم اٹھاتی ہوئی سٹنگ روم میں آ گئیں۔ لڑکی ان کے پیچھے ہی تھی۔ مشین پسٹل بدستور اس لڑکی کے ہاتھ میں تھا اور جولیا، کراسٹی اور صالحہ نے اس کے تیور دیکھ لئے تھے کہ انہوں نے اگر ذرا سی بھی غلط حرکت کی تو وہ ایک لمحے میں ان پر فائر کھول دے گی۔

"تینوں ایک ساتھ بڑے صوفے پر بیٹھ جاؤ"...... لڑکی نے کہا۔
ان تینوں کو لڑکی پر غصہ تو بہت آ رہا تھا لیکن وہ اپنے غصے کو دبا رہی تھیں اس لئے وہ خاموشی سے صوفے پر بیٹھ گئیں۔ لڑکی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ہوئی ان کے سامنے آ گئی۔

"تم تینوں کی تیاری بتا رہی ہے جیسے تم ایک ساتھ کہیں جانے کا پروگرام بنا رہی تھیں"...... لڑکی نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم سے کچھ پوچھنے سے پہلے تم اپنے بارے میں بتاؤ"۔ صالحہ نے غرا کر کہا۔

"کیا بتاؤں"...... لڑکی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یہ کہ تم کون ہو۔ تمہارا اس طرح اندر آنے کا مطلب کا ہے اور تم نے ہم پر اس طرح مشین پسٹل کیوں تان رکھا ہے"۔ صالحہ نے کہا۔

"ایک ساتھ اتنے سوال مس صالحہ"...... لڑکی نے ایک ایک لفظ

چباتے ہوئے کہا۔ اس کے منہ سے اپنا نام سن کر صالحہ چونک پڑی جبکہ کراسٹی اور جولیا کے چہروں پر بھی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"تم میرا نام کیسے جانتی ہو"...... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں ہی نہیں جولیا اور کراسٹی کو بھی جانتی ہوں۔ نہ صرف تمہارے نام بلکہ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم تینوں کون ہو اور کیا کرتی ہو"...... لڑکی نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو ان تینوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا جانتی ہو تم ہمارے بارے میں"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سب کچھ۔ بہرحال میں تمہیں اپنا تعارف کرا دیتی ہوں تا کہ مرنے کے بعد تمہیں یہ حسرت نہ رہے کہ تمہیں یہ معلوم ہی نہیں ہوا تھا کہ تمہیں کس نے ہلاک کیا ہے"...... لڑکی نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم ہمیں ہلاک کرنے آئی ہو"...... کراسٹی نے چونک کر کہا۔

"ہاں"...... لڑکی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیوں۔ ہم سے تمہاری کیا دشمنی ہے"...... صالحہ نے تیز لہجے میں کہا۔

"میرا نام ڈورا ہے اور وہ میں ہی ہوں جس کی تلاش میں تم

تینوں ایک ساتھ کہیں جانے کا پروگرام بنا رہی تھیں"...... لڑکی نے کہا تو وہ تینوں بری طرح چونک پڑیں۔

"اوہ۔ تمہارا تعلق نائف بلڈ کی ٹاپ فائیو سے ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں ٹاپ فور ہوں"...... ڈورا نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ۔ لیکن تمہیں میرا ایڈریس کیسے معلوم ہوا ہے اور تم ہمارے نام کیسے جانتی ہو"...... جولیا نے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

"تم سیکرٹ ایجنٹ ہو۔ جولیانا فٹز واٹر اور سیکرٹ ایجنٹ ہو کر تم ایک سیکرٹ ایجنٹ سے یہ پوچھ رہی ہو کہ مجھے تم تینوں کے نام کیسے معلوم ہوئے ہیں اور میں یہاں کیسے آئی ہوں"...... ڈورا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میرے لئے یہ جاننا بے حد ضروری ہے کیونکہ میں حال ہی میں اس فلیٹ میں شفٹ ہوئی ہوں۔ اگر تم جیسے ایجنٹس اس طرح آسانی سے ہم تک پہنچ جائیں تو پھر ہمارا سیکرٹ ہونے کا کیا مطلب باقی رہ جاتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"پاکیشیا اب ترقی پذیر ممالک میں شامل ہو چکا ہے مس جولیا۔ دوسرے شعبوں کے ساتھ یہاں جرائم کے شعبوں میں بھی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ اس ملک میں بھی معلومات فروخت کرنے

والے نیٹ ورک کام کر رہے ہیں جو بھاری رقمیں لے کر پاتال کی بھی خبریں ڈھونڈ نکالتے ہیں"...... ڈورا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تو تم لوگوں نے ہمارے بارے میں کسی معلومات دینے والے نیٹ ورک سے معلوم کیا ہے"...... کراسٹی نے منہ بنا کر کہا۔

"میرا خیال ہے میں نے سادہ زبان میں تمہیں یہی بتایا ہے۔ کوئی نئی زبان نہیں بولی"...... ڈورا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا چاہتی ہو تم اور تمہاری ایجنسی یہاں کیا مشن لے کر آئی ہے"...... جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

"مشن کے بارے میں تو میں بھی نہیں جانتی لیکن ہاں۔ مجھے تم تینوں کی ہلاکت کا ٹاسک دیا گیا ہے اور یہ میری خوش قسمتی ہے کہ تم تینوں کی تلاش میں مجھے اب کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تم تینوں کا یہیں خاتمہ کر دوں گی"...... ڈورا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تم اکیلی ہو اور ہم تین۔ کیا ہمیں ہلاک کرنا تمہارے لئے اتنا ہی آسان ہو گا"...... صالحہ نے زخمی شیرنی کے انداز میں غراتے ہوئے کہا۔

"میرے سامنے تم تینوں بھیڑوں سے زیادہ کچھ حیثیت نہیں رکھتیں۔ میں شیرنی ہوں۔ بھوکی اور خونخوار شیرنی۔ میرے سامنے تم دم بھی نہیں مار سکو گی"...... ڈورا نے ہنستے ہوئے کہا۔ اس کی ہنسی میں زہریلی ناگن کی سی پھنکار تھی۔

"شیرنی اور وہ بھی بھوکی اور خونخوار۔ اگر تم شیرنی ہوتیں تو اس طرح مشین پسٹل لئے ہمارے سامنے نہ کھڑی ہوتیں"...... کراسٹی نے غراتے ہوئے کہا۔

"میں تم سب کے بارے میں بہت اچھی طرح جانتی ہوں کراسٹی۔ ایسی باتیں کر کے تم دوسرے ایجنٹوں کو تو ورغلا کر احمق بنا سکتی ہوں لیکن مجھے نہیں۔ میں ٹاپ فور ہوں۔ ٹاپ فور۔ میں بے حد ٹھنڈے دماغ کی مالکہ ہوں۔ تمہاری باتوں سے نہ ہی مجھے غصہ آئے گا اور نہ ہی میں مشین پسٹل پھینک کر تمہیں کوئی ایسا موقع دوں گی کہ تم میرا مقابلہ کر سکو"...... ڈورا نے بااعتماد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اگر تمہارا ارادہ ہمیں ہلاک کرنے کا ہے تو پھر اس طرح کھڑی کیوں ہو۔ کرو فائرنگ اور کر دو ہمیں ہلاک"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تمہیں مرنے کی جلدی ہو سکتی ہے مس جولیانا لیکن مجھے تم تینوں کو ہلاک کرنے کی اتنی جلدی نہیں ہے۔ میں تو سوچ رہی تھی کہ تم تینوں کے پاس مجھے الگ الگ جانا پڑے گا اور باری باری تم تینوں کو ہلاک کرنا پڑے گا۔ اب تم تینوں ایک ساتھ ہو تو مجھے بھی تمہیں ہلاک کرنے کی جلدی نہیں ہے"...... ڈورا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو کیا پہلے تم یہاں کھانا کھاؤ گی، چائے پیؤ گی اور پھر ہمیں

ہلاک کرو گی"...... صالحہ نے طنزیہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں دشمنوں کے گھر میں پانی بھی نہیں پیتی"...... ڈورا نے سر جھٹک کر کہا۔

"تب پھر کس بات کا انتظار ہے تمہیں"...... صالحہ نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"انتظار۔ مجھے تو کسی کا انتظار نہیں ہے۔ چلو ٹھیک ہے۔ تم تینوں مرنے کے لئے اتنی ہی بے چین ہو رہی ہو تو میں تمہاری آخری خواہش پوری کر ہی دیتی ہوں"...... ڈورا نے کہا۔ اس نے مشین پسٹل کا رخ پہلے ہی ان کی طرف کر دیا تھا۔ وہ تیز نظروں سے باری باری ان تینوں کو گھور رہی تھی۔ وہ تینوں اطمینان سے صوفے پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان کے چہروں پر خوف اور پریشانی کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ ان کے چہروں پر اطمینان دیکھ کر ڈورا کی آنکھوں میں الجھن کے سائے لہرانے لگے۔

"تم تینوں شاید یہ سمجھ رہی ہو کہ میں تم سے مذاق کر رہی ہوں اور میں یہاں تمہیں ہلاک کرنے کے لئے نہیں آئی ہوں"...... ڈورا نے اس بار قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

"کیوں۔ ایسا کیوں سوچ رہی ہو تم۔ ہم میں سے تو کسی نے تم سے ایسی کوئی بات نہیں کی"...... جولیا نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارے چہروں پر خوف نام کی کوئی علامت نہیں ہے۔ اپنے

سامنے موت دیکھ کر تو بڑے سے بڑا آدمی بھی تھرا اٹھتا ہے۔ پھر تم"...... ڈورا نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔

"ہمیں موت کا کوئی خوف نہیں ہے ٹاپ فور مس ڈورا۔ ہم موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جیتے ہیں۔ ہماری زندگیاں ہمارے ملک و قوم کے لئے وقف ہیں۔ موت کا خوف انہیں ہوتا ہے جو اپنے لئے جیتے ہیں۔ دوسروں کی موت کا خواب دیکھنے والے ایک روز خود موت کے گڑھے میں جا گرتے ہیں۔ ایسے گڑھے میں جہاں ان کے بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہوتا"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"تم نے ایک محاورہ تو ضرور سنا ہو گا مس ٹاپ فور"...... کراسٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کون سا محاورہ"...... ڈورا نے چونک کر کہا۔

"بھیڑ جب غلطی سے شیرنیوں کی کچھار میں گھس جاتی ہے تو اس کی ہڈیوں کا بھی نشان نہیں ملتا"...... کراسٹی نے کہا۔

"یہ کیسا محاورہ ہے اور تم تینوں کہنا کیا چاہتی ہو"...... ڈورا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے ان تینوں کی باتیں اور ان کا اطمینان بھرا انداز اسے سمجھ میں نہ آ رہا ہو۔

"اب بھی نہیں سمجھی ہو تو تم کیا خاک سمجھو گی"...... صالحہ نے مسکرا کر کہا۔

"کیا بکواس ہے۔ تم تینوں اگر یہ سوچ رہی ہو کہ میں تم تینوں

کو معاف کر دوں گی اور خاموشی سے یہاں سے چلی جاؤں گی تو اس بھول میں مت رہنا۔ تم تینوں میری ہٹ لسٹ پر ہو اور میں تم تینوں کو یہاں سے ہلاک کئے بغیر نہیں جاؤں گی"...... ڈورا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو ہم نے تمہیں کب منع کیا ہے۔ کرو فائرنگ۔ کرو ہمیں ہلاک"...... جولیا نے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے اٹھتے ہی کراسٹی اور صالحہ بھی فوراً اٹھ کر کھڑی ہو گئیں۔ ان تینوں کو اس طرح اٹھتے دیکھ کر پہلی بار ڈورا کے چہرے پر بوکھلاہٹ ناچ اٹھی اور اس نے فوراً ہی مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا اور کمرہ یکلخت تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں سے گونج اٹھا۔

ٹاپ فائیو سینڈی نے کار رانا ہاؤس کے گیٹ کے سامنے روکی اور کار کا انجن بند کر کے دروازہ کھول کر کار سے نیچے اتر آئی۔ اس نے سیاہ رنگ کا چست لباس پہن رکھا تھا جس کے اوپر سیاہ رنگ کی لیدر کی جیکٹ تھی اور جیکٹ کی جیبیں پھولی ہوئی تھیں۔ کار سے نیچے اتر کر سینڈی نے ادھر ادھر دیکھا مگر وہاں آس پاس کوئی نہیں تھا۔ رانا ہاؤس کا گیٹ بند تھا اور سائیڈ کی دیوار پر ایک نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی جس پر رانا تہور علی صندوقی کا نام لکھا ہوا تھا۔

ٹاپ فائیو سینڈی چند لمحے بند گیٹ کی طرف دیکھتی رہی اور پھر وہ گیٹ کی طرف جانے کی بجائے گیٹ کے دائیں طرف بنی ہوئی دیوار کی طرف بڑھنے لگی۔ دیوار کافی اونچی تھی اور دیوار کے کناروں پر ٹوٹے ہوئے حفاظتی شیشے لگے ہوئے تھے۔ سینڈی نے آگے بڑھ کر دیوار کو غور سے دیکھا لیکن دیوار سپاٹ تھی۔ وہاں کوئی درز

کوئی ایسی چیز دکھائی نہیں دے رہی تھی جہاں پر چڑھ کر وہ دیوار کے اوپر پہنچ سکتی ہو۔ دیوار کنکریٹ کی تھی جسے آسانی سے توڑا نہیں جا سکتا تھا۔ سینڈی نے برا سا منہ بنایا اور پھر تیز تیز چلتی ہوئی گیٹ کے پاس آ گئی۔ ایک طرف دیوار پر کال بیل اور ڈور فون لگا ہوا تھا۔ سینڈی نے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھی تو اندر دور کہیں مترنم گھنٹی بجنے لگی۔

"کون ہے باہر۔ کون گھنٹی بجا رہا ہے"...... ڈور فون سے اچانک ایک دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میرا نام سینڈی ہے۔ سینڈی ایتھر۔ میں عمران سے ملنے آئی ہوں"...... سینڈی نے تحمل بھرے لہجے میں کہا۔

"کون سینڈی۔ کون عمران۔ یہاں کوئی عمران نہیں رہتا۔ جاؤ بھاگ جاؤ یہاں سے"...... اندر سے اسی طرح دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"تم کون ہو۔ جوزف یا جوانا"...... سینڈی نے اسی انداز میں کہا۔

"کیا مطلب۔ تم ہمارے نام کیسے جانتی ہو"...... اندر سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"پہلے تم اپنا تعارف کراؤ۔ تم جوزف ہو یا جوانا"...... سینڈی نے کہا۔

"میں جوزف ہوں۔ جوانا باہر شاپنگ کے لئے گیا ہوا ہے"۔

اندر سے آواز سنائی دی۔

"اور عمران"...... سینڈی نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"باس یہاں نہیں ہیں۔ وہ اپنے فلیٹ میں رہتا ہے۔ تمہیں اس سے ملنا ہے تو جاؤ۔ اس کے فلیٹ چلی جاؤ"...... اندر سے جوزف نے کہا۔

"سنو جوزف۔ مجھے یہاں عمران نے ہی بلایا ہے۔ اس نے مجھے یہاں کا ایڈریس بتاتے ہوئے کہا تھا کہ میں یہاں پہنچ جاؤں۔ وہ خود بھی یہاں آ جائے گا"...... سینڈی نے کہا۔

"باس نے تمہیں یہاں بلایا ہے۔ مگر کیوں"...... ڈور فون سے جوزف کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"اس کیوں کا جواب تو تم اپنے باس سے ہی پوچھ لینا۔ فی الحال دروازہ کھولو اور مجھے اندر آنے دو۔ اگر عمران یہاں آ گیا اور اسے معلوم ہو گیا کہ تم نے مجھے اندر نہیں آنے دیا تو وہ تمہارا کیا حشر کرے گا یہ تم مجھ سے زیادہ بہتر سوچ سکتے ہو"...... سینڈی نے تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میں تمہیں اندر نہیں بلا سکتا۔ باس نے تمہارے بارے میں مجھے انفارم نہیں کیا۔ تم وہیں رکو میں باس سے فون پر بات کرتا ہوں۔ اگر باس نے اجازت دے دی تو میں تمہارے لئے دروازہ کھول دوں گا"...... جوزف نے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کا جواب سن کر سینڈی نے غصے سے ہونٹ بھینچ

لئے کیونکہ جوزف ضرورت سے زیادہ ہی شکی مزاج معلوم ہو رہا تھا۔

"ہونہہ۔ تم اس طرح نہیں مانو گے"...... سینڈی نے غرا کر کہا اور اس نے جیکٹ کی اندرونی جیب سے سیاہ رنگ کے دستانے نکالے۔ یہ دستانے آگے انگلیوں سے کٹے ہوئے تھے۔ دستانوں میں ہتھیلی کی جانب چند چھوٹے چھوٹے میگنٹ لگے ہوئے تھے۔ سینڈی نے دستانے پہن کر اپنے جوتوں کے تلوؤں کو مخصوص انداز میں پریس کیا تو اس کے جوتوں کے تلوؤں سے بھی چھوٹے چھوٹے بٹن نما میگنٹ نکل کر باہر آ گئے۔ سینڈی ایک لمحے کے لئے رکی اور پھر وہ تیز تیز چلتی ہوئی گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ گیٹ فولادی اور کافی بڑا تھا۔ اس کے اوپر والے حصے میں نوکیلی سلاخیں نکلی ہوئی تھیں۔ سینڈی نے آگے بڑھ کر گیٹ سے ہاتھ لگائے تو دستانوں پر لگے میگنٹ فوراً گیٹ سے چپک گئے۔ سینڈی نے دونوں جوتے گیٹ سے لگائے اور پھر وہ ان میگنٹس کی مدد سے نہایت تیزی سے گیٹ پر چڑھتی چلی گئی۔ گیٹ کی نوکیلی سلاخوں کے قریب آ کر وہ رکی اور پھر اس نے اپنے جسم کو مخصوص انداز میں سکیڑا اور اپنے جسم کو کسی ناگن کی طرح بل دے کر گیٹ کے اوپر سے ہوتی ہوئی دوسری طرف آ گئی۔ جسم گیٹ کے اوپر نکلتے ہی اس نے نوکیلی سلاخوں کو چھوڑ دیا اور دوسرے ہی لمحے اس نے قلابازی کھائی اور گیٹ کی دوسری طرف عمارت کے اندر زمین پر آ

گئی۔ زمین پر قدم رکھتے ہی وہ جیسے ہی سیدھی ہوئی اسے سامنے ایک لمبا تڑنگا اور انتہائی طاقتور جسم والا سیاہ فام کھڑا دکھائی دیا جو حیرت سے آنکھیں پھاڑے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں سیل فون تھا جسے کان سے لگا کر وہ سنتا ہوا گیٹ کی طرف آ رہا تھا اور سینڈی کو اس طرح گیٹ کے اوپر سے قلابازی کھا کر اندر آتے دیکھ کر وہ وہیں رک گیا تھا۔

"تم اس طرح اندر کیسے آ سکتی ہو"...... سیاہ فام نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"تم جوزف ہو"...... سینڈی نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا اس سے پوچھا۔

"ہاں۔ میں ہوں جوزف۔ مگر تم"...... جوزف نے کہا۔ اس کے چہرے پر بدستور حیرت کے تاثرات تھے جیسے اس سیاہ فام لڑکی کا اس طرح گیٹ کے اوپر سے چھلانگ کر اندر آنا اسے سمجھ میں نہ آ رہا ہو۔

"میں تمہیں اپنا نام بتا چکی ہوں۔ میں سینڈی ہوں اور میرا تعلق ٹاپ فائیو سے ہے"...... ٹاپ فائیو سینڈی نے کہا اور اس نے پلک جھپکنے میں جیکٹ کے اندر سے مشین پسٹل نکال لیا۔ اسے اس طرح مشین پسٹل نکالتے دیکھ کر جوزف یکلخت اچھل پڑا۔

"ٹاپ فائیو۔ میں سمجھا نہیں۔ تم نے تو کہا تھا کہ تمہیں باس نے یہاں آنے کے لئے کہا تھا۔ میں باس کو کال کر رہا تھا مگر باس

کا نمبر نہیں مل رہا تھا اور تم نے اس طرح مشین پسٹل کیوں نکال لیا ہے۔ کیا چاہتی ہو تم"...... جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تمہاری موت بن کر آئی ہوں جوزف۔ تمہاری موت کے سوا مجھے کچھ نہیں چاہئے"...... سینڈی نے جوزف کی آخری بات کا جواب دیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ جوزف کی نظریں اس کی انگلی پر جمی ہوئی تھیں۔ جیسے ہی سینڈی نے مشین پسٹل کا ٹریگر دبایا اس نے فوراً ایک طرف چھلانگ لگا دی اور تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی گولیاں ٹھیک اس جگہ پر پڑیں جہاں ایک لمحہ قبل جوزف موجود تھا۔ جوزف کو گولیوں سے بچتا دیکھ کر سینڈی اس کی طرف مڑی ہی تھی کہ جوزف کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور سینڈی کے منہ پر اس کا سیل فون آ لگا۔ سینڈی کے منہ سے زور دار چیخ نکلی اور وہ جھٹکا کھا کر پیچھے ہٹتی چلی گئی۔ مشین پسٹل اس کے ہاتھ سے گر گیا تھا۔

جوزف کا سیل فون ٹاپ فائیو سینڈی کی ناک سے ٹکرایا تھا جس سے سینڈی کی ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی اور اس کی ناک سے خون فوارے کی مانند پھوٹ پڑا تھا۔ اس سے پہلے کہ سینڈی کچھ سمجھتی جوزف نے چھلانگ لگائی اور انتہائی برق رفتاری سے قلابازی کھاتا ہوا اس کے قریب سے گزرتا چلا گیا۔ قلابازی کھاتے ہوئے جوزف نے انتہائی حیرت انگیز طور پر ٹاپ فائیو سینڈی کا گرا ہوا مشین پسٹل اٹھا لیا تھا۔ جوزف قلابازی کھا کر جیسے ہی سیدھا ہوا اس نے مشین

پسٹل ٹاپ فائیو سینڈی کی طرف کر کے نال جھکائی اور ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی سینڈی کے ارد گرد زمین پر گولیاں پڑیں اور سینڈی بوکھلائے ہوئے انداز میں اچھلتی ہوئی پیچھے ہٹتی چلی گئی۔ جوزف نے جیسے ہی فائرنگ روکی وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔ یہ سب کچھ اچانک اور اس قدر تیزی سے ہوا تھا کہ سینڈی کو جیسے کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہ ملا تھا یا پھر اسے جوزف جیسے بھاری بھرکم اور لمبے تڑنگے انسان سے اس قدر پھرتی کی امید ہی نہ تھی۔

''اب بتاؤ کون ہو تم اور تمہارا یہاں آنے کا مقصد کیا ہے''۔ جوزف نے اسے غضبناک نگاہوں سے گھورتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

''میرا تعلق نائف بلڈ سے ہے اور میں ٹاپ فائیو ہوں۔ ٹاپ فائیو پاکیشیا میں کام کر رہی ہے اور ہمارا مقصد پاکیشیا سیکرٹ سروس سمیت عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنا ہے''...... ٹاپ فائیو سینڈی نے بغیر کسی عذر کے کہا۔

''تو تم یہاں صرف مجھے ہلاک کرنے آئی ہو''...... جوزف نے غراتے ہوئے کہا۔

''ٹاپ فائیو نے قرعہ نکالا تھا۔ میری ہٹ لسٹ میں تم، جوانا اور تمہارے باس عمران کے نام نکلے تھے''...... سینڈی نے آستین سے اپنی ناک سے نکلنے والا خون صاف کرتے ہوئے کہا۔

''ہٹ لسٹ۔ ہونہہ۔ کتنے افراد ہیں تمہارے گروپ میں''۔ جوزف نے سر جھٹک کر کہا۔

''ٹاپ فائیو کا مطلب نہیں جانتے تم۔ ہم پانچ ہیں۔ صرف پانچ''...... ٹاپ فائیو سینڈی نے زخمی ناگن کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ پانچ افراد اور تم پانچوں عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے یہاں آئے ہو''...... جوزف نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ٹاپ فائیو سینڈی نے اس کے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارے باقی ساتھی کہاں ہیں''...... جوزف نے پوچھا۔

''وہ سب اپنے اپنے ٹارگٹس کو ہٹ کرنے میں مصروف ہیں''۔ سینڈی نے جواب دیا۔

''اور تم یہاں اکیلی چلی آئی ہو۔ مجھے، جوانا اور باس کو ہلاک کرنے کے لئے''...... جوزف نے منہ بنا کر کہا۔

''ہاں۔ میں نے بتایا ہے نا میرے حصے میں تم تینوں کے ہی نام ہیں''...... سینڈی نے کہا۔

''تو تم نے جھوٹ کہا تھا کہ تمہیں یہاں باس نے بھیجا ہے اور وہ یہاں آنے والا ہے''...... جوزف نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں اندر آنا چاہتی تھی مگر تم ضرورت سے زیادہ ہی شکی

مزاج تھے اس لئے مجھے دوسرا طریقہ اختیار کرنا پڑا“...... سینڈی نے کہا۔

”تم نے یہاں آ کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔ تم لڑکی ہو اس لئے میں نے تمہارے اردگرد فائرنگ کی ہے۔ اگر تمہاری جگہ کوئی مرد ہوتا تو اب تک یہاں اس کی لاش پڑی تڑپ رہی ہوتی۔ باس، میں اور جوانا تم جیسی لڑکیوں کے ہاتھوں مرنے والے نہیں ہیں۔ ہمیں ہلاک کرنے کا خیال اپنے دل سے نکال دو اور جہاں سے آئی ہو وہاں واپس چلی جاؤ۔ تمہاری قسمت اچھی ہے کہ آج میری جگہ جوانا بازار گیا ہوا ہے۔ اگر وہ ہوتا تو تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا۔ اس سے پہلے کہ وہ یہاں آ جائے اور تمہیں اس کے ہاتھوں اذیت ناک موت مرنا پڑے تم واپس چلی جاؤ“...... جوزف نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

”ٹاپ فائیو جب کوئی ٹاسک حاصل کرتے ہیں تو اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹتے جب تک کہ وہ اپنا ٹاسک پورا نہ کر لیں۔ میرا ٹاسک تم تینوں کی ہلاکت ہے اور میں یہاں سے تم تینوں کو ہلاک کئے بغیر واپس نہیں جاؤں گی“...... سینڈی نے غراتے ہوئے کہا۔ مشین پسٹل جوزف کے ہاتھ میں ہونے کے باوجود اس کے چہرے پر شکن تک نہیں آئی تھی۔

”تمہاری زندگی میرے رحم و کرم پر ہے۔ پھر بھی تم یہ سب کچھ کہہ رہی ہو“...... سینڈی کا اعتماد دیکھ کر جوزف نے حیران ہوتے

ہوئے کہا۔

”میں موت سے نہیں ڈرتی۔ میں یہ بھی جانتی ہو کہ تم مجھے ہلاک نہیں کر سکتے“...... سینڈی نے اسی انداز میں جواب دیا۔

”کیوں۔ کیا تم نے بلٹ پروف لباس پہن رکھا ہے“۔ جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ایسا ہی سمجھ لو“...... سینڈی نے بھیانک انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”لگتا ہے تم حقیقتاً میرے ہاتھوں ہلاک ہونا چاہتی ہو۔ میں تمہیں لاسٹ وارننگ دے رہا ہوں۔ واپس چلی جاؤ یہاں سے ورنہ“...... جوزف نے غراتے ہوئے کہا۔

”ورنہ۔ ورنہ کیا کر لو گے تم“...... سینڈی نے خونخوار انداز میں مسکرا کر کہا۔ اس سے پہلے کہ جوزف کوئی جواب دیتا اچانک گیٹ کے باہر کار رکنے کی آواز سنائی دی اور ساتھ ہی مخصوص ہارن سنائی دیا۔

”لو۔ جوانا آ گیا ہے۔ اب تمہاری موت یقینی ہے“...... جوزف نے کہا اور اسی لمحے ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور گیٹ آٹومیٹک انداز میں کھلتا چلا گیا۔ باہر موجود جوانا نے شاید گیٹ کھولنے والا خفیہ بٹن پریس کیا تھا۔ گیٹ کھلتے ہی جوانا واپس کار میں جا بیٹھا تھا اور پھر وہ کار اندر لے آیا۔ اس کی نظریں لڑکی اور جوزف کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل پر پڑیں تو اس کے چہرے

پر حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔ اس نے کار ایک طرف روکی اور کار کا انجن بند کر کے فوراً کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

"کون ہے یہ لڑکی اور یہ سب کیا ہے"...... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں جوزف سے مخاطب ہو کر پوچھا جبکہ سینڈی بڑے غور سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"اس کا نام سینڈی ہے اور یہ خود کو ٹاپ فائیو کہہ رہی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ یہ مجھے اور تمہارے ساتھ ساتھ باس کو بھی ہلاک کرنے کے لئے یہاں آئی ہے"...... جوزف نے کہا۔

"ہمیں ہلاک کرنے کے لئے۔ مگر کیوں"...... جوانا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"معلوم نہیں۔ تم خود ہی اس سے پوچھ لو"...... جوزف نے کہا اور مشین پسٹل اس نے جوانا کی طرف اچھال دیا جسے جوانا نے فوراً کیچ کر لیا۔ سینڈی شاید اسی موقع کی منتظر تھی۔ جیسے ہی جوانا نے مشین پسٹل کیچ کیا سینڈی اپنی جگہ سے اچھلی اور اس نے ہوا میں قلابازی کھاتے ہوئے یکلخت دونوں ٹانگیں جوڑ کر جوانا کے سینے پر مار دیں۔ جوانا کو چونکہ سینڈی کے اس اچانک اور تیز حملے کی توقع نہیں تھی اس لئے جیسے ہی سینڈی کی ٹانگیں اس کے سینے پر لگیں اس کے چہرے پر یکلخت تکلیف کے تاثرات پھیل گئے۔ سینڈی جوانا سے ٹکرا کر جیسے ہی نیچے گری اس نے جوانا کے گھٹنے پر لات مارنی چاہی لیکن دوسرے ہی لمحے سینڈی کے حلق سے ایک زور دار

چیخ نکلی اور وہ رول ہوتی ہوئی دوسری طرف جا گری۔ جوانا نے فوراً اس کے پہلو میں لات مار دی تھی۔

ٹاپ فائیو سینڈی زمین پر گرتے ہی جمناسٹک کا بہترین مظاہرہ کرتی ہوئی یکلخت اچھلی اور کھڑی ہو گئی۔ وہ جوزف کے قریب تھی۔ کھڑے ہوتے ہی وہ ایک ٹانگ پر گھومی اور اس نے انتہائی پھرتی سے جوزف کو بیک کک مارنے کی کوشش کی لیکن جوزف فوراً اچھل کر پیچھے ہٹ گیا اور سینڈی اپنی ایڑی پر گھوم کر رہ گئی۔ اسی لمحے تڑتڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں اور سینڈی جو اچھل کر جوزف پر جھپٹنے کے لئے پر تول رہی تھی وہیں رک گئی۔ اس پر جوانا نے یکلخت فائرنگ کر دی تھی۔ گولیاں سینڈی کے سر کے قریب سے گزر گئی تھیں۔

"بس رک جاؤ اور اپنی اچھل کود بند کرو ورنہ"...... جوانا نے غرا کر کہا لیکن سینڈی نے جیسے اس کی بات سنی ہی نہ ہو۔ وہ جوانا کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل کی پرواہ کئے بغیر ایک بار پھر اچھل کر توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح جوانا کی طرف آئی لیکن وہ جس تیزی سے جوانا کی طرف آئی تھی اسی تیزی سے پلٹا کھا کر چیختی ہوئی ایک بار پھر دور جا گری۔ جوانا نے فوراً اپنی جگہ چھوڑ کر دائیں طرف آتے ہوئے اسے ہلکا سا ہک مار دیا تھا جو سینڈی کے کاندھے پر لگا اور وہ دور جا گری۔ زمین پر گرتے ہی وہ پھرتی سے اٹھی اور پھر تیزی سے الٹی قلابازی لگاتی ہوئی ان دونوں سے دور

ہٹتی چلی گئی۔ پھر اس سے پہلے کہ جوزف اور جوانا کچھ سمجھتے الٹی قلابازی کھاتی ہوئی سینڈی نے جیب سے کوئی چیز نکال کر ان دونوں کی طرف اچھال دی۔ اخروٹ جیسی سیاہ رنگ کی کوئی چیز جوزف اور جوانا کے قریب گری اور ایک زور دار دھماکہ ہوا اور جوزف اور جوانا ایک ساتھ اچھل کر دائیں بائیں جا گرے۔ ان کے منہ سے نکلنے والی چیخیں بے حد تیز تھیں۔ وہ دونوں آنکھوں پر ہاتھ رکھے بری طرح تڑپ رہے تھے جبکہ ٹاپ فائیو سینڈی دور کھڑی انہیں تڑپتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ پھر جوزف اور جوانا یکلخت یوں ساکت ہو گئے جیسے ان دونوں کے جسموں سے ایک ساتھ ان کی روحیں نکل گئی ہوں۔

"ہونہہ۔ مجھ سے فائٹ کرنے چلے تھے۔ ٹاپ فائیو سینڈی سے۔ جس کے سامنے موت بھی آنے سے گھبراتی ہے"...... سینڈی کے منہ سے غراہٹ بھری آواز نکلی اور وہ بڑے اعتماد بھرے انداز میں قدم بڑھاتی ہوئی ساکت پڑے جوزف اور جوانا کی طرف بڑھنے لگی۔ اس نے آگے بڑھ کر اپنا مشین پسٹل اٹھایا اور مڑ کر خونخوار نگاہوں سے جوزف اور جوانا کی طرف دیکھنے لگی۔

"گڈ بائے مسٹر جوزف اینڈ جوانا۔ اب تم دونوں سے میری ملاقات نہیں ہو گی"...... سینڈی نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا مشین پسٹل کا ٹریگر دبانے ہی لگی تھی کہ اچانک ایک طرف پڑے ہوئے سیل فون کی تیز گھنٹی بج اٹھی تو سینڈی کی انگلی ٹریگر دبا

دباتے رک گئی۔ اس نے مڑ کر سیل فون کی طرف دیکھا اور پھر وہ کچھ سوچ کر سیل فون ی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس نے جھک کر سیل فون اٹھا لیا۔ سیل فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ سینڈی نے سیل فون کی سکرین دیکھی تو سکرین پر باس کے الفاظ چمک رہے تھے۔

"باس۔ جوزف بھی عمران کو باس ہی کہہ رہا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ عمران کی کال ہے"...... سینڈی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس نے کال رسیونگ کا بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگا لیا۔

"جوزف۔ عمران بول رہا ہوں۔ جوانا کے ساتھ تم تیار رہنا میں آ رہا ہوں۔ مجھے تم دونوں کے ساتھ کہیں جانا ہے"...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی اور یہ آواز سن کر سینڈی کے چہرے پر بے اختیار زہر انگیز مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے سیل فون کان سے ہٹایا اور سیل فون کا کالنگ اینڈ کا بٹن پریس کر دیا۔

"جوزف اور جوانا سے تو تم اب کبھی نہیں مل سکو گے عمران۔ تم آؤ یہاں۔ تمہارے استقبال کے لئے میں یہاں موجود ہوں"۔ ٹاپ فائیو سینڈی نے ناگن کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا اور اس نے سیل فون آف کر کے ایک طرف پھینک دیا۔

عمران نے رسیور کان سے ہٹایا اور پھر رسیور کو یوں پٹپٹا کر دیکھنے لگا جیسے رسیور سے کسی زہریلے ناگ نے نکل کر اس کے کان پر کاٹ دیا ہو۔

''کیا ہوا''...... بلیک زیرو نے حیرت سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو ہاتھ میں پکڑے رسیور کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

''حیرت ہے۔ جوزف نے کوئی جواب نہیں دیا اور میری کال کاٹ دی ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جوزف نے آپ کی کال کاٹ دی ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے''۔ بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

''کیسے نہیں ہو سکتا۔ ایسا ہی ہوا ہے۔ اس نے سچ مچ میر کان۔ اوہ۔ مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے میری کال کاٹ دی ہے''۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکر

دیا۔ عمران ابھی دانش منزل میں ہی تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر ایک بار پھر ٹائیگر سے بات کی تھی اور اس کی توجہ ایک اہم پوائنٹ کی طرف دلائی تھی۔ عمران کا خیال تھا کہ ٹاپ فائیو اگر پاکیشیا میں ہیں تو وہ یہاں کام کرنے کے لئے کسی نہ کسی گروپ سے معاونت ضرور حاصل کریں گے جو اور کچھ نہیں تو کم از کم انہیں اسلحہ، کاریں اور رہائش جیسی سہولیات فراہم کر سکتا ہے اس لئے ظاہر ہے اس گروپ یا خاص آدمی کو بھاری رقم ملی ہو گی اور ٹاپ فائیو کا تعلق چونکہ ایکریمیا سے ہے اس لئے وہ ادائیگی ڈالرز یا گارینٹڈ چیک کی صورت میں ہی کریں گے۔ ان چند دنوں میں کس گروپ یا خاص آدمی کے اکاؤنٹ میں بھاری رقم منتقل ہوئی ہو گی اور اس کے بارے میں ٹائیگر آسانی سے پتہ کر سکتا تھا اور اس آدمی کا پتہ چلتے ہی ٹاپ فائیو تک انہیں رسائی مل سکتی تھی۔

اس سلسلے میں بھی ٹائیگر نے عمران کو مایوس نہیں کیا تھا اور اگلے دو گھنٹوں کے بعد اس نے عمران کو رپورٹ دی تھی کہ چار روز قبل سیٹھ سکندر کے اکاؤنٹ میں ایکریمیا سے بھاری رقم منتقل کی گئی تھی۔ سیٹھ سکندر کے بارے میں ٹائیگر نے عمران کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا تھا کہ وہ فائن کلب کا مالک اور منیجر ہے اور وہ جرائم کی دنیا کا کنگ سمجھا جاتا تھا۔ کلب کی آڑ میں وہ غیر ملکی اسلحے کی اسمگلنگ، منشیات اور دوسرے تمام غیر قانونی دھندوں کا بے تاج بادشاہ بنا ہوا تھا اور وہ یہ سب کام انتہائی صفائی اور ہاتھ پیر بچا کر

کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ سیٹھ سکندر پر آج تک کوئی ایجنسی ہاتھ نہیں ڈال سکی تھی۔ وہ کبھی اپنے خلاف کوئی ثبوت نہیں چھوڑتا تھا اس لئے ٹائیگر کو یقین تھا کہ سیٹھ سکندر ہی وہ انسان ہو سکتا ہے جو ٹاپ فائیو کی ہر طرح معاونت کر رہا ہے۔

ٹائیگر نے عمران کو یہ بھی بتایا تھا کہ سیٹھ سکندر انتہائی سفاک بے رحم اور انتہائی خطرناک غنڈہ ہے جس نے اپنے کلب میں غنڈوں کی باقاعدہ ایک فوج پال رکھی ہے جو ہر وقت مسلح رہتی ہے۔ اس کے کلب میں صرف ممبران کو ہی جانے کی اجازت ہوتی تھی۔ غیر مطلق آدمی اس کے کلب کے باہر بھی نہ پھٹک سکتا تھا۔ سیٹھ سکندر غیر مطلق آدمی کے پکڑے جانے پر اس پر انتہائی ہولناک تشدد کرتا تھا اور اسے انتہائی بھیانک موت مار کر اس کی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے گٹر میں بہا دیتا تھا اس لئے بڑے سے بڑا غنڈہ اور انتہائی وسائل رکھنے والا آدمی بھی اس وقت تک فائن کلب میں نہیں جاتا تھا جب تک وہ باقاعدہ فائن کلب کا ممبر بن جاتا تھا۔

ٹائیگر کی باتیں سن کر عمران کو اس پر بے حد غصہ بھی آ رہا تھا کہ سیٹھ سکندر جیسا خطرناک غنڈہ اس کی ناک کے نیچے یہ سب کر رہا تھا تو اس نے اب تک اس کے خلاف کچھ کیا کیوں نہیں جبکہ اس نے ٹائیگر کو خاص طور پر ایسے لوگوں کی ہی بیخ کنی کے لئے انڈر ورلڈ میں رہنے کا حکم دے رکھا تھا۔ عمران کی بر

ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تھا کہ وہ پچھلے چند ماہ سے انڈر ورلڈ سے کٹا ہوا تھا۔ اس کی وجہ وہ ان دنوں عموماً فارن مشنز پر رہا تھا اور آخری بار جب وہ اس کے ساتھ کافرستان میں ایک مشن پر گیا تھا تو اسے ایک کافرستانی ایجنسی ریڈ کارٹ کے ہاتھوں گولیاں لگ گئی تھیں جس کی وجہ سے اسے کئی ماہ ہسپتال میں رہنا پڑا تھا اور اس دوران سیٹھ سکندر دوسرے صوبے سے دارالحکومت آ گیا تھا اور اس نے دولت اور طاقت کے زور پر وہاں قدم جما لئے تھے۔

یہ سب چونکہ عمران جانتا تھا اس لئے وہ خاموش ہو گیا تھا۔ اس نے ٹائیگر سے کہا تھا کہ وہ آج ہی سیٹھ سکندر کے پاس جائیں گے اور اس کے جمے ہوئے قدموں کو اکھاڑ پھینکیں گے۔ اس نے ٹائیگر کو ایک مخصوص جگہ پہنچنے کے لئے کہا اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر اسے خیال آیا کہ سیٹھ سکندر نے کلب میں غنڈوں کی باقاعدہ ایک فوج پال رکھی ہے اس لئے اسے وہاں اپنے ساتھیوں کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ چنانچہ اس نے ٹائیگر کے ساتھ ساتھ جوزف اور جوانا کو بھی اپنے ساتھ لے جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ چنانچہ اس نے جوزف کے سیل فون پر کال کی تھی۔ جوزف نے ایک تو دیر سے اس کی کال رسیو کی تھی اور پھر عمران کی بات سن کر اس نے کوئی جواب بھی نہیں دیا تھا اور فون کال کاٹ دی تھی جس سے عمران چونک پڑا تھا۔

"ہو سکتا ہے نیٹ ورک کی پرابلم ہو اور کال کٹ گئی ہو۔ آپ

اسے دوبارہ کال کر لیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں۔ کال نیٹ ورک کی وجہ سے ڈسکنکٹ نہیں ہوئی تھی بلکہ اسے باقاعدہ کاٹا گیا تھا۔ بہرحال میں دیکھتا ہوں''...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر جوزف کے سیل فون کے نمبر ملانے لگا لیکن اس بار ایک کمپیوٹرائزڈ آواز سنائی دی جو بتا رہی تھی کہ اس کا مطلوبہ نمبر سوئچ آف ہے۔

''جوزف کا سیل فون آف ہے۔ ضرور کوئی مسئلہ ہے''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تیزی سے جوانا کے سیل فون کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف بیل کی آواز سنائی دی مگر چند ہی لمحوں میں کال ڈسکنکٹ ہو گئی اور عمران کی پیشانی پر لکیریں نمودار ہو گئیں۔ اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''جوزف اور جوانا خطرے میں ہیں۔ مجھے فوراً وہاں جانا ہو گا''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور بلیک زیرو کا جواب سنے بغیر تیزی سے آپریشن روم سے نکلتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنی سپورٹس کار انتہائی تیز رفتاری سے رانا ہاؤس کی طرف اڑاتا چلا جا رہا تھا۔ مین روڈ سے گزر کر وہ ایک خالی روڈ کی طرف مڑا ہی تھا کہ اچانک سامنے سے ایک تیز رفتار کار آتی دکھائی دی۔ کار کی رفتار انتہائی تیز تھی اور وہ محض چند گز کے فاصلے پر تھی۔ عمران نے فوراً اپنی کار کا اسٹیئرنگ موڑ لیا اور اس کی کار سڑک کے کنارے

سے کچے راستے پر اتر گئی اور سامنے سے آتی ہوئی کار زناٹے دار آواز نکالتی ہوئی اس کی کار کے قریب سے گزر گئی۔ پھر کار کے ٹائر زور سے چرچرائے اور وہ کار اس سڑک کی طرف مڑ گئی جس طرف سے عمران انٹر ہوا تھا۔ اسی لمحے سامنے سے ایک اور کار تیزی سے اس طرف آئی اور ماحول یکلخت فائرنگ کی تیز آوازوں سے گونج اٹھا۔ سامنے سے آنے والی کار کی ڈرائیونگ سیٹ والی کھڑکی سے ایک ہاتھ نکلا ہوا تھا جس نے ایک مشین گن تھام رکھی تھی اور اس مشین گن سے دھواں دھار فائرنگ ہو رہی تھی۔ گولیاں دوسری طرف مڑتی ہوئی کار کے بیک پر پڑی تھیں۔ پھر دوسری کار بھی عمران کی کار کے قریب سے گزر گئی۔ ماحول ٹائروں کی زور دار آوازوں سے ایک بار پھر گونج اٹھا تھا اور پھر وہ کار بھی دوسری طرف مڑ گئی۔ دوسری طرف سے مسلسل فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

عمران کی کار کے قریب سے جو پہلی کار گزری تھی اس میں دو افراد تھے جبکہ فائرنگ کرنے والی کار میں صرف ایک ہی آدمی بیٹھا ہوا تھا جو انتہائی مہارت سے کار چلا رہا تھا اور دوسرے ہاتھ سے مشن گن سے فائرنگ بھی کر رہا تھا۔ دونوں کاریں نہایت تیزی سے اور پلک جھپکتے ہی عمران کی کار کے قریب سے گزر کر دوسری سڑک کی طرف مڑ گئی تھیں لیکن اس کے باوجود عمران نے پہلی کار میں بیٹھے ہوئے دونوں افراد کو پہچان لیا تھا جو خاور اور صدیقی تھے۔

کوئی مجرم ان کے پیچھے تھا اور ان کی کار پر مسلسل فائرنگ کر رہا تھا جس سے بچنے کے لئے صدیقی کار کو نہایت تیز رفتاری سے دوڑا رہا تھا۔

"یہ خاور اور صدیقی کے پیچھے کون تھا اور ان پر فائرنگ کیوں کر رہا تھا"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ ابھی اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک دوسری سڑک کی طرف سے ایک زور دار دھماکے کی آواز سنائی دی۔ دھماکہ بے حد شدید تھا جیسے دو تیز رفتار کاریں ایک دوسرے سے ٹکرا گئی ہوں۔

"اوہ۔ یہ کیا ہوا۔ کہیں خاور اور صدیقی کی کار تو"...... عمران کے منہ سے یکلخت نکلا اور پھر اس نے فوراً گیئر بدل کر کار بیک کی اور اسے تیزی سے موڑتا ہوا تیزی سے دوبارہ اسی سڑک کی طرف لیتا چلا گیا جس طرف وہ دونوں کاریں گئی تھیں۔ ابھی عمران کی کار سڑک کے قریب پہنچی ہی تھی کہ اچانک اس طرف سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا۔ اس آدمی کے ہاتھوں میں مشین گن تھی۔ کار اس طرف آتے دیکھ کر وہ ایک لمحے کے لئے ٹھٹکا اور پھر اس اچانک مشین گن سیدھی کی اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ عمران کی کار کا فرنٹ شیشہ چھناکے سے ٹوٹتا گیا۔ عمران نے اسے دیکھتے ہی اپنا سر نیچے کرتے ہوئے فوراً بر پیڈل دبا دیا تھا۔ سر نیچے کرنے سے اسے ڈائریکٹ گولیاں نہیں تھیں اور دوسرا اس کی کار فوراً رک گئی تھی۔ پھر اسے دوڑتے ہو

قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ عمران نے احتیاط سے سر اٹھایا تو اسے مشین گن بردار سڑک کی دوسری طرف بھاگتا ہوا دکھائی دیا۔ یہ وہی نوجوان تھا جو صدیقی اور خاور کی کار پر فائرنگ کر رہا تھا۔ اس آدمی کی شدید فائرنگ سے نہ صرف عمران کی کار کا ونڈ گلاس ٹوٹ گیا تھا بلکہ کار کا فرنٹ بھی مکھیوں کا چھتہ بنا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ کار کا انجن بھی بند ہو گیا تھا اور فرنٹ سے دھواں بھی نکل رہا تھا۔ گولیوں نے شاید کار کا ریڈی ایٹر تباہ کر دیا تھا۔ کار کی وائرنگ کو بھی شاید گولیاں لگی تھیں جس سے فوراً ہی کار کا انجن بند ہو گیا تھا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور کار کا دروازہ کھول کر کار سے باہر آ گیا۔ جیسے ہی وہ کار سے باہر نکلا اسے ایک بار پھر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور وہ چونک اٹھا۔ اس کا ہاتھ مشین پسٹل نکالنے کے لئے فوراً جیب میں رینگ گیا تھا۔

صدیقی نے اپنی کار سڑک کے کنارے پر روکی اور ہاتھ بڑھا کر سائیڈ کا دروازہ کھول دیا۔ سڑک کے کنارے پر خاور کھڑا تھا۔ صدیقی نے جیسے ہی اس کے قریب کار لے جا کر روکی اور دروازہ کھولا وہ فوراً کار میں بیٹھ گیا اور اس نے کار کا دروازہ بند کر دیا۔

"سوری۔ میری کار ورکشاپ میں تھی اور میرے پاس کوئی سواری نہیں تھی اس لئے میں نے تمہیں یہاں آنے کے لئے کہا تھا کہ ہم دونوں اکٹھے ہی نکلتے ہیں"...... خاور نے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ ویسے بھی سنا ہے کہ ایک سے بھلے دو ہوتے ہیں"...... صدیقی نے مسکرا کر کہا تو جواب میں خاور بھی مسکرا دیا اور پھر صدیقی نے کار آگے بڑھا دی۔

"جانا کہاں ہے"...... خاور نے پوچھا۔

"فی الحال تو سڑکوں پر ہی کارگردی کرتے ہیں۔ مشکوک افراد

اور مشکوک گاڑیوں پر نظر رکھتے ہیں۔ ٹاپ فائیو کون ہیں، کیا ہیں اس طرح تو ان کا پتہ نہیں چلے گا۔ پھر ان کی تلاش میں جہاں ذہن بنے گا چلے جائیں گے"...... صدیقی نے کہا تو خاور کارگردی کا سن کر مسکرا دیا۔

"ویسے یہ ٹاپ فائیو پاکیشیا میں وارد کیسے ہو گئے۔ ان کی کارروائیوں کے بارے میں تو سنا تھا کہ وہ صرف ایکریمی ریاستوں، کاسٹریا یا پھر یورپی ممالک میں ہی کارروائیاں کرتے ہیں اور انہیں چونکہ ایکریمیا کی سرپرستی حاصل ہے اس لئے وہ بڑے اور اہم مشنز پر ہی بھیجے جاتے ہیں"...... خاور نے کہا۔

"تم جانتے ہو ان کے بارے میں"...... صدیقی نے پوچھا۔

"ہاں۔ سات آٹھ ماہ قبل میں چیف کے کہنے پر کاسٹریا گیا تھا۔ مجھے کاسٹریا کے ایک فارن ایجنٹ کے پاس کچھ اہم سامان پہنچانا تھا۔ وہیں میں نے ٹاپ فائیو کے بارے میں سنا تھا۔ ان دنوں ٹاپ فائیو نے وہاں خاصا اودھم مچایا ہوا تھا"...... خاور نے کہا۔

"یہ معلوم ہوا تھا کہ وہ وہاں کس مشن پر کام کر رہے تھے"۔ صدیقی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ وہ ایکریمیا کے ایک مفرور سائنس دان کو ہلاک کرنے کے لئے وہاں گئے تھے جو ایکریمیا کے ایک اہم اور جدید میزائل کی ٹیکنالوجی انہیں فراہم کر سکتا تھا"...... خاور نے جواب دیتے ہوئے

کہا۔

"تو پھر کیا ہوا۔ کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے"۔ صدیقی نے پوچھا۔

"بالکل۔ انہوں نے پتہ لگا لیا تھا کہ ایکریمی سائنس دان کہاں ہے۔ اس ایکریمی سائنس دان کی حفاظت کے لئے وہاں جدید سے جدید ترین انتظام کیا گیا تھا اور وہاں اس قدر سیکورٹی تھی کہ اس سائنس دان کے پاس ایک مکھی بھی نہیں پہنچ سکتی تھی لیکن ٹاپ فائیو راستے کی ہر دیوار توڑ کر اور سیکورٹی کو تاراج کرتے ہوئے ایکریمی سائنس دان تک پہنچ گئے تھے اور انہوں نے اسے وہیں ہلاک کر دیا تھا۔ انہوں نے وہاں ڈیشنگ ایجنٹس کے طور پر کام کیا تھا"۔ خاور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم نے یہ سب خود دیکھا تھا یا کسی نے تمہیں بتایا تھا"۔ صدیقی نے پوچھا۔

"نہیں۔ میں نے انہیں نہیں دیکھا تھا۔ ان کے بارے میں مجھے اس فارن ایجنٹ نے ہی تفصیل بتائی تھی۔ اس نے ٹاپ فائیو کے ہاتھوں ہونے والی تباہی اور لاشوں کے ڈھیر اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے"...... خاور نے کہا۔

"اس لئے چیف نے ہمیں فوری طور پر انہیں دیکھتے ہی گولی دینے کا حکم دیا ہے۔ وہ لوگ واقعی بے حد خطرناک ہیں"۔ صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ بالکل۔ ایسے لوگ اگر واقعی پاکیشیا میں موجود ہیں تو ان کی یہاں موجودگی بڑی تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے اس لئے ان سب کو جس قدر جلد ہلاک کر دیا جائے اتنا ہی اچھا ہو گا"۔ خاور نے کہا۔

"تم تیار ہو کر آئے ہو نا"...... صدیقی نے پوچھا۔

"ہاں۔ میں ضرورت کا سامان لے آیا ہوں"...... خاور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ضرورت کا سامان تو میرے پاس بھی ہے لیکن وہ لوگ اتنے ہی خطرناک ہیں تو کیا ہمارا اسلحہ ان کے لئے کافی ہو گا"۔ صدیقی نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم"...... خاور نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ میں تو صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایسے افراد جب کسی فارن مشن پر جاتے ہیں تو انہیں رہائش، اسلحے اور گاڑیوں کی لازماً ضرورت پڑتی ہے۔ انہوں نے میک اپ تبدیل کر کے اپنی شناخت کے لئے نئے کاغذات بنوا رکھے ہوں لیکن معاونت کے لئے انہیں کسی نہ کسی سہارے کی ضرورت پڑتی ہے۔ ایسے لوگ عموماً جرائم پیشہ افراد کا ہی سہارا لیتے ہیں جس سے ان کی طاقت بڑھ جاتی ہے۔ اگر ان لوگوں کی طاقت کا پتہ چل جائے اور ان کی طاقت کو توڑ دیا جائے تو وہ کمزور ہو جاتے ہیں اور فوری کارروائیاں

کرنے سے رک جاتے ہیں“...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں اب بھی نہیں سمجھا کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو“...... خاور نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سیدھی سی بات ہے۔ ٹاپ فائیو کا جو بھی مشن ہوگا اس کے لئے انہیں معلومات حاصل کرنا بے حد ضروری ہوگا۔ پھر انہیں گاڑیوں، رہائش گاہوں اور اسلحے کی بھی ضرورت ہوگی اور ظاہر ہے یہ سب کچھ وہ ساتھ تو لائے نہیں ہوں گے“...... صدیقی نے کہا۔

”اوہ۔ اب میں سمجھا۔ تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ جو لوگ یا جرائم پیشہ افراد ان کی معاونت کر رہے ہوں گے ہمیں انہیں تلاش کرنا چاہئے“...... خاور نے کہا۔

”ہاں۔ اور ایسے لوگ چھوٹے موٹے گروہ سے رابطہ نہیں کرتے۔ وہ بڑے بڑے مگرمچھوں کے پاس جاتے ہیں جو ان کی ہر ضرورت پوری کر سکتے ہوں“...... صدیقی نے کہا۔

”تمہارے خیال میں وہ مگرمچھ کون ہو سکتے ہیں“...... خاور نے پوچھا۔

”کئی نام ہیں میرے ذہن میں۔ لیکن تم نے ٹاپ فائیو کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے ایسے لوگوں کا ساتھ صرف ایک ہی آدمی دے سکتا ہے“...... صدیقی نے جواب دیا۔

”کون ہے وہ“...... خاور نے پوچھا۔

”سیٹھ سکندر“...... صدیقی نے جواب دیا۔

”سیٹھ سکندر۔ کون سیٹھ سکندر۔ میں نے تو یہ نام پہلے کبھی نہیں سنا“...... خاور نے کہا تو صدیقی نے اسے سیٹھ سکندر کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

”میں چونکہ فورسٹارز کا چیف ہوں اس لئے میں ان لوگوں کے بارے میں زیادہ جانتا ہوں۔ آج کل میں فورسٹارز کے تحت اس کے خلاف کارروائی کرنے کا پروگرام بنا رہا تھا“...... صدیقی نے کہا۔

”تو اس لئے تم چاہتے ہو کہ ہمارے ساتھ زیادہ افراد اور زیادہ اسلحہ ہو تاکہ ہم فائن کلب جا کر آسانی سے سیٹھ سکندر کے غنڈوں کا مقابلہ کر سکیں“...... خاور نے کہا جیسے اسے صدیقی کی ساری باتیں سمجھ میں آ گئی ہوں اور صدیقی نے جواب میں اثبات میں سر ہلا دیا۔

”تو چیف یا مس جولیا سے بات کریں کہ وہ سب کو ہمارے ساتھ بھیج دیں۔ آغاز اگر اسی سیٹھ سکندر سے کیا جائے تو شاید ٹاپ فائیو کے بارے میں کچھ پتہ چل جائے“...... خاور نے کہا۔

”شاید نہیں۔ اس سے یقیناً ان کے بارے میں پتہ چل سکتا ہے اور سب کو بلانا مناسب نہیں لگتا۔ باقی سب اپنے اپنے طور پر کام کریں گے۔ ہم فورسٹارز کے طور پر بھی فائن کلب میں جا سکتے ہیں“...... صدیقی نے کہا تو خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں چوہان اور نعمانی کو کال کرتا ہوں"...... خاور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ انہیں شالیمار روڈ کی طرف آنے کا کہہ دو۔ ہم اسی طرف جا رہے ہیں"...... صدیقی نے کہا تو خاور نے جیب سے سیل فون نکالا اور چوہان کو کال کرنے لگا۔

"میں نے انہیں کہہ دیا ہے اور وہ شالیمار روڈ پر موجود سوئس پلازہ کی طرف آ رہے ہیں"...... خاور نے کال کرنے کے بعد صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اس دوران وہ مختلف سڑکوں پر کار دوڑائے لئے جا رہا تھا۔ تقریباً آدھے گھنٹے کی مسافت کے بعد اس نے کار شالیمار روڈ کی طرف موڑ دی۔

"فائن کلب سوئس پلازہ کے ساتھ والی سڑک پر مڑ کر سڑک کے اختتام پر ایک بلند و بالا عمارت میں ہے۔ وہ عمارت تقریباً ایک ایکڑ رقبے پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس عمارت کے پانچ فلورز ہیں۔ کلب فرسٹ فلور پر ہے اور عمارت کا باقی حصہ اور دوسرے فلوز بھی سیٹھ سکندر کی ملکیت میں ہیں جہاں اسلحہ، منشیات اور ہر قسم کا غیر قانونی سامان رکھا جاتا ہے اور ساری کی ساری عمارت مسلح افراد سے بھری رہتی ہے۔ میری معلومات کے مطابق اس عمارت کے تہہ خانے میں سیٹھ سکندر کا دفتر بھی ہے جہاں وہ خفیہ راستے سے آتا جاتا ہے۔ وہ جہاں بھی جاتا ہے اس کے گرد غنڈوں اور

مسلح افراد کا دائرہ ہوتا ہے۔ ویسے بھی سیٹھ سکندر میک اپ میں رہتا ہے اور وہ آنے جانے کے لئے ایک سے زائد گاڑیاں استعمال کرتا ہے"...... صدیقی نے شالیمار روڈ کے ایک کنارے پر کار روکتے ہوئے خاور کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کافی معلومات حاصل کر رکھی ہیں تم نے سیٹھ سکندر کے بارے میں"...... خاور نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"میں نے بتایا ہے نا کہ میں اس کے خلاف فورسٹارز کے تحت کارروائی کرنے کا پروگرام ترتیب دے رہا تھا اس لئے میں نے اس کے بارے میں پہلے سے ہی معلومات اکٹھی کرنا شروع کر دی تھیں"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"اور یہ ساری معلومات تمہیں ملی کہاں سے ہیں"...... خاور نے پوچھا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہارا کیا خیال ہے یہ سب کچھ مجھے سیٹھ سکندر نے خود بتایا ہے"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں نے ایسا تو نہیں کہا اور نہ ہی ایسا سوچا ہے"۔ خاور نے ہنستے ہوئے کہا تو صدیقی بھی ہنس دیا۔

"میں ابھی تک اس عمارت کو نہیں دیکھ سکا لیکن اس عمارت کے غنڈے باہر آتے جاتے ہیں۔ میں نے بس ان میں سے دو تین غنڈوں کو اٹھا لیا تھا اور پھر میں نے ان سے معلومات حاصل کر لیں لیکن وہ معمولی غنڈے تھے۔ ان سے بس مجھے اتنی ہی معلومات

مل سکی تھیں۔ سیٹھ سکندر اور اس کے سیٹ اپ کے بارے میں وہ زیادہ نہیں جانتے تھے''...... صدیقی نے جواب دیا۔

''کیا ان سے سیٹھ سکندر کی رہائش گاہ کا ایڈریس نہیں ملا''۔ خاور نے پوچھا۔

''نہیں۔ انہوں نے بتایا تھا کہ سیٹھ سکندر بے حد محتاط رہتا ہے۔ کلب اور عمارت میں موجود افراد میں سے شاید ہی کوئی اس کے اصلی چہرے اور اس کی رہائش گاہ کے بارے میں جانتا ہو''۔ صدیقی نے جواب دیا۔

''پھر تو تم نے ان غنڈوں سے اس عمارت کے داخلی راستوں کے بارے میں بھی معلوم کر لیا ہوگا''...... خاور نے کہا۔

''اس عمارت کے صرف دو راستے ہیں۔ ایک سامنے کا راستہ جہاں سے صرف کلب کے ممبرز ہی اندر جاتے ہیں اور دوسرا وہ خفیہ راستہ جہاں سے سیٹھ سکندر اپنے دفتر میں جاتا ہے۔ عمارت کے اندر جانے کے بعد ہی دوسرے راستے ہیں۔ ان راستوں کے بارے میں بھی ان غنڈوں کے پاس زیادہ تفصیل نہیں تھی''۔ صدیقی نے جواب دیا۔

''خفیہ راستے کی تلاش میں تو ہمیں وقت لگ جائے گا اس لئے ہمیں سامنے والے راستے سے ہی اندر جانا ہوگا اور واقعی ایسی جگہ اکیلے جانا خودکشی کرنے کے ہی مترادف ہو سکتا ہے''...... خاور نے کہا۔

''چوہان اور نعمانی آ جائیں تو پھر ہم چاروں مل کر اندر کی صورت حال سنبھال سکتے ہیں''...... صدیقی نے کہا اور پھر وہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔ چوہان اور نعمانی ابھی تک نہیں آئے تھے اور پھر اسی لمحے سوئس پلازہ کی سائیڈ سڑک سے ایک سفید رنگ کی کار نکل کر اس طرف آئی۔ اس کار میں ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا جس نے گہرے براؤن کلر کا سوٹ پہن رکھا تھا اور اس کی آنکھوں پر تاریک چشمہ تھا۔ وہ سڑک کراس کر کے اس طرف آ رہا تھا۔ صدیقی غور سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ غیر ملکی ہی تھا۔ اچانک اس غیر ملکی کی نظریں صدیقی پر پڑیں تو صدیقی نے اسے چونکتے دیکھا اور پھر اس نے اچانک کار روک لی اور کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ دوسرے لمحے صدیقی بری طرح چونک پڑا۔ غیر ملکی نے جیب سے کچھ نکالا اور پھر اس کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس کے ہاتھ سے کوئی چیز نکل کر صدیقی کی کار کی طرف آتی دکھائی دی۔ صدیقی کی کار کا انجن سٹارٹ ہی تھا۔ اس نے بے اختیار گیئر بدلا اور کلچ چھوڑ کر سپیڈ پیڈ پر دباؤ ڈال دیا۔ اس کی کار کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ غیر ملکی نے جو چیز صدیقی کی کار کی طرف پھینکی تھی وہ ٹھیک اس جگہ آ کر گری جہاں ایک لمحے پہلے صدیقی کی کار موجود تھی۔ پھر اچانک ایک زور دار دھماکہ ہوا اور سڑک پر آگ کا الاؤ سا پھیلتا ہوا دکھائی دیا۔

''اوہ۔ یہ کیا ہوا ہے''...... خاور نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں

کہا۔

"اس غیر ملکی نے شاید ہمیں پہچان لیا ہے۔ اس نے ہماری کار پر ہینڈ گرنیڈ پھینکا تھا"...... صدیقی نے کار آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ عقبی شیشے میں اس نے غیر ملکی کو تیزی سے کار میں داخل ہوتے دیکھا اور پھر سفید کار ان کے پیچھے لگ گئی۔

"کون ہے یہ اور اس نے اس طرح ہم پر حملہ کیوں کیا ہے"۔ خاور نے بھی عقبی آئینے میں سفید کار کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"معلوم نہیں۔ ہمیں دیکھ کر وہ اس طرح سے چونکا تھا جیسے وہ ہمیں بخوبی جانتا ہو اور پھر اس نے کار سے نکلتے ہی ہم پر ہینڈ گرنیڈ پھینکنے میں ایک لمحے کی بھی تاخیر نہیں کی"...... صدیقی نے کہا۔

"اگر تم بروقت کار آگے نہ بڑھاتے تو اس کار کے ساتھ ساتھ ہمارے بھی پرخچے اڑ جاتے"...... خاور نے کہا اور اسی لمحے سفید کار تیزی سے آگے بڑھی اور صدیقی نے کھڑکی سے ایک بار پھر غیر ملکی کا ہاتھ باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ہینڈ گرنیڈ تھا۔ اس نے پوری قوت سے ہینڈ گرنیڈ صدیقی کی کار کی طرف اچھال دیا۔ صدیقی نے یکلخت کار کی رفتار اور تیز کر دی۔ ہینڈ گرنیڈ پھر سڑک پر گرا اور زور دار دھماکے سے پھٹ گیا۔ دھماکہ ہوتے ہی ایک لمحے کے لئے سفید کار رکی اور پھر تیزی سے دھماکے والی جگہ سے سائیڈ سے نکلتی ہوئی ان کے پیچھے لگ گئی۔

"لگتا ہے یہ ہر قیمت پر ہمیں ہلاک کرنا چاہتا ہے"...... صدیقی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"میں کار کی پچھلی طرف جا کر اس کی کار پر فائرنگ کرتا ہوں"۔ خاور نے کہا اور جیب سے مشین پسٹل نکال کر اگلی سیٹ سے نکل کر پچھلی سیٹ پر چلا گیا۔ ابھی وہ پچھلی سیٹ پر گیا ہی تھا کہ اچانک تیز فائرنگ ہوئی اور کار کی پچھلی ونڈ سکرین چھناکے سے ٹوٹتی چلی گئی۔ خاور اور صدیقی نے فوراً سر جھکا لئے تھے۔ صدیقی نے کار کو دائیں بائیں لہرانا شروع کر دیا۔ شیشے کے ٹکڑوں نے خاور کا چہرہ زخمی کر دیا تھا لیکن خاور کو کوئی پرواہ نہیں تھی۔ اس نے احتیاط سے سر اٹھا کر دیکھا تو سفید کار تیزی سے ان کے پیچھے آ رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ والی کھڑکی سے ایک ہاتھ باہر نکلا ہوا تھا جس میں جدید مشین گن دکھائی دے رہی تھی اور اس مشین گن سے وقفے وقفے سے شعلے نکل رہے تھے۔ صدیقی چونکہ کار زگ زیگ انداز میں سڑک پر موڑ رہا تھا اس لئے گولیاں ان کی کار کے اردگرد سے گزر رہی تھیں۔ خاور نے ایک لمحہ توقف کیا اور پھر اس نے مشین پسٹل والا ہاتھ اٹھا کر سفید کار کی طرف فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ گولیاں سفید کار کے فرنٹ پر پڑیں اور ایک لمحے کے لئے سفید کار لہرا گئی لیکن جلد ہی غیر ملکی نے اسے کنٹرول کر لیا۔

"جب تک یہ ہمارے پیچھے ہے یہ ہمارے لئے خطرہ بنا رہے گا۔ مجھے کسی سڑک پر موڑ کر کار اس کے پیچھے لانی ہو گی"۔ صدیقی

نے کہا۔

''اسے کسی خالی سڑک پر لے جا کر گھیرتے ہیں۔ دیکھیں تو سہی آخر یہ ہے کون اور اس طرح ہماری جانوں کے پیچھے کیوں پڑ گیا ہے''...... خاور نے کہا۔

''اوکے۔ میں کوشش کرتا ہوں''...... صدیقی نے کہا اور کار موڑ کر مین سڑک پر آ گیا جہاں خاصی ٹریفک تھی۔ صدیقی کار کو تیزی سے مختلف گاڑیوں کو اوور ٹیک کرتا ہوا لے جا رہا تھا۔ مین سڑک پر آتے ہی سفید کار نے مشین گن ہٹا لی تھی اور وہ بھی صدیقی کے سے انداز میں کار دوسری گاڑیوں کو اوور ٹیک کرتا ہوا آ رہا تھا۔ پھر ایک موڑ آتے ہی صدیقی نے کار اس طرف موڑی اور کار تیزی سے آگے بڑھاتا لے گیا۔ سفید کار والے نے بھی کار اس طرف موڑ لی تھی۔ صدیقی اور اس کی کار کا درمیانی فاصلہ زیادہ نہیں تھا۔ صدیقی تیز رفتاری سے ڈرائیونگ کرتا ہوا کار مختلف راستوں کی طرف موڑ رہا تھا۔ سفید کار والا بھی ڈرائیونگ میں مشاق معلوم ہو رہا تھا۔ وہ بھی اسی تیزی سے موڑ کاٹتا تھا جس تیزی سے صدیقی کسی دوسری سڑک کی طرف مڑتا تھا۔

''کیا عجیب لگ رہا ہے۔ ہم آگے ہیں اور کوئی مجرم ہمارے پیچھے ہے جیسے ہم اس سے ڈر کر بھاگ رہے ہوں''...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس میں ڈرنے والی کون سی بات ہے۔ ہم اسے جان بوجھ

اپنے پیچھے آنے کا موقع دے رہے ہیں تاکہ اسے کسی خالی جگہ پر گھیر سکیں''...... صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ تم تو ناراض ہو گئے۔ میں نے تو یونہی ایک بات کی تھی''...... خاور نے کہا مگر صدیقی نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ تیزی سے مختلف سڑکوں پر کار دوڑا رہا تھا۔ پھر اس نے ایک علاقے کی متوازی سڑک دیکھ کر کار اس پر ڈال دی اور کار تیزی سے دوڑانے لگا۔ یہ سڑک دور دور تک خالی تھی۔ کافی آگے ایک موڑ تھا جس کے بعد راستہ مین سڑک کی طرف نکلتا تھا۔ صدیقی نے سوچا کہ وہ کار اس طرف لے جائے گا اور موڑ مڑتے ہی وہ کار روک لے گا اور پھر وہ دونوں کار سے نکل کر پیچھے آنے والی سفید کار کو روکنے کی کوشش کریں گے۔

چنانچہ اس نے کار کی رفتار اور تیز کر دی۔ سفید کار والے نے بھی خالی سڑک دیکھ کر ایک بار پھر مشین گن سنبھال لی تھی اور وقفے وقفے سے ان کی کار پر فائرنگ کر رہا تھا لیکن صدیقی کی کار زگ زیگ انداز میں چلنے کی وجہ سے گولیاں کار کو نہیں لگ رہی تھیں۔ خاور بھی موقع دیکھ کر مشین پسٹل سے سفید کار پر فائرنگ کر رہا تھا۔ ان کی طرف سے جوابی فائرنگ ہونے کی وجہ سے سفید کار والے نے فاصلہ زیادہ کر دیا۔ پھر جیسے ہی موڑ قریب آیا صدیقی نے اس موڑ کی طرف سے ایک سرخ سپورٹس کار آتے دیکھی۔ اس نے فوراً کار دائیں طرف گھما دی۔ سپورٹس کار والے نے بھی اس کی تیز

رفتار کار دیکھ لی تھی۔ وہ بھی اپنی کار تیزی سے سڑک کے کنارے پر اتارنے لگا۔ اگر دونوں بروقت کاروں کو نہ گھماتے تو ان دونوں کاروں کا ٹکراؤ ناگزیر ہو جاتا۔ سپورٹس کار کو سڑک کی دوسری طرف اترتے دیکھ کر صدیقی نے ایک بار پھر کار کی سپیڈ بڑھا دی اور پھر موڑ آتے ہی اس نے بریک پر پیر رکھ دیا۔ کار کے ٹائر بری طرح چرچرائے اور اس کی کار دوسری سڑک پر تقریباً گھسٹتے ہوئے انداز میں مڑتی چلی گئی۔ سفید کار کی طرف سے فائرنگ ہوئی لیکن صدیقی نے بریک پیڈل سے پیر ہٹا کر سپیڈ پیڈ کو پوری قوت سے دبا دیا۔ اس کی کار سیدھی ہو کر سامنے سڑک پر دوڑتی چلی گئی اور پھر اچانک صدیقی نے کار کے بریک لگا دیئے۔ کار کے ٹائر ایک بار پھر زوردار انداز میں چیخے اور پھر کار ایک زور دار جھٹکے سے رک گئی۔

"کار سے نکلو۔ جلدی کرو"...... صدیقی نے چیختے ہوئے کہا اور کار کا دروازہ کھول کر تیزی سے سڑک پر کود گیا۔ خاور نے بھی پچھلا دروازہ کھولا اور فوراً کار سے نکل گیا۔ اس لمحے سفید کار تیز رفتاری سے اس طرف مڑتی دکھائی دی لیکن صدیقی اور خاور بجلی کی سی تیزی سے سڑک کی مخالف سمتوں میں دوڑتے چلے گئے۔ سفید کار والے نے ان کی کار سڑک کے درمیان رکی دیکھی تو اس نے فوراً کار کا دروازہ کھولا اور تیز رفتار کار سے باہر کود گیا اور سڑک پر لڑھکتا چلا گیا۔ اس کی تیز رفتار کار سڑک پر کھڑی صدیقی کی کار سے زور دار دھماکے سے ٹکرائی۔ دھماکہ اس قدر زور دار تھا جیسے وہاں ایک ساتھ

کئی ہینڈ گرنیڈ پھٹ گئے ہوں۔ صدیقی کی کار اچھل کر دور جا گری تھی اور سفید کار بھی بری طرح سے ٹوٹ پھوٹ کر دور تک گھسٹتی چلی گئی۔

"وہ سڑک پر ہے۔ چلو جلدی"...... صدیقی نے چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے اس طرف مڑا جہاں غیر ملکی نے کار سے باہر چھلانگ لگائی تھی۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ وہ چونکہ کار سے مخصوص انداز میں نکلا تھا اور سڑک پر لڑھکتا چلا گیا تھا اس لئے اسے چوٹ نہیں لگی تھی۔ چند ہی لمحوں میں اس نے خود کو سنبھال لیا اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے صدیقی کو اس طرف آتے دیکھا تو اس نے فوراً مشین گن سے اس پر فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ صدیقی نے لانگ جمپ لگایا اور سڑک پر آتے ہی تیزی سے قلابازیاں کھاتا چلا گیا۔ قلابازیاں کھاتے ہوئے اس نے فوراً جیب سے اپنا مشین پسٹل نکالا اور پھر اس غیر ملکی پر فائرنگ کرنے لگا۔ سفید کار والے نے بھی دوسری طرف چھلانگ لگائی اور پلٹ کر بھاگتا چلا گیا۔

"وہ بھاگ رہا ہے۔ پکڑو اسے"...... خاور نے چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں فائرنگ کرتے ہوئے تیزی سے اس غیر ملکی کے پیچھے بھاگنے لگے لیکن غیر ملکی ان سے خاصے فاصلے پر تھا۔ اس نے موڑ مڑتے ہی صدیقی کی کار کو شاید سڑک پر دیکھ لیا تھا اس لئے وہ وہیں کود گیا تھا۔ اس سے پہلے کہ صدیقی اور خاور اس تک پہنچتے وہ

تیزی سے موڑ مڑ گیا۔

"تیز بھاگو ورنہ وہ نکل جائے گا۔ اس کا تعلق سیٹھ سکندر یا پھر ٹاپ فائیو سے بھی ہو سکتا ہے۔ ہمیں ہر صورت میں اسے پکڑنا ہے"۔ صدیقی نے بھاگتے ہوئے چیخ کر کہا۔ وہ تیزی سے بھاگتے ہوئے دوسری طرف پہنچے تو انہیں سفید کار والا غیر ملکی کہیں دکھائی نہیں دیا۔ البتہ وہاں سرخ سپورٹس کار موجود تھی جس کا فرنٹ گولیوں سے چھلنی نظر آ رہا تھا۔ اس کی ونڈ سکرین ٹوٹی ہوئی تھی اور کار کے پاس عمران موجود تھا جس کا ہاتھ جیب میں تھا۔

"ارے عمران صاحب آپ یہاں۔ وہ غیر ملکی کہاں ہے"۔ صدیقی نے بھاگ کر عمران کی طرف آتے ہوئے کہا۔

"وہ تو سامنے سڑک کی طرف بھاگ کر ایک گلی میں مڑ گیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ ہم اسے دیکھتے ہیں"...... صدیقی نے کہا اور پلٹ کر مڑ گیا جیسے وہ بھاگ کر اس طرف جانا چاہتا ہو جس طرف سفید کار والا غیر ملکی گیا تھا۔

"ٹھہرو۔ اب کہاں جا رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

"وہ غیر ملکی ہمارے پیچھے تھا۔ اس نے ہم پر جان لیوا حملے کئے تھے"...... خاور نے کہا۔

"اور تم اس سے بچنے کے لئے بھاگ رہے تھے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ہم اسے جان بوجھ کر اپنے پیچھے لے جا رہے تھے تاکہ اسے کسی خالی جگہ پر گھیرا جا سکے"...... صدیقی نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہرحال وہ تم دونوں سے زیادہ تیز تھا۔ اب وہ نکل گیا ہے اور مشکل سے ہی اب وہ تمہارے ہاتھ آئے گا"...... عمران نے کہا۔

"مشکل ہے۔ ناممکن تو نہیں۔ ہم اسے ضرور تلاش کریں گے۔ آخر اس طرح اس نے ہم پر جان لیوا حملے کیوں کئے تھے۔ کون تھا وہ اور اگر آپ نے اسے دیکھا تو آپ نے اسے پکڑنے کی کوشش کیوں نہیں کی"...... خاور نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"اس کے پاس مشین گن تھی اور اس نے اس طرف آتے ہی میری کار پر فائرنگ کر دی تھی۔ دیکھو۔ میری اکلوتی بے چاری اور معصوم سی کار کی طرف دیکھو۔ کم بخت نے اسے گولیوں سے چھلنی کر دیا ہے۔ ہائے میری اکلوتی کار"...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اگر اس نے آپ پر فائرنگ کی تھی تو جواب میں آپ بھی تو اس پر فائرنگ کر سکتے تھے۔ کیا آپ کے پاس اسلحہ نہیں تھا"۔ صدیقی نے کہا۔

"اسلحہ ہے۔ یہ دیکھو۔ لیکن افسوس مجھے معلوم نہیں کہ اس کو چلایا کیسے جاتا ہے"...... عمران نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر انہیں

دکھاتے ہوئے کہا تو خاور بے اختیار مسکرا دیا جبکہ صدیقی برا سا منہ بنانے لگا۔

"ہونہہ۔ آپ کی وجہ سے ایک مجرم ہمارے ہاتھوں سے نکل گیا"...... صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ تم تو ایسے کہہ رہے ہو جیسے اسے بھاگنے میں، میں نے اس کی مدد کی ہو"...... عمران نے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

"تم عمران صاحب پر کیوں بگڑ رہے ہو۔ وہ غیر ملکی تو سچ مچ چھلاوہ بنا ہوا تھا۔ اس نے جس تیزی سے ہم پر حملے کئے تھے اور جس تیزی سے ہمارے پیچھے آ رہا تھا اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ کوئی عام آدمی نہیں ہے۔ پھر تم نے اسے تیز رفتار کار سے نکل کر کودتے بھی تو دیکھا تھا۔ وہ واقعی حد سے زیادہ تیز اور پھرتیلا انسان تھا"...... خاور نے کہا۔

"جو بھی ہے میں اسے جانے نہیں دوں گا۔ وہ ابھی دور نہیں گیا ہو گا۔ آؤ میرے ساتھ"...... صدیقی نے اسی انداز میں کہا۔

"ارے۔ ارے۔ تم دونوں مجھ غریب کو اکیلا چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو۔ میری تو کار کا بھی ستیاناس بلکہ سوا ستیاناس ہو گیا ہے۔ میری جیب میں تو اتنے پیسے بھی نہیں کہ میں آٹو رکشہ پکڑ کر کہیں جا سکوں"...... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"آپ کہاں جا رہے ہیں عمران صاحب"...... خاور نے مسکراتے

ہوئے پوچھا۔

"مجھے فوری طور پر رانا ہاؤس پہنچنا تھا۔ وہاں جوزف اور جوانا خطرے میں ہیں"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے انہیں بتایا کہ کس طرح جوزف کا فون ڈسکنکٹ ہو گیا تھا اور بعد میں بھی جوزف اور جوانا دونوں کے فون بند ہو گئے تھے۔

"آخر یہ چکر کیا ہے۔ اس طرح کون ہماری جانوں کے دشمن بن سکتے ہیں"...... خاور نے کہا۔

"اس سفید کار والے کا چہرہ میں نے دیکھ لیا تھا۔ اس کا تعلق ٹاپ فائیو سے ہے"...... عمران نے کہا اور اس کا جواب سن کر وہ دونوں چونک پڑے۔

"ٹاپ فائیو"...... ان دونوں کے منہ سے بیک وقت نکلا۔

"ہاں۔ میرے پاس ٹاپ فائیو کا ریکارڈ اور تصاویر موجود ہیں۔ تم پر حملہ کرنے والا ٹاپ فائیو کا ٹاپ تھری تھا اور اس کا نام فلیگ ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تو کیا وہ ہمیں پہچانتے ہیں"...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسا ہی لگ رہا ہے۔ تم بتاؤ۔ فلیگ کہاں سے تمہارے پیچھے لگا تھا"...... عمران نے پوچھا تو صدیقی نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

"گڈ۔ میں بھی جوزف اور جوانا کو لے کر فائن کلب جانے کا پروگرام بنا رہا تھا۔ ویل ڈن۔ تم بھی اچھے جا رہے ہو"...... عمران

نے کہا اور اس کے منہ سے تعریف سن کر صدیقی کا چہرہ نارمل ہو گیا جو ابھی تک مجرم ہاتھ سے نکل جانے کی وجہ سے بگڑا ہوا تھا۔

''کیا ہم بھی آپ کے ساتھ جوزف اور جوانا کی مدد کے لئے چلیں''...... صدیقی نے کہا۔

''نہیں۔ تم دونوں ان مجرموں کے پیچھے ہی لگے ہو۔ اگر وہ مل جائے تو ٹھیک ہے ورنہ میں تمہیں بلا لوں گا''...... عمران نے کہا۔

''اب کوشش ہی کی جا سکتی ہے۔ وہ اب تک نجانے کہاں سے کہاں نکل گیا ہو گا۔ ویسے بھی آپ بتا رہے ہیں کہ وہ میک اپ بدلنے میں ماہر ہیں۔ اب وہ کسی اور میک اپ میں ہو گا اور اس کا کیا پتہ چلے گا''...... صدیقی نے کہا۔

''وہ مجرم ہیں اور انہوں نے خاص قسم کا ہی میک اپ کر رکھا ہو گا۔ میں نے اس کا چہرہ دیکھا تھا۔ مجھے اس کے چہرے پر جو چمک دکھائی دی تھی اس سے مجھے اندزہ ہو رہا ہے کہ انہوں نے میک اپ کے لئے کون سے کیمیکلز کا استعمال کیا ہو گا۔ وہ ایسے کیمیکلز ہیں جنہیں کم از کم سپر سلون گلاسز سے نہیں دیکھا جا سکتا لیکن یہاں سے بھاگتے ہوئے اس نے ماسک میک اپ کا عارضی میک اپ ہی کیا ہو گا اس لئے تم اسے سپر سلون گلاسز سے چیک کر سکتے ہو۔ ہماری کاروں کے ساتھ ساتھ اس کی کار بھی تباہ ہو چکی ہے۔ یہاں ارد گرد کوئی ٹیکسی اور آٹو رکشہ آسانی سے نہیں ملے گا اس لئے تم دونوں نعمانی اور چوہان کو بلا لو اور پھر مل کر اسے تلاش کرو۔ وہ

ابھی زیادہ دور نہیں گیا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''انہیں تو ہم نے پہلے ہی بلا لیا تھا۔ ہم تو ان کے ساتھ چلے جائیں گے مگر آپ''...... خاور نے کہا۔

''مجھ غریب کو تو تم دونوں نے کار سے بے کار کر دیا ہے۔ اب میں ایک اور ایک ہی کروں گا۔ اس کے سوا اور میں کر بھی کیا سکتا ہوں''...... عمران نے کہا تو وہ دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

''یہ کار بے کار ہونا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن یہ ایک اور ایک کیا ہوتا ہے''...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ تمہیں اتنا بھی نہیں معلوم کہ ایک اور ایک کیا ہوتا ہے۔ بڑے جاہل ہو تم''...... عمران نے کہا تو خاور بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں جاہل ہی بھلا۔ آپ ہی اپنے علم اور فراست سے بتا دیں تا کہ میرے علم میں بھی اضافہ ہو جائے''...... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

''چلو بتا دیتا ہوں۔ تم بھی کیا یاد کرو گے کس عالم فاضل علی عمران ایم سی سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) سے پالا پڑا ہے''۔ عمران نے کہا تو وہ دونوں ہنس پڑے۔

''ایک اور ایک دو بھی ہوتا ہے اور گیارہ بھی۔ تم میری بات کا مفہوم دو میں سمجھ لو یا گیارہ میں بات تو ایک ہی ہے۔ دو سے مراد بھی میری ٹانگیں اور گیارہ کا بھی یہی مطلب بنتا ہے۔ میں انہیں

ایک ایک کر کے حرکت دوں گا تو یہ بے چاری کہیں نہ کہیں اور کبھی نہ کبھی مجھے پہنچا ہی دیں گی''...... عمران نے کہا تو وہ دونوں ایک بار پھر ہنس پڑے۔ پھر خاور نے دوبارہ چوہان اور نعمانی کو کال کی اور انہیں اس جگہ پہنچنے کے لئے کہا جہاں وہ دونوں موجود تھے۔ عمران کی کار بھی چونکہ تباہ ہو چکی تھی اس لئے اس نے کیپٹن شکیل کو بلا لیا۔ کیپٹن شکیل کہیں قریب ہی موجود تھا۔ وہ دس منٹ بعد عمران کے پاس پہنچ گیا۔ عمران اس کے ساتھ رانا ہاؤس کے لئے روانہ ہو گیا جبکہ صدیقی اور خاور، نعمانی اور چوہان کے انتظار میں وہیں کھڑے رہ گئے۔

''تم نے اب تک کیا جھک مارا ہے''...... عمران نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہوکر پوچھا تو کیپٹن شکیل اس کی بات سن کر ہنس پڑا۔

''جھک مارنے کو جھک مارنا ہی کہتے ہیں عمران صاحب۔ میں بھی سڑکوں پر ہی گھوم رہا تھا۔ اسے ہی آپ جھک مارنا سمجھ لیں یا سڑک گردی کرنا''...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ اچھا۔ یہ آوارہ گردی کی بہن ہے۔ چھوٹی سڑک ہو گی تو چھوٹی بہن اور بڑی سڑک ہو گی تو بڑی بہن''...... عمران نے سر ہلا کر کہا تو کیپٹن شکیل ہنس پڑا۔

''ارے۔ اس میں ہنسنے والی کون سی بات ہے۔ میں نے کچھ غلط کہا ہے کیا''...... عمران نے منہ بنا کر کہا تو کیپٹن شکیل ہنس پڑا۔

''عمران صاحب۔ رانا ہاؤس میں جوزف اور جوانا مصیبت میں

ہیں اور یہاں آپ کو ہنسی مذاق سوجھ رہا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''سوج رہا ہے۔ ارے باپ رے۔ کیا سوج رہا ہے۔ میرا سر یا گال''...... عمران نے بوکھلا کر اپنے سر پر اور گالوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

''میں نے سوج رہا ہے نہیں سوجھ رہا ہے کہا ہے''...... کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اوہ اچھا۔ میں نے سوچا کہ سڑک پر چلنے والی گولیاں میرے سر منہ سے نہ چھو کر گزر گئی ہوں جس سے میرا سر یا منہ تمہیں سوجا ہوا معلوم ہو رہا ہے''...... عمران نے اطمینان بھرا سانس لیتے ہوئے کہا۔ کیپٹن شکیل نے عمران کی بات کا جواب نہیں دیا۔ وہ جانتا تھا کہ کسی بھی مصیبت یا پریشانی سے عمران گھبرانے والا نہیں ہے اور نہ ہی وہ کوئی پریشانی یا الجھن اپنے چہرے پر نمایاں ہونے دیتا تھا۔ ایسے حالات میں وہ اس طرح الٹی سیدھی باتیں کر کے خود کو نارمل رکھتا تھا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد وہ رانا ہاؤس کے گیٹ کے سامنے تھے۔ گیٹ کے سامنے ایک نیو ماڈل کی کار کھڑی دیکھ کر عمران چونک پڑا۔

''اوہ۔ تو میرا شک ٹھیک ہی تھا۔ جوزف اور جوانا واقعی کسی پریشانی میں مبتلا ہیں۔ رانا ہاؤس میں وہ اکیلے نہیں ہیں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کون ہو سکتا ہے ان کے ساتھ''...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔ گیٹ کے سامنے کھڑی کار دیکھ کر وہ بھی سمجھ گیا تھا کہ اس کار میں آنے والا رانا ہاؤس میں ہی آیا تھا اور یہاں کار کا موجود ہونا اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ جو کوئی بھی تھا ابھی رانا ہاؤس میں ہی موجود تھا۔

''یہ تو اندر جا کر ہی دیکھنا پڑے گا۔ کار موڑو۔ ہم اندر مین گیٹ سے نہیں پیچھے خفیہ راستے سے جائیں گے''...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا کر کار آگے بڑھا دی۔ ابھی اس نے کار آگے بڑھائی ہی تھی کہ اس نے یکلخت بریک پیڈل دبا دیا اور کار فوراً رک گئی۔ ان کی کار کے سامنے اچانک ایک لمبے قد والی سیاہ لباس میں ملبوس ایک سیاہ فام لڑکی آ گئی۔ اس سیاہ فام لڑکی کے ہاتھوں میں مشین پسٹل تھا جس کا رخ اس نے ان کی کار کی طرف کر رکھا تھا۔ سیاہ فام لڑکی اور اس کے پاس مشین پسٹل دیکھ کر کیپٹن شکیل کی آنکھوں میں حیرت لہرانے لگی جبکہ عمران کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

دھما کہ اس قدر شدید اور خوفناک تھا کہ اس سے کار ایک لمحے میں پھٹ کر پرزہ پرزہ ہو گئی تھی۔ تنویر اور صفدر نے پلٹ میزائل کو دیکھ کر چونکہ فوراً مخالف سمتوں میں چھلانگیں لگا دی تھیں اس لئے وہ کار کے ساتھ ٹکڑے ٹکڑے تو نہیں ہوئے تھے لیکن دھماکے کے خوفناک پریشر نے انہیں ہوا میں اس بری طرح سے اچھال دیا تھا کہ ان دونوں کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے چھلانگیں لگاتے ہی کسی طاقتور دیو نے انہیں زور دار ہاتھ مار کر ہوا میں اور زیادہ بلند کر دیا ہو اور وہ ہوا میں اڑتے ہوئے دور جا گرے تھے۔ سڑک کے دونوں کناروں کی طرف کچی زمین تھی۔ وہ گرے تو کچی زمین پر تھے مگر اس قدر زور دار انداز میں گرنے سے ان کی ہڈیاں بری طرح چیخ گئی تھیں۔

صفدر کو یوں لگ رہا تھا کہ اس کے جسم کی ہڈیاں بری طرح

سے ٹوٹ پھوٹ گئی ہوں اور اب وہ کبھی نہیں اٹھ سکے گا۔ ایک لمحے کے لئے اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا۔ اس نے بے اختیار انداز میں زور زور سے سر جھٹکنا شروع کر دیا۔ یہ اس کے سر جھٹکنے کا ہی نتیجہ تھا کہ اس کے ذہن پر طاری ہوتا ہوا اندھیرا فوراً دور ہو گیا تھا اور اسے دھندلا دھندلا سا دکھائی دینا شروع ہو گیا۔ اس قدر بری طرح سے گرنے کے باوجود اس کا مشین پسٹل اس کے ہاتھ میں ہی تھا۔ اس نے سر گھمایا تو اسے دور ایک ہیولہ سا بھاگ کر اس طرف آتا ہوا دکھائی دیا۔ ہیولے کے جسم کا ایک حصہ چمک رہا تھا۔ زور سے گرنے کی وجہ سے صفدر کی جیسے قوت بصارت کے ساتھ قوت سماعت بھی ختم ہو گئی تھی۔ اس نے ایک ہاتھ کی انگلیوں سے زور زور سے اپنی آنکھیں ملنا شروع کر دیں۔ پھر اس نے زور سے سر جھٹکا تو اچانک اسے وقفے وقفے سے تڑتڑاہٹ کی مخصوص آوازیں سنائی دیں۔ تڑتڑاہٹ کی آوازیں کان میں پڑتے ہی جیسے صفدر کے جسم میں یکلخت پارہ سا دوڑتا چلا گیا۔ اس نے ایک بار پھر سر جھٹکا تو اسے مشین گن چلنے کی واضح آوازیں سنائی دینے لگیں۔ اس کی آنکھوں کے سامنے چھائی ہوئی دھند بھی چھٹ گئی تھی۔ اس نے تیزی سے سر گھمایا جس طرف اسے ہیولہ سا آتا دکھائی دے رہا تھا۔ دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے سمٹتا چلا گیا۔ اس نے ہیولے کو پہچان لیا تھا۔ یہ وہی سفید کار والا ہی تھا جس نے ان کی کار پر میزائل فائر کیا تھا اور صفدر نے

دھندلے میں اس کے جسم کے پاس جو چمک دیکھی تھی وہ اس کے ہاتھ میں موجود مشین گن سے نکلتے ہوئے شعلے تھے اور صفدر کو تواتر کے ساتھ اپنے اوپر سے گولیاں گزرتی ہوئی معلوم ہونے لگیں۔

سفید کار والا چونکہ دور تھا اور وہ بھاگ کر اس کی طرف آ رہا تھا اس لئے شاید وہ صحیح طور پر اس پر فائرنگ نہیں کر پا رہا تھا یا پھر صفدر قدرے نشیب میں ہونے کی وجہ سے اب تک اس کی گولیوں سے محفوظ تھا۔ صفدر نے جسم سمیٹتے ہی مشین پسٹل والا ہاتھ قدرے اونچا کیا اور اس نے ٹریگر دبا کر سفید کار والے پر مسلسل فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ سفید کار والا چونکہ اندھا دھند اس طرف بھاگا آ رہا تھا اس لئے صفدر کی فائرنگ سے وہ بوکھلا گیا۔ اس نے فوراً ایک طرف چھلانگ لگا دی۔ وہ سڑک کے جس کنارے کی طرف کودا تھا اس طرف گھنی جھاڑیاں تھیں۔ صفدر نے اسے دور سے جھاڑیوں میں گھستے دیکھا تو اس نے اپنا اوپر والا جسم ایک جھٹکے سے اوپر اٹھا لیا۔ اس طرح ایک جھٹکے سے اٹھنے کی وجہ سے اس کی ہڈیاں ایک بار پھر کڑکڑا اٹھی تھیں اور صفدر کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے درد کی شدید لہر اس کے جسم سے نکلتی ہوئی اس کے دماغ میں چڑھ گئی ہو۔ اس کی آنکھوں کے سامنے ایک بار پھر اندھیرے کی چادر سی پھیل گئی۔

آنکھوں میں اندھیرا چھاتے ہی صفدر نے یکلخت آنکھیں بند کر لیں مگر اس کی انگلی مشین پسٹل کے ٹریگر پر مسلسل دبتی چلی جا رہی

تھی۔ اس نے آنکھیں بند ہونے کے باوجود ٹھیک اس جگہ فائرنگ کی تھی جہاں سفید کار والے نے چھلانگ لگائی تھی لیکن اس طرف سے صفدر کو کوئی چیخ سنائی نہ دی۔ شاید کار والا جھاڑیوں میں آگے رینگ گیا تھا۔ صفدر مسلسل فائرنگ کرتا رہا یہاں تک کہ اس کے مشن پسٹل سے ٹرچ ٹرچ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ اس کے مشین پسٹل کا میگزین خالی ہو گیا تھا۔ صفدر نے آنکھیں کھولیں مگر اس کی آنکھوں کے سامنے بدستور اندھیرا تھا۔ اس نے پھر زور زور سے سر جھٹکا لیکن اس کی آنکھوں کے سامنے سے اندھیرا دور نہ ہوا۔ اسی لمحے اسے اپنے جسم سے جان سی نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس نے خود کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکا اور اس بار دائیں رخ گر گیا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا سارا جسم یکلخت حرکت کرنے سے معذور ہو گیا ہو۔ اب وہ نہ ہل سکتا تھا، نہ دیکھ سکتا تھا اور نہ ہی بول سکتا تھا مگر اس کا ذہن جاگ رہا تھا اور اسے اپنے کانوں میں سیٹیاں سی بجتی سنائی دے رہی تھیں۔ ان سیٹیوں کی آوازوں میں اسے ایک بار پھر کسی کے بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔

بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سن کر صفدر کو یقین ہو گیا کہ حملہ آور اس کی فائرنگ سے بچ گیا ہے اور پھر اس کی طرف سے فائرنگ رکتے ہی وہ جھاڑیوں سے نکل کر ایک بار پھر بھاگتا ہوا اس طرف آ رہا ہے۔ اس نے اپنے جسم کو حرکت دینے کی کوشش کی

لیکن بے سود۔ اسے اپنے جسم میں کسی حرکت کا احساس ہی نہیں ہوا تھا۔ تیز سیٹیوں کی آواز میں اسے بھاگتے قدموں کی آوازیں بے حد قریب سے سنائی دے رہی تھیں۔ پھر صفدر کو یوں لگتا جیسے کوئی اس کا نام لے کر اسے پکار رہا ہو لیکن کانوں میں بجنے والی تیز سیٹیوں میں وہ آواز اسے واضح طور پر سنائی نہیں دے رہی تھی۔ اس کے کانوں میں بجنے والی سیٹیوں کی آوازیں بھی معدوم ہوتی جا رہی تھیں۔

صفدر کے دماغ میں بس ایک ہی بات تھی کہ دشمن اس کے قریب ہے اور وہ اس کے پہلے سے ہی بے جان جسم میں کسی بھی لمحے گولیاں اتار سکتا ہے۔ پھر یکلخت اسے اپنے جسم میں جھٹکے سے محسوس ہوئے تو صفدر کو یقین ہو گیا کہ اس کے جسم میں بے شمار گولیاں اترتی جا رہی ہوں۔ بے جان سے جسم میں اسے گولیاں لگنے کی تکلیف محسوس نہیں ہو رہی تھی مگر زوردار جھٹکوں کے ساتھ ہی اس کا دماغ بھی تاریکی میں ڈوبتا جا رہا تھا جس سے صفدر کو یہی احساس ہو رہا تھا کہ اس کا آخری وقت آن پہنچا ہے۔ اس نے زبردستی اپنے دماغ پر زور دیتے ہوئے کلمہ پڑھنے کی کوشش کی مگر کلمے کے آخری الفاظ ابھی اس کے دماغ میں ہی تھے کہ اس کا ذہن بھی تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

سرد ترین اور بادلوں میں گھری تاریک راتوں کے گھپ اندھیرے میں جیسے جگنو سا چمکتا ہے بالکل ایسا ہی جگنو صفدر کے تاریک دماغ

کے پردے پر چمکا تو صفدر کو ایک جھٹکا سا لگا اور اس کے ذہن کے
پردے پر وہ چمکتا ہوا جگنو تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔ صفدر کے دماغ
میں جیسے ہی روشنی پھیلی اس کی منجمد رگوں میں خون کی گردش شروع
ہوگئی اور ایک ایک کر کے اس کی تمام حسیں بیدار ہوتی چلی گئیں۔
"صفدر۔ صفدر۔ ہوش میں آؤ صفدر"...... اچانک اسے تنویر کی
تیز آواز سنائی دی تو صفدر نے یکلخت آنکھیں کھول دیں اور پھر
اپنے قریب تنویر کو دیکھ کر وہ چونک پڑا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ
گیا۔ اس بار اس کے جسم میں درد کی معمولی سی لہر بھی پیدا نہیں
ہوئی تھی اور وہ یوں اٹھ کر بیٹھ گیا تھا جیسے وہ گہری نیند کے بعد
ہشاش بشاش ہو کر جاگا ہو۔ اسے ہوش میں آتے اور اٹھ کر بیٹھتے
دیکھ کر تنویر کا چہرہ فرط مسرت سے چمک اٹھا۔
"تم۔ وہ حملہ آور کہاں ہے"...... صفدر نے ادھر ادھر دیکھتے
ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ سڑک کے اس کنارے پر
موجود تھے۔ ایک طرف سڑک پر ان کی کار کے بکھرے ہوئے
ٹکڑے پڑے ہوئے تھے جن کے بعض حصوں کو ابھی تک آگ لگی
ہوئی تھی اور دھواں اٹھ رہا تھا۔
"وہ زخمی ہو کر فرار ہو گیا ہے۔ تمہاری فائرنگ کی زد میں آ کر
کوئی گولی اس کے جسم کے کسی حصے میں لگ گئی تھی۔ جھاڑیوں کے
پاس اس کا خون موجود ہے۔ وہ جھاڑیوں میں رینگتا ہوا دوسری
طرف گیا تھا اور پھر کار میں سوار ہو کر یہاں سے نکل گیا"...... تنویر

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اوہ۔ لیکن میں ٹھیک کیسے ہو گیا۔ مجھے تو ایسا لگ رہا تھا جیسے
میری ایک ایک ہڈی ٹوٹ گئی ہو۔ اور تم۔ تم کیسے بچ گئے"۔ صفدر
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"دھماکے کے شاک ویوز نے مجھے اچھال کر سڑک کی دوسری
طرف پھینک دیا تھا۔ اس طرف ریتلی زمین تھی۔ میں ریت کے
ایک ڈھیر پر گرا تھا۔ ایک لمحے کے لئے تو میرے ہوش و حواس بھی
جیسے معطل ہو گئے تھے لیکن میں بے ہوش نہیں ہوا تھا۔ ریت کے
ڈھیر پر گرنے سے مجھے چوٹ بھی نہیں آئی تھی۔ بس زور دار
دھماکے سے جیسے میرا دماغ ہل کر رہ گیا تھا اور میرے کان جیسے بند
ہو گئے تھے مگر فوراً ہی میں نے خود کو سنبھال لیا۔ میں تیزی سے اٹھا
اور ریت کے ڈھیر کے پیچھے سے نکل کر بھاگتا ہوا سڑک پر آیا تو
میں نے تمہیں مشین پسٹل اٹھائے اس طرف جھاڑیوں میں فائرنگ
کرتے ہوئے دیکھا۔ میرا مشین پسٹل نجانے کہاں گرا تھا۔ تم جب
جھاڑیوں کی طرف مسلسل فائرنگ کر رہے تھے تو میں نے اس
طرف سے ایک چیخ کی آواز سنی تھی۔ میں سمجھ گیا کہ حملہ آور تمہاری
گولیوں سے ہٹ ہو گیا ہے۔ پھر تمہارے مشین پسٹل کا میگزین
خالی ہو گیا اور میں نے تمہیں الٹ کر گرتے دیکھا تو میں بھاگتا ہوا
تمہاری طرف آ گیا۔ میں نے تمہیں بہت آوازیں دیں مگر تم جیسے
میری کوئی آواز سن ہی نہیں رہے تھے۔ میں نے تمہیں پکڑ کر بری

طرح سے جھنجھوڑا بھی تھا مگر تمہاری آنکھیں بند تھیں اور پھر جب میں نے تمہاری نبض چیک کی تو مجھے معلوم ہو گیا کہ تم بے ہوش ہو چکے ہو۔ میں نے فوری طور پر تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی چیک کرنا شروع کر دی۔ تم جس بری طرح سے یہاں گرے تھے مجھے ڈر تھا کہ تمہاری کوئی ہڈی فریکچر نہ ہو گئی ہو۔ پھر یہی ہوا۔ مجھے تمہاری کمر کے دو مہرے اپنی جگہوں سے کھسکے ہوئے معلوم ہوئے۔ میں سمجھ گیا کہ ان مہروں کے اپنی جگہ سے کھسکنے کی وجہ سے تمہاری یہ حالت ہوئی ہے۔ میں نے تمہارے جسم کو موڑا اور تمہارے جسم کو مخصوص انداز میں جھٹکے دے کر فوراً ہی تمہارے کھسکے ہوئے مہروں کو برابر کر دیا۔ ابھی میں نے تمہارے کھسکے ہوئے مہرے برابر کئے ہی تھے کہ اچانک دور سے مجھے کار کے سٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی۔ میں نے چونک کر دیکھا تو حملہ آور کی کار وہاں سے جا رہی تھی۔ جھاڑیوں میں سے میں نے حملہ آور کی چیخ سنی تو میں سمجھ گیا کہ وہ ہٹ ہو گیا ہے لیکن ایسا نہیں ہوا تھا۔ وہ صرف زخمی ہوا تھا اور وہ رینگتا ہوا وہاں سے اپنی کار میں چلا گیا تھا۔ میں بھاگ کر جھاڑیوں میں گیا تو وہاں خون کی لمبی لکیریں تھیں جو جھاڑیوں سے نکل کر اسی طرف سڑک پر جا رہی تھیں جہاں حملہ آور کی کار موجود تھی۔ مجھے تمہاری فکر تھی اس لئے میں واپس آ گیا اور اب میں نے آ کر تمہیں مخصوص انداز میں ہوش دلانے کی کوشش کی اور تمہارا سانس روک دیا جس سے تم ہوش میں آ گئے“...... تنویر نے تفصیل

بتاتے ہوئے کہا تو صفدر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس کا جسم مہرے کھسکنے کی وجہ سے مفلوج ہوا تھا اور آخری لحات میں اس نے جس کو بھاگ کر اپنی طرف آتا محسوس کیا تھا اور اسے لگا تھا کہ اس کے جسم میں گولیاں لگنے سے جھٹکے لگے تھے وہ تنویر تھا اور وہ اسے زور زور سے جھنجھوڑ رہا تھا۔

”وہ نکل گیا ہے۔ بہرحال یہ بہت برا ہوا“...... صفدر نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ تنویر نے چونکہ اس کے کھسکے ہوئے دونوں مہروں کو ایڈجسٹ کر دیا تھا اس لئے اسے کسی تکلیف کا احساس نہیں ہو رہا تھا۔ سڑک کے کناروں پر گرنے سے البتہ ان دونوں کے جسموں پر معمولی خراشیں ضرور آئی تھیں۔

”ہاں۔ مگر اس سے زیادہ تم میرے لئے اہم تھے۔ بے ہوشی کے وقت میں نے تمہارے چہرے پر جو تکلیف اور کرب دیکھا تھا اس نے میرے ہوش اڑا دیئے تھے اور میں اس وقت حملہ آور کو بھول گیا تھا“...... تنویر نے کہا۔

”اس کی کار کا نمبر نوٹ کیا تھا“...... صفدر نے پوچھا۔

”ہاں۔ میں نے اس کی کار کا نمبر دیکھ لیا تھا۔ ہو سکتا ہے اس کار کا نمبر جعلی ہو لیکن میں نے کار کے بمپر پر ایک سیاہ رنگ کے ناگ کا اسٹیکر لگا ہوا دیکھا تھا۔ اس ناگ کی آنکھیں انتہائی سرخ تھیں اور اس کے نیچے فائن کلب لکھا ہوا تھا“...... تنویر نے کہا۔

”فائن کلب۔ اس کا مطلب ہے کہ حملہ آور کا تعلق فائن کلب

سے تھا''...... صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ایسا ہی لگتا ہے''...... تنویر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''تو پھر ہمیں فوراً فائن کلب کا رخ کرنا چاہئے۔ حملہ آور زخمی ہے۔ اسے پہچاننے میں ہمیں مشکل نہیں ہو گی اور اگر اس کا تعلق ٹاپ فائیو سے ہوا تو ہمارے لئے اور اچھا ہو گا۔ آخر ہم انہی کی تلاش میں تو ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''اوکے۔ لیکن ہم جائیں گے کیسے۔ ہماری کار تو تباہ ہو چکی ہے''۔ تنویر نے جواب دیا۔

''یہ سڑک مضافات کی طرف جاتی ہے اور نئی سڑک بننے کی وجہ سے کافی عرصے سے یہ ٹریفک کے لئے بند پڑی ہے۔ ہمیں اس کے لئے دوسری طرف جانا ہو گا۔ وہیں سے ہی ہمیں واپس شہر جانے کے لئے کوئی لفٹ مل سکتی ہے ورنہ ہم پیدل جانے سے تو رہے''...... صفدر نے کہا۔

''کسی کو اپنی مدد کے لئے بلا لیتے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''کسے بلاؤ گے۔ اس وقت ٹاپ فائیو کی تلاش میں سب ہی مصروف ہوں گے اور وہ نجانے کہاں ہوں گے''...... صفدر نے کہا۔

''کوشش کرنے میں کیا حرج ہے''...... تنویر نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تنویر نے جیب سے اپنا سیل فون نکالا اور جولیا کو کال کرنے لگا۔

ٹائیگر، عمران کی بتائی ہوئی جگہ پر کافی دیر سے عمران کا انتظار کر رہا تھا۔ وقت تیزی سے گزرتا جا رہا تھا لیکن عمران وہاں نہیں پہنچا تھا۔

''کہاں رہ گئے ہیں باس۔ انہیں اب تک تو آ جانا چاہئے تھا''۔ ٹائیگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ لنک روڈ پر موجود ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس ریسٹورنٹ کی دوسری سڑک شالیمار روڈ تھی جہاں سے سوئس پلازہ کے ساتھ والی سڑک کی طرف موجود فائن کلب میں جانا تھا۔

ٹائیگر کو اس ریسٹورنٹ میں عمران کا انتظار کرتے ہوئے دو گھنٹوں سے زیادہ وقت ہو چکا تھا۔ نہ عمران آیا تھا اور نہ ہی عمران نے اسے دوبارہ کال کی تھی۔ ٹائیگر نے مزید دس منٹ انتظار کیا اور پھر اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور عمران کو کال کرنے لگا۔ نمبر

ملاتے ہی اسے دوسری طرف سے کمپیوٹرائزڈ آواز سنائی دی۔ عمران کا فون آف تھا۔ ٹائیگر نے ایک بار پھر ٹرائی کی اور پھر اس نے سیل فون جیب میں رکھ لیا۔ عمران کا سیل فون بند ہونے سے اس کے چہرے پر قدرے الجھن کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ ابھی وہ عمران کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک ریسٹورنٹ کے داخلی دروازے سے اندر آتے ایک آدمی کو دیکھ کر وہ چونک پڑا۔

وہ ایک نوجوان آدمی تھا۔ خاصا لحیم شحیم اور مضبوط جسم کا مالک تھا۔ اس کے چہرے پر پرانے زخموں کے جابجا نشانات تھے اور وہ شکل وصحت سے ہی چھٹا ہوا بدمعاش دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے جینز اور سیاہ رنگ کی چست شرٹ پہن رکھی تھی جس میں اس کا لڑائی بھڑائی والا مضبوط جسم صاف دکھائی دے رہا تھا۔ نوجوان کی جینز کی جیب پھولی ہوئی تھی جس سے ظاہر تھا کہ وہ مسلح بھی ہے۔ وہ اکیلا نہیں تھا۔ اس کے ساتھ ایک نوجوان لڑکی بھی تھی۔ لڑکی نے شوخ لباس پہن رکھا تھا اور وہ جس طرح آنے والے بدمعاش کے ساتھ چل رہی تھی وہ اس کی گرل فرینڈ معلوم ہوتی تھی۔

''جاسم دادا۔ یہ یہاں کیا کر رہا ہے۔ یہ تو سیٹھ سکندر کا دایاں بازو سمجھا جاتا ہے''...... ٹائیگر نے اس نوجوان کو دیکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے سیٹھ سکندر کے بارے میں جو معلومات حاصل کی تھیں ان میں جاسم دادا کا نام بھی شامل تھا۔ جاسم دادا بے حد سفاک اور ہتھ چھٹ قسم کا بدمعاش تھا۔ اس کے بارے میں سنا گیا

تھا کہ وہ سیٹھ سکندر کا بہت نزدیکی ساتھی ہے۔ ٹائیگر نے جاسم دادا کو پہلے دیکھا تو نہیں تھا لیکن اس کا جو حلیہ ٹائیگر کو بتایا گیا تھا وہ حلیہ اس نوجوان پر فٹ بیٹھتا تھا اس لئے ٹائیگر کے ذہن میں فوراً اس کا نام آ گیا تھا۔ جاسم دادا اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ ایک سائیڈ والی ٹیبل پر جا بیٹھا تھا اور اس نے اشارے سے ایک ویٹر کو اپنی طرف بلا لیا تھا۔ وہ غالباً اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ وہاں کچھ کھانے پینے کے لئے آیا تھا۔

''اب تو مجھے باس سے لازماً بات کرنی ہوگی۔ جاسم دادا یہاں ہے۔ اگر یہ ہمارے ہاتھ لگ جائے تو ہم اس کے ذریعے آسانی سے سیٹھ سکندر تک پہنچ سکتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔ وہ اٹھا اور پھر جاسم دادا پر گہری نظریں ڈالتا ہوا ریسٹورنٹ کے سامنے بنی ہوئی راہداری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ راہداری میں آ کر وہ دائیں طرف گھوم گیا۔ اس طرف واش روم تھے۔ واش روم میں ایک دو افراد موجود تھے۔ ٹائیگر فوراً ایک خالی واش روم میں گھس گیا اور اس نے دروازہ لاک کر کے نل کھول دیا جس سے پانی گرنے کی تیز آواز ابھرنے لگی۔ ٹائیگر نے فوراً جیب سے بی سکس ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے آن کر کے عمران کو مسلسل کال کرنے لگا لیکن دوسری طرف عمران اس کی کال رسیو نہیں کر رہا تھا۔

''اوہ۔ باس کال اٹنڈ کریں۔ مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے''...... ٹائیگر نے پریشانی کے عالم میں کہا اور ایک بار پھر

عمران کو کال کرنے لگا لیکن جواب ندارد۔ عمران کے پاس یا تو ٹرانسمیٹر نہیں تھا یا پھر اس نے ٹرانسمیٹر بھی سیل فون کی طرح آف کر رکھا تھا۔

"اوہ۔ باس پلیز۔ پلیز"...... ٹائیگر نے کہا اور اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور اس پر عمران کو کال کرنے لگا لیکن دوسری طرف بدستور سوئچڈ آف تھا۔

"لگتا ہے باس کسی اور طرف مصروف ہیں اور وہ ایسی پوزیشن میں نہیں ہیں کہ میری کال رسیو کریں۔ اب مجھے ہی کچھ کرنا پڑے گا"...... ٹائیگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے آخری مرتبہ پھر عمران کو ٹرانسمیٹر پر کال کرنے کی کوشش کی لیکن اسے دوسری طرف سے کوئی رسپانس نہ ملا۔ تب ٹائیگر نے سیل فون اور ٹرانسمیٹر جیب میں رکھے اور پھر وہ نل بند کر کے واش روم سے باہر نکل آیا۔ تیز تیز چلتا ہوا وہ ہال میں آیا تو جاسم دادا اور اس کی گرل فرینڈ کو وہاں دیکھ کر اس کے چہرے پر سکون آ گیا۔ وہ واپس اپنی میز پر آ کر بیٹھ گیا۔

جاسم دادا نے اپنی میز پر طرح طرح کے لوازمات منگوا رکھے تھے اور وہ اپنی گرل فرینڈ کی باتوں پر بار بار قہقہے لگا رہا تھا۔ ٹائیگر نے اپنے لئے کافی منگوائی اور وہ کافی کے چھوٹے چھوٹے سپ لینے لگا۔ وہ ان دونوں کے کھانا ختم کرنے کا انتظار کر رہا تھا۔ پھر اچانک جاسم دادا کی جیب میں موجود سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ان

کے کھنکتے ہوئے قہقہے رک گئے۔ جاسم دادا نے جیب سے سیل فون نکالا اور سکرین پر آنے والی کال دیکھنے لگا اور پھر ٹائیگر نے اسے چونکتے ہوئے دیکھا۔ جاسم دادا نے اپنی گرل فرینڈ سے معذرت کی اور فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ رکے بغیر تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ شاید کوئی اہم کال تھی جسے وہ اکیلے میں سننا چاہتا تھا۔ یہ دیکھ کر ٹائیگر نے جیب سے ایک بڑی مالیت کا نوٹ نکال کر کافی کے مگ کے نیچے رکھا اور اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ بیرونی دروازے سے نکل کر اس نے جاسم دادا کو دائیں طرف ایک لان میں جاتے دیکھا۔ سیل فون اس کے کان سے لگا ہوا تھا اور وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے فون سن رہا تھا۔ ٹائیگر اس کی طرف بڑھ گیا اور تیز تیز چلتا ہوا اس کے قریب سے گزرتا چلا گیا۔

"یس باس۔ میں بس ابھی آدھے گھنٹے تک آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا۔ آپ بے فکر رہیں"...... قریب سے گزرتے ہوئے ٹائیگر نے اس کی آواز سنی۔ اس کا انداز مؤدبانہ تھا جس کا مطلب تھا کہ اسے آنے والی کال سیٹھ سکندر کی ہی تھی۔ ٹائیگر رکے بغیر دوسری طرف بڑھتا جا رہا تھا۔ اس طرف پارکنگ بنی ہوئی تھی۔ پارکنگ میں آ کر اس نے اپنی کار نکالی اور اسے ریسٹورنٹ کے سامنے والی سڑک کے کنارے پر لے آیا۔

وہ چونکہ جاسم دادا کی کار نہیں پہچانتا تھا اس لئے اس نے کار

سڑک کی دوسری طرف ایسی جگہ پر روکی تھی جہاں سے وہ جاسم دادا کی کار کو پارکنگ سے باہر آتے صاف دیکھ سکتا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں اس نے جاسم دادا کو ریسٹورنٹ میں سے اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ باہر آتے ہوئے دیکھا۔ وہ بہت جلدی میں معلوم ہو رہے تھے۔ وہ دونوں تیزی سے پارکنگ کی طرف جا رہے تھے۔ پھر کچھ دیر بعد ٹائیگر نے سیاہ رنگ کی ایک کار باہر آتے دیکھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر جاسم دادا تھا اور اس کے ساتھ والی سیٹ پر اس کی گرل فرینڈ بیٹھی ہوئی تھی۔ جاسم دادا نے کار پارکنگ سے نکال کر سڑک کی طرف موڑی اور تیزی سے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ ٹائیگر نے اس کی کار پارکنگ سے باہر آنے سے پہلے ہی اپنی کار اسٹارٹ کر لی تھی۔ اس نے فوراً کار موڑی اور جاسم دادا کی کار کے پیچھے لگا دی۔

جاسم دادا نہایت تیز رفتاری سے ڈرائیو کر رہا تھا۔ مین سڑک پر آ کر اس نے کار سڑک کے ایک کنارے پر روک دی۔ کار رکتے ہی دوسری سیٹ پر بیٹھی ہوئی لڑکی کار سے باہر آ گئی اور اس نے جیسے ہی کار کا دروازہ بند کیا جاسم دادا نے کار آگے بڑھا دی۔ جاسم دادا شاید کسی ضروری جگہ جا رہا تھا اور وہ لڑکی کو اپنے ساتھ نہیں لے جانا چاہتا تھا اس لئے اس نے لڑکی کو سڑک پر ہی اتار دیا تھا۔ اس نے جس جگہ لڑکی کو ڈراپ کیا تھا وہاں قریب ہی ایک ٹیکسی موجود تھی۔ ٹائیگر نے احتیاطاً اس ٹیکسی کے نمبر نوٹ کر لئے اور کار

جاسم دادا کی کار کے پیچھے لگا دی۔ اس نے بیک مرر میں لڑکی کو اس ٹیکسی کی طرف بڑھتے دیکھا جس کے اس نے نمبر نوٹ کئے تھے اور پھر وہ لڑکی اس ٹیکسی میں بیٹھ گئی۔

جاسم دادا نے لڑکی کو کار سے اتار کر کار کو اور تیزی سے دوڑانا شروع کر دیا تھا۔ وہ مین سڑک سے دوسری طرف مڑ گیا تھا۔ کار موڑ کر وہ شالیمار روڈ کی طرف مڑ گیا تھا جس سے ٹائیگر کو اندازہ ہو گیا کہ جاسم دادا فائن کلب کی طرف ہی جا رہا تھا۔ سیٹھ سکندر نے اسے کوئی ایمرجنسی کال ہی کی تھی جو جاسم دادا اس تیزی سے فائن کلب کی طرف گیا تھا۔ مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ سیٹھ سکندر فائن کلب میں ہی موجود ہے۔

ٹائیگر کے لئے موقع اچھا تھا۔ اس کا ڈیل ڈول تقریباً جاسم دادا جیسا ہی تھا۔ ٹائیگر اسے راستے میں ہی کہیں گھیر لینا چاہتا تھا۔ اس کا ذہن تیزی سے کام کر رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر وہ جاسم دادا کو کسی طرح سڑک پر گھیر لے اور اسے کہیں لے جائے اور پھر وہ اس کی جگہ خود جاسم دادا کا روپ دھار لے تو اس کا سیٹھ سکندر تک پہنچنا آسان ہو سکتا ہے لیکن مسئلہ یہ تھا کہ جاسم دادا نہایت تیزی سے کار بھگا رہا تھا اور وہ شالیمار روڈ کی طرف مڑ گیا تھا جہاں خاصا ٹریفک کا رش تھا اور وہ اس سڑک پر کم از کم جاسم دادا کو کہیں روک نہیں سکتا تھا۔

جاسم دادا کی کار اس کی کار سے محض بیس تیس گز کے فاصلے پر

تھی۔ تھوڑا آگے جا کر کار ٹریفک سگنل پر رک گئی۔ ٹائیگر نے دائیں بائیں دیکھا اور پھر کچھ سوچ کر اس نے کار تیزی سے سڑک کے کنارے پر لگا کر روک لی اور پھر کار کا انجن بند کر کے فوراً کار سے نکل آیا۔ کار سے نکلتے ہوئے اس نے کار کے ڈیش بورڈ سے کوئی چیز نکال کر ہاتھ میں پکڑ لی تھی اور پھر وہ تیز تیز چلتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ جاسم دادا کی کار سگنل پر رکی ہوئی تھی۔ اس سے پہلے کہ سگنل گرین ہوتا ٹائیگر اس کی کار کے پاس پہنچ گیا۔ پھر وہ گھوم کر کار کی دوسری طرف آیا اور اس نے فوراً کار کا دروازہ کھولا اور ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں جاسم دادا کی سائیڈ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جاسم دادا نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پھر اس کا چہرہ حیرت اور غصے سے بدلتا چلا گیا۔

''کیا مطلب۔ کون ہو تم اور اس طرح میری کار میں کیوں آئے ہو''...... جاسم دادا نے غراتے ہوئے کہا۔

''خاموشی سے بیٹھے رہو جاسم دادا ورنہ میں تو مروں گا ہی ساتھ میں تم بھی نہیں بچ سکو گے۔ یہ دیکھو۔ یہ میرے ہاتھ میں کیا ہے''...... ٹائیگر نے جواب میں غراتے ہوئے کہا اور اپنی کار کے ڈیش بورڈ سے نکالی ہوئی چیز اس کے سامنے کر دی۔ وہ ایک شیل نما بم تھا جس کے ایک بٹن کو ٹائیگر نے انگوٹھے سے پریس کر رکھا تھا۔

''کیا مطلب۔ کیا ہے یہ اور یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو''۔ جا

دادا نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

''میں بکواس نہیں کر رہا۔ یہ شیل بم ہے اور اس کا بٹن پریس کرنے میں دیر نہیں لگے گی۔ بٹن پریس ہوتے ہی ایک زور دار دھماکہ ہو گا اور میرے ساتھ ساتھ تمہارے اور تمہاری کار کے بھی پرخچے اڑ جائیں گے''...... ٹائیگر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور اس کا جواب سن کر جاسم دادا کا رنگ اڑ گیا۔

''اوہ۔ مگر تم مجھ سے کیا چاہتے ہو''...... جاسم دادا نے پریشانی سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور اسی لمحے سگنل گرین ہو گیا۔

''کار آگے بڑھاؤ۔ پھر بتاتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔ جاسم دادا کے چہرے پر تشویش کے سائے لہرا رہے تھے۔ اس کی کار کے پیچھے موجود دوسری گاڑیوں نے ہارن بجانا شروع کر دیئے تھے اس لئے جاسم دادا نے بے اختیار کار آگے بڑھا دی۔

''سیدھے چلو''...... ٹائیگر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ اگلی سڑک سوئس پلازہ کی طرف مڑ رہی تھی۔ جاسم دادا نے چونکہ اس طرف جانا تھا اس لئے ٹائیگر نے اسے سیدھا چلنے کو کہا تھا۔

''اوہ۔ مگر میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا۔ میں ایک ارجنٹ کام کے لئے جا رہا ہوں۔ اگر میں وہاں وقت پر نہ پہنچا تو میرے لئے مسئلہ بن جائے گا''...... جاسم دادا نے احتجاجی لہجے میں کہا لیکن ٹائیگر کے ہاتھ میں موت کا سامان دیکھ کر اس کی بھی جان ہوا ہو گئی تھی۔ وہ ٹائیگر کے خلاف کچھ کر بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ ٹائیگر کا

انگوٹھا شیل بم پر تھا اور اس کا انگوٹھا ہٹتے ہی بم پھٹ سکتا تھا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو ورنہ"...... ٹائیگر نے انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور جاسم دادا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

وہ سوئس پلازہ کے سامنے سے کار گزار کر کار کو سیدھا لیتا چلا گیا۔

"آخر تم ہو کون اور مجھ سے کیا چاہتے ہو"...... آگے جا کر جاسم دادا نے خود کو سنبھالنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"بتا دوں گا۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ ابھی تو تم نے میرے ساتھ بہت دور جانا ہے"...... ٹائیگر نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہت دور۔ اوہ نہیں۔ میں تمہارے ساتھ زیادہ دور نہیں جا سکتا۔ میں نے تمہیں بتایا ہے نا کہ مجھے ارجنٹ کام ہے۔ مجھے میرے باس نے فوری بلایا ہے۔ اگر میں اس کے پاس وقت پر نہ پہنچا تو وہ مجھے گولی مار دے گا"...... جاسم دادا نے تیز لہجے میں کہا۔

"میرے ہاتھوں سے زندہ بچو گے تب ہی تمہارا باس تمہیں گولی مارے گا۔ چپ چاپ بیٹھے رہو اور کار چلاتے رہو۔ جب تک تمہاری زبان بند رہے گی میرا انگوٹھا بٹن پر رہے گا۔ جیسے ہی تمہاری زبان کھلی میں بٹن سے انگوٹھا ہٹا لوں گا اور پھر کیا ہو گا یہ مجھے دوبارہ تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے"...... ٹائیگر نے خونخوار بھیڑیئے کے سے انداز میں کہا۔ جاسم دادا نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ اس نے فوراً دانتوں پر دانت جما کر جبڑے بھینچ

لئے۔

کار مختلف سڑکوں پر دوڑتی رہی۔ ٹائیگر اسے جس طرف کار موڑنے اور لے جانے کا حکم دیتا تھا جاسم دادا اس طرف کار لے جا رہا تھا۔ ٹائیگر کے سخت لہجے نے اس پر زبردست اثر کر رکھا تھا اور اس نے سفر کے دوران زبان سے ایک لفظ بھی نہیں نکالا تھا۔ ٹائیگر اسے ایک نئی زیر تعمیر کالونی میں لے گیا۔ مختلف جگہوں سے گزر کر اس نے جاسم دادا کو کار ایک نئی تعمیر ہونے والی کوٹھی میں لے جانے کے لئے کہا۔ اس کوٹھی کا چونکہ ابھی بہت سا کام باقی تھا اس لئے وہاں گیٹ بھی نہیں لگا ہوا تھا۔ یہ زیر تعمیر کوٹھی دوسری کوٹھیوں سے الگ تھلگ اور کافی فاصلے پر تھی۔ جاسم دادا کا چہرہ پریشانی سے بگڑتا جا رہا تھا۔ اس نے احتجاجی نظروں سے ٹائیگر کی طرف دیکھا۔ ٹائیگر نے شیل بم اس کے سامنے کر دیا جسے دیکھ کر مجبوراً اسے کار اندر لے جانی پڑی۔ سامنے پورچ میں لا کر اس نے کار روک دی اور اسی لمحے اس کی جیب میں موجود سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"دیکھو کس کا فون ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو جاسم دادا نے فوراً جیب سے سیل فون نکال لیا۔ اس نے سکرین پر نمبر دیکھے تو اس کے چہرے پر تشویش کے سائے لہرانے لگے۔

"بولو۔ کس کا فون ہے"...... ٹائیگر نے غرا کر کہا۔

"باس کی کال ہے۔ اس نے مجھے بلایا تھا"...... جاسم دادا نے

ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''اپنے باس سے کہو کہ تم اس کے پاس دو گھنٹوں تک پہنچ جاؤ گے۔ تمہاری کار خراب ہوگئی ہے یا کسی ایکسیڈنٹ کا بہانہ کر دو''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''لیکن''...... جاسم دادا نے کچھ کہنا چاہا۔

''جاسم دادا۔ میں سر پر کفن باندھ کر نکلا ہوں۔ جو کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ اگلے دو گھنٹوں تک میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔ پھر تم جہاں مرضی چلے جانا۔ تمہاری زندگی میرے ہاتھوں میں ہے۔ میں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔ اب یہ تم پر منحصر ہے۔ مجھ سے تعاون کرو اور اپنی جان بچا لو ورنہ''...... ٹائیگر نے انتہائی خوفناک لہجے میں کہا۔ جاسم دادا غور سے اس کی شکل دیکھ رہا تھا۔ ٹائیگر کا سفاک چہرہ اور اس کے خوفناک انداز نے اسے ہلا کر رکھ دیا تھا۔

''اوکے۔ میں باس سے بات کرتا ہوں''...... جاسم دادا نے کہا۔ ایک لمحے کے لئے اس نے کچھ سوچا اور پھر اس نے رسیونگ بٹن پریس کرتے ہوئے سیل فون کان سے لگا لیا۔

''یس باس۔ جاسم دادا بول رہا ہوں''...... جاسم دادا نے کہا اور دوسری طرف سے بات سننے لگا۔

''یس باس۔ میں آپ کی طرف آ ہی رہا تھا کہ مجھے راستے میں مسٹر کراؤن کی کال آ گئی تھی۔ آپ نے چونکہ مجھے حکم دے رکھا تھا کہ میں مسٹر کراؤن اور اس کے ساتھیوں کی کالیں فوراً اٹنڈ کروا

اور اگر انہیں میری کہیں بھی ضرورت ہو تو میں فوراً ان کے پاس چلا جاؤں چاہے اس کے لئے مجھے آپ کی کوئی ایمرجنسی کال بھی نہ اٹنڈ کرنی پڑے۔ اس لئے میں اب اس طرف جا رہا ہوں''۔ جاسم دادا نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔ وہ سوچنے لگا کہ آخر وہ کون ہو سکتا ہے جس کے لئے سیٹھ سکندر نے اسے اس حد تک اجازت دے رکھی تھی کہ وہ اس کی ایمرجنسی کال چھوڑ کر بھی کراؤن اور اس کے ساتھیوں کے پاس جا سکتا تھا۔ اس دوران جاسم دادا دوسری طرف کی بات سن رہا تھا۔

''یس باس۔ میں بس مسٹر کراؤن کے پاس پہنچنے ہی والا ہوں۔ ہو سکتا ہے میری واپسی میں دیر ہو جائے۔ آپ نے جو کام مجھ سے لینا تھا وہ روکی سے لے لیں۔ میں اسے ابھی آپ کے پاس پہنچنے کا کہہ دیتا ہوں''...... جاسم دادا نے کہا۔

''اوکے باس۔ پھر آپ خود ہی اسے کال کر لیں۔ میں جیسے ہی مسٹر کراؤن سے فارغ ہوں گا آپ کو کال کر لوں گا۔ یس باس۔ اوکے۔ آپ بے فکر رہیں باس۔ اوکے۔ تھینک یو باس''...... جاسم دادا نے دوسری طرف سے بات سن کر ان باتوں کا جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فون بند کر دیا۔ اب اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات تھے جیسے باس کے پاس ایمرجنسی طور پر نہ جانے کا بوجھ اس کے سر سے ہٹ گیا ہو۔

"ویل ڈن۔ اسے کہتے ہیں عقلمندی۔ ایسا کر کے تم نے خود کو فوراً مرنے سے بچا لیا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اگر میں یہ سب نہ کہتا تو میرے ایک منٹ لیٹ پہنچنے پر بھی باس مجھے گولی مار سکتا تھا"...... جاسم دادا نے کہا۔

"یہ مسٹر کراؤن اور اس کے ساتھی کون ہیں جس کے لئے تمہارے باس نے تمہیں اتنی چھوٹ دے رکھی ہے کہ تم اس کی ایمرجنسی کال بھی اٹنڈ نہیں کر سکتے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"یہ میرا پرسنل معاملہ ہے۔ اب تم بتاؤ کہ تم کون ہو اور یہ سب کیوں کر رہے ہو"...... جاسم دادا نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کار سے باہر نکلو۔ سب بتاتا ہوں"...... ٹائیگر نے کار کا دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے کہا تو جاسم دادا جبڑے بھینچ اپنی طرف کا دروازہ کھول کر کار سے باہر نکل آیا۔

"اس طرف چلو۔ اور خبردار تمہاری ذرا سی چالاکی تمہار بھیانک موت کا باعث بن سکتی ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو جاسم د اسے تیز نظروں سے گھورتا ہوا دائیں طرف ایک کھلے ہال نما کمر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کمرے کے بھی ابھی دروازے نہ لگے تھے۔ کوٹھی کا محض وہاں بڑا سا ڈھانچہ کھڑا تھا جس میں بے کمرے اور مختلف راہداریاں بنی ہوئی تھیں۔ ٹائیگر اسے ایک درم کمرے میں لے گیا۔

"یہ کون سی جگہ ہے اور تم مجھے کیوں لائے ہو یہاں"...... ج

دادا سے نہ رہا گیا تو اس نے ایک بار پھر پوچھ لیا۔ ٹائیگر اس کے قریب ہی تھا۔

"بتاتا ہوں۔ ذرا پیچھے مڑ کر دیکھو"...... ٹائیگر نے کہا تو جاسم دادا فوراً پلٹ گیا۔ جیسے ہی وہ دوسری طرف مڑا ٹائیگر کا ہاتھ برق رفتاری سے حرکت میں آیا اور اس کے ہاتھ میں موجود شیل بم پوری قوت سے جاسم دادا کے سر پر پڑا۔ جاسم دادا کے منہ سے زور دار چیخ نکل گئی۔ اس نے پلٹنا چاہا مگر اسی وقت ٹائیگر نے بم ایک بار پھر اس کے سر پر مار دیا اور جاسم دادا کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ وہ لہرایا اور زمین پر گر گیا۔ زمین پر گرتے ہی اس نے یکلخت ہاتھ پیر ڈھیلے چھوڑ دیئے تھے۔ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر جھکتے ہوئے اپنے ہاتھ کی انگلیاں اس کی گردن کی مخصوص رگوں میں رکھ کر دبائیں تو اس کے چہرے پر اطمینان سا چھا گیا۔ جاسم دادا بے ہوش ہو چکا تھا۔ ٹائیگر نے سیل بم کے بٹن سے انگوٹھا ہٹایا اور اسے اطمینان بھرے انداز میں جیب میں ڈال لیا۔

یہ شیل بم اصلی تھا لیکن اس شیل بم کے بٹن کو انگوٹھے سے لگاتار تین بار دبا کر پھینکا جاتا تھا تب یہ بم کسی ہینڈ گرنیڈ کی طرح پھٹتا تھا۔ محض بٹن پر انگوٹھا دبانے سے بم بلاسٹ نہیں ہوتا تھا۔ جاسم دادا نے شاید یہ بم دیکھا ہوا تھا لیکن اسے بلاسٹ کرنے کا اسے طریقہ معلوم نہیں تھا اس لئے وہ اس کے ہاتھ میں شیل بم دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا تھا اور وہ ٹائیگر کا ہر حکم بلاچوں و چرا کئے مانتا چلا

جا رہا تھا۔ ٹائیگر اسے یہاں لا کر اطمینان سے اس سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا تھا اس لئے اس نے یہاں آ کر جاسم دادا کو بے ہوش کر دیا تھا۔ عمارت کے ایک کمرے میں اسے رسی کا ایک بنڈل دکھائی دیا تھا۔ جاسم دادا کو بے ہوش دیکھ کر وہ تیزی سے پلٹا اور اس کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کمرے میں آ کر اس نے رسی کا بنڈل اٹھایا اور واپس اس کمرے کی طرف بڑھا جہاں اس نے جاسم دادا کو بے ہوش کیا تھا۔ جیسے ہی وہ اس کمرے میں داخل ہوا وہ ایک جھٹکے سے رک گیا اور اس کی آنکھوں میں انتہائی حیرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔ جس جگہ جاسم دادا بے ہوش پڑا تھا وہ جگہ خالی تھی جیسے کوئی اچانک بے ہوش ہونے والے جاسم دادا کو اٹھا کر لے گیا ہو۔ اسی لمحے ٹائیگر کو اپنے عقب میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تو وہ تیزی سے پلٹا اور پھر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ جاسم دادا اس کے پیچھے کھڑا اسے خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بھاری دستے والا ریوالور تھا جس کا رخ ظاہر ہے ٹائیگر کی طرف ہی تھا۔ ٹائیگر نے جاسم دادا کو بے ہوش سمجھ لیا تھا۔ وہ یقیناً بے ہوش ہونے کی اداکاری کر رہا تھا۔ اس نے غالباً اپنا سانس روک لیا تھا جس سے اس کی نبض کی رفتار کم ہو گئی تھی اور ٹائیگر نے اسے بے ہوش سمجھ لیا تھا اور پھر وہ جیسے ہی رسی لینے کے لئے دوسرے کمرے میں گیا جاسم دادا فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی ٹاپ فور ڈورا کے منہ سے زور دار چیخ نکلی اور اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر دور جا گرا۔ ایک گولی اس کی کلائی سے رگڑ کھاتی ہوئی گزر گئی تھی جس سے وہ بری طرح سے چیخ اٹھی تھی۔ فائرنگ ہوتے ہی ٹاپ فور ڈورا نے غضبناک نظروں سے ان تینوں کی طرف دیکھا اور پھر وہ چونک پڑی۔ جولیا کی جیکٹ میں اسے چند سوراخ بھی دکھائی دے رہے تھے اور دھواں بھی نکل رہا تھا۔ جولیا کا ہاتھ جیب میں ہی تھا۔ اس نے شاید ٹاپ فور ڈورا کے اطمینان سے فائدہ اٹھایا تھا اور پھر جولیا کا ہاتھ غیر محسوس انداز میں اس جیب میں رینگ گیا تھا جس میں مشین پسٹل تھا۔

جولیا نے آئی کوڈ میں کراسٹی اور صالحہ کو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ وہ کیا کرنے والی ہے اس لئے ان دونوں نے ٹاپ فور ڈورا کو

الجھانے کے لئے ایسی باتیں شروع کر دی تھیں جس سے ٹاپ فور ڈورا واقعی الجھ گئی تھی۔ جیسے ہی ٹاپ فور ڈورا کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکلا کراسٹی اور صالحہ کے ہاتھوں میں بھی مشین پسٹل نظر آنے لگے۔

''اب بولو۔ تم ہماری موت بنو گی یا اب تمہاری موت ہمارے ہاتھوں سے ہو گی''...... جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

''تم تینوں بے حد چالاک ہو۔ غلطی مجھ سے ہوئی ہے۔ مجھے پہلے ہی معلوم ہونا چاہئے تھا کہ تم تینوں مسلح ہو سکتی ہو اور مجھے تم سب سے اسلحہ نکلوا لینا چاہئے تھا''...... ٹاپ فور ڈورا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''تم یہ غلطی کر سکتی ہو مگر ہم ایسی غلطی نہیں کریں گی۔ اب تمہارے لئے یہی بہتر ہو گا کہ تمہارے پاس جو کچھ بھی ہے اسے جیبوں سے نکال کر باہر گرا دو ورنہ تم پر فائرنگ کرتے ہوئے ہمیں کوئی افسوس نہیں ہو گا''...... صالحہ نے تیز لہجے میں کہا۔

''کیا ضرورت ہے اس سے بات کرنے کی۔ چیف کا حکم بھول گئی ہو تم۔ فائرنگ کرو اس پر اور ہلاک کر دو اسے۔ بعد میں ہم خود دیکھ لیں گی کہ یہ ہمیں ہلاک کرنے کے لئے اپنے ساتھ کیا کیا لائی تھی''...... کراسٹی نے کہا۔

''سن لیا مس ٹاپ فور ڈورا تم نے۔ جس طرح تم یہاں ہمیں ہلاک کرنے کے لئے موجود ہو اسی طرح ہمیں بھی حکم دیا گیا ہے کہ ہم

تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو دیکھتے ہی گولیوں سے چھلنی کر دیں''...... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ تمہارا مطلب ہے ایکسٹو نے تمہیں یہ حکم دیا ہے''۔ ٹاپ فور ڈورا نے چونک کر کہا۔

''ضرورت سے زیادہ ہی جانتی ہو تم ہمارے بارے میں''۔ جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں جانتی ہوں۔ مگر تم اور تمہارا چیف ہمارے بارے میں کیا جانتے ہیں''...... ٹاپ فور ڈورا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''گنیں اب ہمارے ہاتھ میں ہیں مس ٹاپ فور ڈورا۔ اب سوال و جواب تم ہم سے نہیں بلکہ ہم تم سے کریں گی۔ پہلے اپنی جیبیں خالی کرو اور چپ چاپ صوفے پر بیٹھ جاؤ ورنہ ہم تینوں میں سے کوئی ایک بھی تمہاری زندگی کی ضمانت نہیں دیں گی''...... کراسٹی نے کہا تو ٹاپ فور ڈورا انہیں خونخوار نظروں سے گھورنے لگی۔

''احمقانہ باتیں مت کرو کراسٹی۔ اس نے اپنی جیبوں میں ہاتھ ڈالا تو یہ کچھ بھی نکال سکتی ہے۔ تم آگے بڑھ کر اس کی تلاشی لو اور اس کے پاس جو کچھ بھی ہے نکال لو''...... جولیا نے کہا تو اس کی بات سن کر ٹاپ فور ڈورا کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی۔

''اوہ ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔ تم اسے نشانے پر رکھو میں اس کی تلاشی لیتی ہوں''...... کراسٹی نے کہا اور اس نے مشین پسٹل جیکٹ

کی جیب میں ڈالا اور ٹاپ فور ڈورا کی طرف بڑھنے لگی۔ صالحہ اور جولیا فوراً ڈورا کے دائیں بائیں مناسب فاصلے پر آ کر کھڑی ہو گئیں تاکہ ٹاپ فور ڈورا اگر کراسٹی پر حملہ کرنے کی کوشش کرے تو وہ نہ صرف کراسٹی کا دفاع کر سکیں بلکہ ٹاپ فور ڈورا کو آسانی سے نشانہ بھی بنا سکیں لیکن ٹاپ فور ڈورا ان کی توقع سے کہیں زیادہ تیز ثابت ہوئی۔ جیسے ہی کراسٹی اس کے نزدیک پہنچی ٹاپ فور ڈورا نے اچانک اونچی چھلانگ لگائی اور کراسٹی کے اوپر سے ہوتی ہوئی قلابازی کھا کر یکلخت اس کے عقب میں پہنچ گئی۔ اس سے پہلے کہ صالحہ اور جولیا اس پر فائرنگ کرتیں ٹاپ فور ڈورا بجلی کی سی تیزی سے پلٹ کر مڑتی ہوئی کراسٹی پر جھپٹی اور اس نے برق رفتاری سے کام لیتے ہوئے ایک ہاتھ کراسٹی کی گردن میں ڈالا اور دوسرے ہاتھ سے اس کا کاندھا پکڑ کر اسے اپنے ساتھ لگا لیا اور اسے تیزی سے پیچھے گھسیٹتی ہوئی لے گئی۔ کراسٹی کو بھی جیسے کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ پیچھے کھینچتے ہوئے ٹاپ فور ڈورا نے فوراً کراسٹی کا کاندھا چھوڑا اور اس نے اسی تیز رفتاری سے ایک تیز دھار خنجر نکال کر اس کے پہلو سے لگا دیا۔

"خبردار۔ اگر کوئی حرکت کی تو خنجر سیدھا اس کے دل میں اتار دوں گی"...... ٹاپ فور ڈورا نے غراتے ہوئے کہا۔ خنجر کی نوک کی چبھن کمر میں محسوس ہوتے ہی کراسٹی کا رنگ بدل گیا تھا اور سب کچھ پلک جھپکنے میں بدلتا دیکھ کر جولیا اور صالحہ بھی جیسے ساکت را

گئیں تھیں۔

"اگر تم دونوں کراسٹی کی زندگی چاہتی ہو تو گنیں پھینک دو۔ ہری اپ"...... ٹاپ فور ڈورا نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔ جولیا نے صالحہ اور صالحہ نے اس کی طرف دیکھا اور پھر دونوں نے منہ بناتے ہوئے مشین پسٹل نیچے گرا دیئے۔ جولیا کو کراسٹی پر غصہ آ رہا تھا جس نے احتیاط سے کام نہیں لیا تھا اور اس طرح آسانی سے ٹاپ فور ڈورا کی گرفت میں آ گئی تھی۔

"گڈ۔ ویری گڈ۔ اب چند قدم پیچھے ہٹ جاؤ"...... ٹاپ فور ڈورا نے انہیں مشین پسٹل گراتے دیکھ کر پھنکارتے ہوئے کہا۔

"نہیں مس جولیا۔ اس کی بات مت سنو۔ مشین پسٹل اٹھاؤ اور اسے چھلنی کر دو۔ میری پرواہ مت کرو"...... کراسٹی نے بھنچے بھنچے سے انداز میں کہا جبکہ ٹاپ فور ڈورا نے اس کی گردن اس بری طرح سے پکڑ رکھی تھی کہ اس کا دم گھٹ رہا تھا اور اس کے منہ سے صحیح طور پر آواز بھی نہیں نکل رہی تھی۔

"تم چپ رہو۔ ورنہ"...... ٹاپ فور ڈورا نے خنجر کی نوک کراسٹی کی کمر میں چبھوتے ہوئے کہا تو تکلیف کی شدت سے کراسٹی کا چہرہ مزید بگڑ گیا۔

"رکو۔ کراسٹی کو چھوڑ دو۔ ہم نے مشین پسٹل پھینک دیئے ہیں"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا اور صالحہ کو اشارہ کیا تو وہ دونوں ایک ساتھ کئی قدم پیچھے ہٹ گئیں۔ جیسے ہی وہ دونوں پیچھے ہٹیں

ٹاپ فور ڈورا کی گرفت کراسٹی کی گردن پر قدرے کم ہو گئی۔ کراسٹی کے دونوں ہاتھ آزاد تھے۔ جیسے ہی اس نے اپنی گردن پر ٹاپ فور ڈورا کے بازو کا دباؤ کم ہوتے محسوس کیا اس نے یکلخت دونوں کہنیاں اپنی کمر سے لگی کھڑی ٹاپ فور ڈورا کی پسلیوں میں مار دیں۔ ٹاپ فور ڈورا کے منہ سے ایک ہلکی سی چیخ نکلی اور اس کا خنجر والا ہاتھ بھی قدرے پیچھے ہٹ گیا۔ اسی لمحے کراسٹی بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی تو ٹاپ فور ڈورا یکلخت اس کے اوپر سے ہوتی ہوئی ایک دھماکے سے اس کے سامنے آ گری۔

اس بار ٹاپ فور ڈورا بری طرح چیخی تھی۔ اس نے گرتے ہی اپنا جسم گھما کر کراسٹی کی ٹانگ میں خنجر مارنے کی کوشش کی مگر کراسٹی کی ٹانگ پوری قوت سے اس کے بازو سے ٹکرائی اور ٹاپ فور ڈورا کے ہاتھ سے خنجر نکل کر دور جا گرا۔ یہ دیکھ کر صالحہ اور جولیا اچھل کر آگے آ گئیں اور انہوں نے اپنے اپنے مشین پسٹل اٹھانے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہ لگائی لیکن ٹاپ فور ڈورا نے قلابازی لگاتے ہوئے کراسٹی کی دوسری ٹانگ پکڑ کر زور دار جھٹکا دیا تو کراسٹی سنبھلتے سنبھلتے الٹ کر گر گئی اور پھر جولیا اور صالحہ مشین پسٹل اٹھا کر سیدھی ہوئی ہی تھی کہ ٹاپ فور ڈورا نے قریب پڑے ہوئے صوفے کے نیچے دونوں ٹانگیں پھنسائیں اور پھر اس نے صوفہ پوری قوت سے جولیا اور صالحہ کی طرف پلٹ دیا۔ صوفے سے ٹکرا کر صالحہ اور جولیا دوسری طرف جا گریں۔

اس سے پہلے کہ کراسٹی اٹھتی ٹاپ فور ڈورا نے کسی ناگن کی طرح اپنا جسم پلٹا اور پھر وہ جمناسٹک کا بہترین مظاہرہ کرتی ہوئی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے اٹھتے ہی فوراً کراسٹی کی طرف چھلانگ لگا دی جو اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ ٹاپ فور ڈورا ہوا میں اچھل کر پہلو کے بل کراسٹی کی طرف آئی تھی اور اس نے ماہر ریسلر کی طرح ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کو پکڑ کر کہنی موڑ لی تھی۔ جیسے وہ پہلو کے بل کراسٹی پر گر کر کہنی کراسٹی کی پسلیوں میں مارنا چاہتی ہو لیکن کراسٹی نے اسے چھلانگ لگاتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ وہ زمین سے اٹھتے اٹھتے فوراً دائیں طرف لوٹنی لگا گئی اور ٹاپ فور ڈورا ٹھیک اس جگہ گری جہاں ایک لمحہ قبل کراسٹی موجود تھی۔ ٹاپ فور ڈورا کی کہنی زمین سے ٹکرائی اور نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ اسی لمحے لوٹنی لگاتی ہوئی کراسٹی کی دونوں ٹانگیں نیم دائرے کی صورت میں گھومتی ہوئیں ٹھیک ٹاپ فور ڈورا کے منہ پر پڑیں اور ٹاپ فور ڈورا یوں تڑپنے لگی جیسے کراسٹی کے سینڈلوں نے اس کے چہرے کی دھجیاں اڑا دی ہوں۔

"ویل ڈن کراسٹی۔ ویل ڈن۔ بڑا زبردست وار کیا ہے یہ تم نے اس پر"...... جولیا نے اٹھتے ہوئے کراسٹی سے کہا۔

"اور مس ٹاپ فور۔ اب تم اسی طرح سے پڑی رہو۔ اب تم نے ذرا سی بھی حرکت کی تو میں تمہیں گولیوں سے چھلنی کر دوں گی"...... صالحہ نے اٹھ کر مشین پسٹل کا رخ اس کی طرف کرتے

ہوئے کہا۔ ٹاپ فور ڈورا کے دونوں ہاتھ بدستور اس کے چہرے پر تھے۔ وہ یکلخت ساکت ہوگئی تھی جیسے کراسٹی کے سینڈلوں کی چھڑوں پر پڑنے والی ضربوں کی تکلیف وہ برداشت نہ کرسکی ہو۔

''شاید یہ بے ہوش ہوگئی ہے''...... کراسٹی نے کہا۔

''یہ بہت چالاک ہے کراسٹی۔ اس کے ساکت پن پر مت جاؤ۔ ہوسکتا ہے یہ مکر کر رہی ہو''...... جولیا نے کہا۔

''میں دیکھتی ہوں''...... کراسٹی نے کہا اور ٹاپ فور ڈورا کی طرف بڑھی۔ اس بار وہ احتیاط سے آگے بڑھ رہی تھی۔ اگر ٹاپ فور ڈورا اچانک بھی اٹھ کر اس پر حملہ کرنے کی کوشش کرتی تو وہ اسے سنبھال سکتی تھی۔ اس نے آگے جا کر ٹاپ فور ڈورا کے پہلو میں ٹانگ ماری لیکن اس کے جسم میں کوئی حرکت نہیں ہوئی۔ کراسٹی نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور جھک کر اس نے مشین پسٹل ٹاپ فور ڈورا کی گردن سے لگا دیا۔ پھر وہ ٹاپ فور ڈورا پر جھکی اور اس کی سانسیں اور اس کی نبض چیک کرنے لگی۔

''نہیں۔ یہ بے ہوش ہے''...... کراسٹی نے مشین پسٹل واپس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا۔

''آفت کی پرکالہ تھی یہ تو۔ ہمیں بے بس کرنے کے لئے اس نے کیا کچھ نہیں کیا''...... صالحہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ کراسٹی نے ٹاپ فور ڈورا کے چہرے پر سے اس کے ہاتھ

ہٹائے تو اسے ٹاپ فور ڈورا کے دائیں گال سے کنپٹی تک زخم دکھائی دیا۔ شاید اس کی سینڈل کی ایڑی ٹاپ فور ڈورا کی کنپٹی پر زور سے لگی تھی جس سے وہ بے ہوش ہوگئی تھی۔

''گولی مار کر اسے یہیں ختم کر دیں''...... کراسٹی نے کہا۔

''نہیں۔ یہ انسانیت کے خلاف ہے۔ یہ بے ہوش ہے اور ہمیں بے ہوش اور بے بس انسان کو ہلاک کرنے کا درس نہیں دیا گیا''...... جولیا نے کہا۔

''تو پھر کیا کرنا ہے اس کا''...... صالحہ نے پوچھا۔

''اسے اٹھا کر کسی کرسی سے باندھ دو۔ اور کچھ نہیں تو یہ ہمیں اپنے باقی ساتھیوں کے ایڈریس تو بتا ہی سکتی ہے''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر کراسٹی نے ایک طرف رکھی ہوئی کرسی اٹھائی اور کمرے کے وسط میں رکھ دی۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر ٹاپ فور ڈورا کو کھینچا اور اسے اٹھا کر اس کرسی پر بٹھا دیا۔

''تم دونوں اس پر نظر رکھو۔ میں اسے باندھنے کے لئے رسی لاتی ہوں''...... جولیا نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ جولیا تیزی سے کمرے سے نکل گئی۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آئی تو اس کے ہاتھوں میں رسی کا بنڈل تھا۔ اس نے بنڈل کراسٹی کی طرف اچھال دیا۔ کراسٹی نے بنڈل کھولا اور پھر رسی سے کرسی پر بے ہوش پڑی ٹاپ فور ڈورا کو باندھنے لگی۔ اس نے ٹاپ فور ڈورا

کے ہاتھ کرسی کے عقب میں باندھے تھے اور کرسی سے رسی لپیٹتی ہوئی اس نے ٹاپ فور ڈورا کی ٹانگیں بھی کرسی کے پایوں سے باندھ دیں۔ ٹاپ فور ڈورا کے پیر زمین سے اوپر تھے تاکہ وہ کرسی سمیت اٹھنے کی کوشش نہ کر سکے۔

"صالحہ۔ اب تم اسے ہوش میں لاؤ"...... جولیا نے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا تو صالحہ اثبات میں سر ہلا کر بندھی ہوئی ٹاپ فور ڈورا کے قریب آ گئی۔

"ایک منٹ۔ پہلے اس کی تلاشی تو لے لیں۔ دیکھیں تو سہی یہ ہمیں ہلاک کرنے کے لئے اپنے ساتھ کیا سامان لائی ہے"۔ کراسٹی نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر کراسٹی، ٹاپ فور ڈورا کی تلاشی لینے لگی۔ ٹاپ فور ڈورا کی جیبوں سے مزید دو منی پسٹلز نکلے تھے۔ اس کے علاوہ چند میگزین، لوکل کرنسی اور چار چھوٹے چھوٹے تکونے بم تھے جن پر بٹن لگے ہوئے تھے۔

"اوہ۔ یہ تو اپنے ساتھ تھری ٹی بم بھی لائی ہے۔ اس سے تو یہ میرا پورا فلیٹ بھی تباہ کر سکتی تھی"...... جولیا نے ان تکونے بموں کو دیکھ کر کہا۔

"ہاں۔ اور یہ اس کی جیب سے عجیب سی مشین اور ٹرانسمیٹر بھی نکلا ہے"...... کراسٹی نے کہا۔ اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر اور ایک چھوٹی سی مشین تھی۔ یہ مشین دیکھنے میں روبوٹ نما معلوم ہو رہی تھی جس پر باقاعدہ ایک کیمرہ لگا ہوا تھا۔ مشین آن

تھی اور اس کے مختلف بٹن اور بلب جل بجھ رہے تھے۔

"اوہ۔ اس مشین سے شاید ٹاپ فور ڈورا کو مانیٹر کیا جا رہا ہے۔ مشین آف کر دو ورنہ اس کے ساتھ ہم بھی مانیٹر ہو جائیں گے"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا اور کراسٹی اس مشین کو تیزی سے الٹنے پلٹنے لگی۔ اس نے مشین پر لگے کئی بٹن پریس کئے لیکن مشین آف نہ ہوئی۔

"یہ مشین آف ہی نہیں ہو رہی"...... کراسٹی نے کہا۔

"اسے ایک طرف پھینکو۔ میں اس پر فائرنگ کر کے اسے تباہ کر دیتی ہوں"...... صالحہ نے کہا تو کراسٹی نے اثبات میں سر ہلا کر مشین ایک طرف اچھال دی۔ مشین زمین پر گھسٹتی ہوئی جیسے ہی دیوار سے ٹکرائی صالحہ نے اس پر فائرنگ کر دی۔ تڑتڑاہٹ کی مخصوص آواز کے ساتھ کئی گولیاں مشین پر پڑیں اور اس مشین کے پرزے بکھرتے چلے گئے۔

"گڈ۔ ہو گئی ہے یہ مشین تباہ۔ اب اس سے کوئی ہمیں مانیٹر نہیں کر سکے گا"...... کراسٹی نے کہا۔

"ارے۔ یہ کیا۔ یہ مشین سے دھواں سا کیا نکل رہا ہے"۔ جولیا نے چونک کر کہا۔ کراسٹی اور صالحہ نے بھی چونک کر مشین کی طرف دیکھا۔ مشین کا آدھا حصہ ٹوٹ کر بکھرا ہوا تھا اور اس کا آدھا حصہ صحیح تھا اور اس حصے سے سبز رنگ کا دھواں نکل رہا تھا۔

"سبز دھواں"...... کراسٹی کے منہ سے نکلا۔

''شاید اس مشین کے کسی فنکشن میں آگ لگ گئی ہے اس لئے دھواں نکل رہا ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''لیکن سبز دھواں''...... ابھی جولیا نے اتنا ہی کہا تھا کہ اسے اپنی ناک میں تیز نامانوس سی بو گھستی ہوئی معلوم ہوئی۔

''اوہ۔ زہریلا دھواں۔ یہ زہریلا دھواں ہے۔ سانس روک لو فوراً''...... جولیا نے چیختے ہوئے کہا۔ اس نے سانس روکنے کی کوشش کی مگر اس وقت تک دھواں اس کے دماغ میں چڑھ چکا تھا۔ دوسرے لمحے جولیا کو اپنے دماغ میں آگ سی لگتی ہوئی معلوم ہوئی۔ اس نے لگاتار دو تین چھینکیں ماریں لیکن اچانک اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا۔ اس نے سر جھٹک کر دماغ میں پھیلنے والے اندھیرے کو دور کرنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ وہ لڑکھڑائی اور الٹ کر گرتی چلی گئی۔ بے ہوش ہونے سے پہلے اس نے کراسٹی اور صالحہ کی بھی زبردست انداز میں چھینکنے کی آوازیں سنی تھیں۔ جیسے ہی کراسٹی اور صالحہ بے ہوش ہو کر گریں اسی لمحے ٹاپ فورڈورا کی آنکھیں یکلخت کھل گئیں۔

''لو کر لو بات۔ اسے کہتے ہیں موسیٰ بھاگا موت سے اور موت آگے کھڑی''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''کون ہے یہ''...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''میری تو دور نزدیک کی رشتہ دار نہیں ہے۔ تم پوچھ لو۔ شاید تمہاری ہی کوئی جاننے والی ہو''...... عمران نے مخصوص انداز میں کہا۔ سیاہ فام لڑکی مشین پسٹل ہاتھوں میں لئے ان کی کار کے سامنے کھڑی تھی اور پھر اچانک اس نے انہیں گن کے اشارے سے کار سے نکلنے کا اشارہ کیا۔

''کچھ کہہ رہی ہے شاید''...... عمران نے کہا۔

''ہمیں کار سے باہر نکلنے کا اشارہ کر رہی ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لڑکیوں کے اشارے سمجھنا شروع ہو گئے ہو۔ لگتا ہے سچ مچ جوان ہو گئے ہو"...... عمران نے کہا اور کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ کیپٹن شکیل نے بھی اس کی تقلید کی اور کار سے نکل آیا۔

"مسٹر۔ تم واپس کار میں بیٹھ جاؤ۔ اسے یہیں چھوڑ دو اور یہاں سے چلے جاؤ ورنہ اس کے ساتھ خواہ مخواہ تم بھی میرے ہاتھوں مارے جاؤ گے۔ تمہارا نام میری ہٹ لسٹ میں نہیں ہے۔ اگر تم میرے کسی اور ساتھی کے ٹارگٹ نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی مار دیتی"...... سیاہ فام لڑکی نے کہا تو عمران چونک کر اس کی شکل دیکھنے لگا۔ لڑکی کے چہرے پر بلا کی سفاکی اور درندگی دکھائی دے رہی تھی۔ وہ میک اپ میں تھی اور اس نے اپنے رنگ کے مطابق ہی میک اپ کر رکھا تھا لیکن عمران نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا تھا۔ وہ ٹاپ فائیو کی پانچویں ممبر ٹاپ فائیو سینڈی تھی۔

"ہٹ لسٹ۔ ٹارگٹ۔ کیا مطلب۔ ہم سمجھے نہیں"...... عمران نے کہا۔

"گھبراؤ نہیں۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گی اور پھر جوزف اور جوانا کے ساتھ ہی تمہیں ہلاک کروں گی"...... ٹاپ فائیو سینڈی نے کہا۔

"جوزف اور جوانا زندہ ہیں۔ گڈ۔ میں تو سمجھ رہا تھا کہ تم نے انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں بھی جلا کر پانی میں بہا دی ہوں گی۔ جس طرح تم نے یا تمہارے ساتھیوں نے شوگران کے ہاک آئی کے چیف سارکل کو ہلاک کر کے تیزاب سے اس کی لاش جلا

دی تھی"...... عمران نے کہا۔

"وہ دونوں تقریباً مر چکے ہیں عمران۔ بس مجھے اب ان کی کھوپڑیوں میں ہی گولیاں اتارنی ہیں۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی۔ جوزف کے سیل فون پر میں نے تمہاری آواز سن لی تھی۔ تم یہاں آ رہے تھے اس لئے میں نے ان دونوں کو گولیاں نہیں ماری تھیں۔ میں نے سوچا تھا کہ یہ نیک کام میں تم تینوں کے ساتھ اکٹھا ہی کروں گی اور اپنے تینوں ٹارگٹس کو ایک ساتھ ہی ہلاک کروں گی"...... ٹاپ فائیو سینڈی نے کہا۔

"بہت اچھا اور نیک خیال ہے تمہارا۔ لیکن وہ دونوں بے چارے ہیں کہاں اور اتنی آسانی سے تمہارے قابو میں کیسے آ گئے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ تمہارا حسن دیکھ کر وہ بے ہوش ہو گئے ہوں"...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا اور اس کی بات سن کر کیپٹن شکیل مسکرا دیا۔

"ان دونوں نے میرے ساتھ ہاتھ پاؤں چلانے کی کوشش کی تھی لیکن میں نے سٹار ہوک بم مار کر انہیں ایک لمحے میں بے ہوش کر دیا۔ سٹار ہوک بم کے اثر کی وجہ سے انہیں کبھی ہوش نہیں آ سکے گا کیونکہ اس کا اینٹی آج تک ایجاد ہی نہیں ہوا ہے۔ میں انہیں اسی حالت میں تمہارے ساتھ گولیاں ماروں گی ورنہ اگلے دس گھنٹوں میں وہ خود ہی ہلاک ہو جائیں گے"...... ٹاپ فائیو سینڈی نے کہا اور اس کی بات سن کر عمران کا چہرہ یکلخت بگڑ گیا۔

"اوہ۔ کیا تم نے انہیں سچ مچ سٹار ہوک بم مار کر بے ہوش کیا ہے"...... عمران نے تیز اور انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اگر تمہیں یقین نہیں ہے تو اندر چلو اور خود انہیں دیکھ لو"...... ٹاپ فائیو سینڈی نے کہا۔ سٹار ہوک بم کا سن کر کیپٹن شکیل کے چہرے پر بھی تشویش کے سائے لہرانے لگے تھے۔ وہ ایکریمیا کے اس جدید ساخت کے بم کے بارے میں جانتا تھا۔

سٹار ہوک بم سے نکلنے والی گیس سے جاندار ایک لمحے میں بے ہوش ہو جاتا تھا۔ اس گیس کا اثر ڈائریکٹ دماغ پر ہوتا تھا جس سے جاندار ایک لمحے میں بے ہوش ہو جاتے تھے۔ اس گیس سے چونکہ دماغ کے خلیئے ساکت ہو جاتے تھے اس لئے جاندار اس طرح سے بے ہوش ہو جاتا تھا کہ اسے کسی طرح ہوش میں لایا ہی نہیں جا سکتا تھا۔ یہاں تک کہ دماغ پر سے اس گیس کا اثر ختم کرنے والا ابھی تک کوئی اینٹی ایجاد ہی نہیں ہوا تھا اس لئے سٹار ہوک بم سے بے ہوش ہونے والے جاندار کی بے ہوشی کی حالت میں ہی موت واقع ہو جاتی تھی۔

"اگر جوانا اور جوزف کو ہوش نہ آیا تو میں تمہارا اس قدر بھیانک حشر کروں گا کہ ٹاپ فائیو تو کیا تمہاری سات نسلوں کو بھی تمہارا پتہ نہیں چلے گا کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا تھا"...... عمران نے غرا کر کہا تو کیپٹن شکیل چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔ عمران کا بھولا بھالا اور معصوم سا چہرہ یکلخت انتہائی سخت اور چٹانوں کی طرح

ٹھوس ہو گیا تھا اور وہ انتہائی غضبناک نظروں سے ٹاپ فائیو سینڈی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عمران ٹاپ فائیو سینڈی کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل کی پرواہ کئے بغیر بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور رانا ہاؤس کے گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہ دیکھ کر ٹاپ فائیو سینڈی تیزی سے اس کے پیچھے لپکی۔

"تم اگر پیچھے آئے تو میں تمہیں بھی بھون دوں گی"...... ٹاپ فائیو سینڈی نے کیپٹن شکیل کے قریب سے گزرتے ہوئے کہا۔ وہ احتیاط سے عمران کے پیچھے جا رہی تھی تاکہ عمران اور کیپٹن شکیل دونوں پر نظر رکھ سکے۔ عمران گیٹ کے پاس دائیں دیوار کے پاس جا کر رک گیا۔ پھر اس نے دیوار کے ساتھ نجانے کیا کیا کہ رانا ہاؤس کا گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ جیسے ہی گیٹ کھلا عمران تیزی سے اندر چلا گیا اور پھر وہ سامنے پورچ کے پاس جوزف اور جوانا کو پڑے دیکھ کر وہیں ٹھٹھک گیا۔ ٹاپ فائیو سینڈی بھی فوراً اندر آ گئی تھی۔ اس سے پہلے کہ کیپٹن شکیل اس طرف آتا گیٹ خود بخود دوبارہ بند ہوتا چلا گیا۔

"دیکھ لیا اپنے ساتھیوں کو۔ اب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ عمران"...... ٹاپ فائیو سینڈی نے کہا تو عمران بجلی کی سی تیزی سے پلٹ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ ایسی پوزیشن میں کھڑا تھا کہ اگر ٹاپ فائیو سینڈی اس پر فائرنگ کرتی تو بے ہوش پڑے ہوئے جوزف اور جوانا اس کی گولیوں کی زد میں نہیں آ سکتے تھے۔ ٹاپ

فائیو سینڈی کے مشین پسٹل کا رخ عمران ہی کی جانب تھا۔
عمران کی نظریں اس کے مشین پسٹل کے ٹریگر پر جم گئیں۔ پھر اچانک ٹاپ فائیو سینڈی نے ٹریگر دبا دیا۔ ادھر مشین پسٹل سے فائرنگ ہوئی اور ادھر عمران نے ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں اپنی جگہ چھوڑ دی اور پھر ٹاپ فائیو سینڈی کا مشین پسٹل فائرنگ کرتا ہوا زاویئے پر زاویہ بدلتا چلا گیا۔ عمران سنگ آرٹ کا مخصوص اور بہترین مظاہرہ کر رہا تھا اور اس تیزی سے ادھر ادھر چھلانگیں لگا رہا تھا جیسے اس کے پیر زمین پر ٹک ہی نہ رہے ہوں۔ ٹاپ فائیو سینڈی کے مشین پسٹل سے جیسے ہی ٹرچ ٹرچ کی آوازیں سنائی دیں عمران نے یکلخت قلابازی کھائی اور اس کا جسم رول ہوتے ہوئے نیچے آ گیا اور اس کے پیر زمین پر آ گئے۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میرے بے داغ نشانے سے تو آج تک اڑتی ہوئی مکھی بھی نہیں بچ سکی۔ پھر تم کیسے بچ گئے"...... ٹاپ فائیو سینڈی نے حیرت اور غصے سے کہا۔

"مکھیوں اور انسانوں میں فرق ہوتا ہے ٹاپ فائیو۔ ویسے بھی مکھی مؤنث ہوتی ہے اور میں دوسری نہیں بلکہ پہلی صنف میں آتا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر ٹاپ فائیو سینڈی کے حلق سے غراہٹ نکلی اور اس نے پوری قوت سے مشین پسٹل عمران پر کھینچ مارا۔ مشین پسٹل جیسے ہی عمران کے قریب آیا وہ یکلخت اچھلا اور اس کا جسم کسی تیز رفتار پھرکی کی طرح گھوما

اور پھر اس کے پیر کا بوٹ لات کے ساتھ گھومتا ہوا مشین پسٹل پر پڑا اور مشین پسٹل اسی تیزی سے اڑتا ہوا ٹاپ فائیو سینڈی کی طرف گیا جس تیزی سے ٹاپ فائیو سینڈی نے عمران کی طرف پھینکا تھا۔ ٹاپ فائیو سینڈی فوراً ایک طرف ہو گئی اور اس کا ریوالور اس کے قریب سے نکلتا چلا گیا۔ ٹاپ فائیو سینڈی ایک لمحے کے لئے عمران کے سامنے کھڑی اسے گہری نظروں سے گھورتی رہی اور پھر اچانک وہ بجلی کی سی تیزی سے اپنی ایڑیوں پر گھومی اور اس نے گھومتے ہوئے عمران کی پسلیوں پر وار کر دیا۔

عمران مارشل آرٹ کے اس خطرناک داؤ کے بارے میں جانتا تھا۔ اس خطرناک داؤ سے بچنے کے لئے وہ فوراً کمر کے بل کسی کمان کی طرح پیچھے جھک گیا اور نہایت تیزی سے قلابازی کھا کر پیچھے ہٹ گیا۔ ٹاپ فائیو سینڈی کی ٹانگیں ہوا میں گھوم کر رہ گئیں۔ ٹاپ فائیو سینڈی کا یہ خطرناک داؤ ناکام ہو گیا اور وہ فوراً سیدھی ہو گئی اور حیرت بھری نظروں سے عمران کی طرف دیکھنے لگی۔ اس نے عمران پر مارشل آرٹ کا نہایت خطرناک وار کیا تھا جس سے بچنا آسان نہیں تھا کیونکہ اس داؤ میں وار کرنے والا مقابل کو دائیں بائیں ہونے کا موقع نہیں دیتا تھا اور عمران نے دائیں بائیں ہونے کی بجائے الٹی چھلانگ لگا کر خود کو اس داؤ سے بچا لیا تھا جس پر ٹاپ فائیو سینڈی حیران ہو رہی تھی۔ اگر اس کا وار ٹھیک جگہ لگ جاتا تو اس کی ایڑی عمران کی پسلیوں میں گھس جاتی اور عمران کی

ایک دو پسلیاں ضرور ٹوٹ جاتیں۔

"حیران کیوں ہو رہی ہو ٹاپ فائیو۔ یا پھر ایک ہی وار کر کے تھک گئی ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا طنز سن کر ٹاپ فائیو سینڈی کا چہرہ بگڑ گیا اور وہ ایک بار پھر تیزی سے حرکت میں آئی اور اس بار اس نے مارشل آرٹ کا سب سے خوفناک داؤ کھیلتے ہوئے عمران پر حملہ کیا۔ اس کے دونوں ہاتھ پھیل کر آگے بڑھے اور پھر عمران کے قریب آتے ہی اس نے تیزی سے اپنے جسم کو الٹایا اور زور دار چیخ مار کر اس نے دونوں گھٹنے موڑ کر عمران کے پیٹ میں مارنے چاہے۔ اس داؤ میں مقابل آسانی سے دھوکہ کھا سکتا تھا۔ اس کی توجہ ہاتھوں پر رہتی اور وار کرنے والا ڈاج دے کر گھٹنے پیٹ میں مار دیتا۔ مگر عمران فوراً ہوا میں اچھلا اور نہ صرف وہ ٹاپ فائیو سینڈی کے گھٹنوں کی ضرب سے بچ گیا بلکہ اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے پھیل کر ٹاپ فائیو سینڈی کے دونوں کاندھوں پر پڑیں اور ٹاپ فائیو سینڈی چیختی ہوئی پیچھے جا گری۔

زمین پر گرتے ہی ٹاپ فائیو سینڈی اچھلی اور پھر وہ کسی کھلتے ہوئے سپرنگ کی طرح عمران سے آ ٹکرائی۔ اس بار عمران اس کی زد سے نہ بچ سکا اور وہ پشت کے بل زمین پر جا گرا۔ ٹاپ فائیو سینڈی کا جسم اس کے اوپر تھا اور ٹاپ فائیو سینڈی نے عمران کے زمین پر گرتے ہی پوری قوت سے اپنی دونوں کہنیاں موڑ کر عمران کی پسلیوں میں ماریں اور اس نے سر جھکا کر اپنا سر پوری قوت

سے عمران کی ناک پر مار دیا۔ عمران یکبارگی بری طرح سے تڑپ اٹھا۔ اس نے فوراً اپنی دونوں ٹانگیں اوپر کر کے سمیٹیں اور ٹاپ فائیو سینڈی کے سیدھے ہوتے ہوئے سر میں پھنسا دیں اور ٹاپ فائیو سینڈی فضا میں اچھل کر گھومتی ہوئی دور جا گری۔

عمران ماہر جمناسٹک کی طرح اچھلا اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اس کی ناک سے خون رس رہا تھا اور ٹاپ فائیو سینڈی کی کہنیوں کی ضرب نے اس کی پسلیوں کو بھی جیسے بری طرح سے چٹخا دیا تھا۔ یہ عمران ہی تھا جو ٹاپ فائیو سینڈی کے اس قدر خوفناک داؤ اور ضربوں کے باوجود اس قدر تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا ورنہ دوسرا کوئی شاید زمین پر ہل بھی نہیں سکتا تھا۔ خوفناک ضربوں نے عمران کے دماغ کو ہلا کر رکھ دیا تھا اور اس کے سینے میں درد کی تیز لہریں اٹھ رہی تھیں۔ عمران نے زور سے سر جھٹک کر اپنے دماغ میں پیدا ہونے والے اندھیرے کو دور کیا اور ٹاپ فائیو سینڈی کی جانب وحشت بھری نظروں سے گھورنے لگا۔

ٹاپ فائیو سینڈی واقعی ماہر فائٹر تھی۔ وہ ایک طرف کھڑی گہری نظروں سے عمران کو گھور رہی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ عمران پر کوئی وار کرتی، اس بار حملے میں عمران نے پہل کی۔ عمران کا جسم یکلخت کسی پھرکی کی طرح گھوما اور اس کی گھومتی ہوئی لات پوری قوت سے ٹاپ فائیو سینڈی کے دائیں پہلو پر پڑی اور ٹاپ فائیو سینڈی لڑکھڑا کر بائیں طرف جھکی ہی تھی کہ عمران کی لات ایک اور گھماؤ

لیتی ہوئی ٹاپ فائیو سینڈی کی ٹانگوں سے ٹکرائی اور ٹاپ فائیو سینڈی دھاکے سے نیچے آ گری۔ ٹاپ فائیو سینڈی نے اچھل کر عمران کی ٹانگیں پکڑنے کی کوشش کی مگر عمران کی لات ایک بار پھر چلی اور ٹاپ فائیو سینڈی بری طرح سے چیختی ہوئی دور تک لڑھکتی چلی گئی۔

اس بار عمران کے بوٹ کی ضرب اس انداز میں ٹاپ فائیو سینڈی کے دائیں پہلو پر پڑی تھی کہ وہاں سے نہ صرف کھال پھٹ گئی تھی بلکہ گوشت بھی پھٹ گیا تھا اور خون ٹاپ فائیو سینڈی کی قمیض پر پھیلتا چلا گیا تھا۔ ٹاپ فائیو سینڈی نے زخمی ہونے کے باوجود جسم کو سمیٹ کر اٹھنا چاہا لیکن عمران اچھل کر آگے بڑھا اور اس کی لات پوری قوت سے ٹاپ فائیو سینڈی کے دائیں گال پر پڑی اور ٹاپ فائیو سینڈی کا گال پھٹتا چلا گیا جیسے کسی نے تلوار ماری ہو۔ اس کے حلق سے زور دار چیخ نکلی اور وہ بری طرح سے تڑپنے لگی۔ عمران نے دوسری ٹانگ چلائی لیکن اس بار ٹاپ فائیو سینڈی نے انتہائی پھرتی سے عمران کی ٹانگ پکڑی اور بجلی کی سی تیزی سے اپنا جسم گھماتے ہوئے عمران کو گرا دیا۔ عمران پشت کے بل گرا ہی تھا کہ ٹاپ فائیو سینڈی زخمی شیرنی کی طرح دھاڑتی ہوئی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کا چہرہ بگڑا ہوا تھا۔ اس کے گال سے خون بہہ رہا تھا جس نے اسے خوفناک بنا دیا تھا۔ شدید زخمی ہونے کے باوجود وہ جس تیزی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی تھی عمران کو اس کی طاقت پر حیرت ہو رہی تھی۔

پھر اچانک ٹاپ فائیو سینڈی نے پوری قوت سے زمین پر پڑے ہوئے عمران پر چھلانگ لگا دی۔ عمران نے اس کے چھلانگ لگاتے ہی اپنا جسم سمیٹا اور دونوں گھٹنے اوپر اٹھا دیئے اور ٹاپ فائیو سینڈی کا جسم اس کے گھٹنوں سے ٹکرایا اور ٹاپ فائیو سینڈی کے حلق سے ایک کربناک چیخ نکلی اور وہ پلٹ کر دائیں طرف گری اور بری طرح سے تڑپنے لگی۔ عمران کے گھٹنوں نے اس کی پسلیاں توڑ دی تھیں۔ اس نے ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کی مگر عمران اس سے بھی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ عمران نے اٹھتے ہی زور دار لات اس کی پسلیوں میں مار دی۔ ٹاپ فائیو سینڈی اچھلی اور اسی لمحے عمران برق رفتاری سے گھوما اور اس کی بیک کک ہوا میں اٹھی ہوئی ٹاپ فائیو سینڈی کے جسم پر اس بری طرح سے پڑی کہ وہ اڑتی ہوئی پیچھے دیوار سے جا ٹکرائی۔ ٹاپ فائیو سینڈی کا سر دیوار سے ٹکرایا تھا۔ اس کے حلق سے ہولناک دھاڑ سی نکلی اور وہ دھب سے زمین پر آ گری۔ چند لمحے وہ بری طرح سے ہاتھ پاؤں مارتی رہی اور پھر ساکت ہو گئی۔ اسی لمحے ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ گیٹ کھلا اور کیپٹن شکیل ریوالور لئے بجلی کی سی تیزی سے اندر آ گیا۔ اندر کا بدلا ہوا ماحول دیکھ کر وہ وہیں ٹھٹھک گیا۔

”میں باہر آپ کی اجازت کا انتظار کر رہا تھا مگر اب فائرنگ کی آواز سن کر اندر آ گیا“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”اسے دیکھو۔ اگر یہ زندہ ہے تو اسے اٹھا کر ڈارک روم میں

لے جا کر باندھ دو۔ میں جوزف اور جوانا کو دیکھتا ہوں“...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو کیپٹن شکیل نے ریوالور جیب میں رکھا اور ٹاپ فائیو سینڈی کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران تیز تیز چلتا ہوا جوزف اور جوانا کے پاس چلا گیا۔

”یہ زندہ ہے عمران صاحب۔ صرف بے ہوش ہوئی ہے“۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لے جاؤ اسے“...... عمران نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا اور پھر وہ جوزف پر جھک گیا۔ اس نے جوزف کے دل کی دھڑکن، اس کی نبض اور اس کی سانسیں چیک کیں اور پھر اس کی آنکھوں کے پپوٹے کھول کر اس کی آنکھیں دیکھنے لگا۔ جوزف کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ جیسے دماغ کا خون اس کی آنکھوں میں اتر رہا ہو۔ یہ دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ جوزف کو وہیں چھوڑ کر جوانا کی طرف بڑھا۔ جوانا کی حالت بھی جوزف سے مختلف نہیں تھی۔

”میں نے اسے ڈارک روم میں راڈز والی کرسی پر جکڑ دیا۔ عمران صاحب“...... کیپٹن شکیل نے واپس آ کر کہا۔

”ان دونوں کی زندگیاں خطرے میں ہیں۔ انہیں میرے ساتھ اٹھاؤ اور کمرے میں لے چلو۔ ان کا ہوش میں آنا بے حد ضروری ہے ورنہ دونوں مر جائیں گے“...... عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کیا واقعی انہیں سٹار ہوک بم سے بے ہوش کیا گیا ہے“۔ کیپٹن شکیل نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ اسی لئے کہہ رہا ہوں کہ ان کا ہوش میں آنا بے حد ضروری ہے“...... عمران نے سخت لہجے میں کہا اور پھر اس نے جوانا کو کاندھوں سے پکڑ کر اٹھا لیا۔ کیپٹن شکیل نے جوانا کی ٹانگیں پکڑیں اور پھر وہ دونوں اسے اٹھا کر ایک کمرے میں لے آئے۔ انہوں نے جوانا کو کمرے میں موجود ایک بیڈ پر لٹا دیا۔

”جوزف کو بھی لانا ہے۔ آؤ“...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے تشویش بھری نظروں سے جوانا کی طرف دیکھا اور پھر وہ عمران کے ساتھ کمرے سے نکل گیا۔ عمران کی سنجیدگی سے اسے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ جوزف اور جوانا کی زندگیاں شدید خطرے میں ہیں۔ ان دونوں نے باہر آ کر اسی طرح جوزف کو اٹھایا جس طرح جوانا کو اٹھایا تھا اور پھر وہ اسے بھی اس کمرے میں لے آئے۔ کمرے میں چونکہ ایک ہی بیڈ تھا اس لئے انہوں نے جوزف کو ایک صوفے پر لٹا دیا۔

”اب انہیں ہوش میں کیسے لایا جائے“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا“...... عمران نے سوچتے ہوئے کہا اور پھر جیسے اسے کوئی خیال آیا تو وہ چونک پڑا۔

”تم یہیں رکو۔ میں ابھی آتا ہوں“...... عمران نے کہا اور تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"تو تم بے ہوش نہیں ہوئے تھے"...... ٹائیگر نے جاسم دادا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں نے اپنی سانس روک لی تھی۔ تم نے میرے سر پر زور دار وار کئے تھے لیکن مجھ میں اتنی ہمت تھی کہ میں ان ضربوں کو برداشت کر لیتا۔ میں جان بوجھ کر بے ہوش ہو گیا تھا تاکہ میں تمہیں بم آف کرتے دیکھ سکوں۔ تم نے جس طرح بم کے بٹن سے انگوٹھا ہٹا لیا تھا میں اسی وقت سمجھ گیا کہ تم اب تک مجھے ڈاج دیتے آئے ہو۔ بٹن سے انگوٹھا ہٹنے سے بم بلاسٹ نہیں ہوا تھا اور تم نے اسے جیب میں ڈال لیا تھا۔ میں اسی انتظار میں تھا کہ تمہارا دھیان ادھر ادھر ہو اور میں جیب سے ریوالور نکال سکوں اور تم نے دوسری طرف جا کر یہ موقع مجھے خود ہی دے دیا۔ اب تم دونوں ہاتھ فوراً اوپر اٹھا لو ورنہ میں گولی چلانے میں ایک لمحے کی بھی دیر

نہیں لگاؤں گا"...... جاسم دادا نے سخت لہجے میں کہا۔

"مجھے ہلاک کرنا تمہارے لئے اتنا آسان نہیں ہو گا جاسم دادا۔ میں مرتے مرتے بھی تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا"...... ٹائیگر نے ہاتھ اوپر اٹھاتے ہوئے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"بکو مت۔ میں گولی تمہارے سر میں اتار دوں گا۔ تمہیں پھڑکنے کا بھی موقع نہیں ملے گا"...... جاسم دادا نے غرا کر کہا۔

"یہ بھی کوشش کر دیکھنا"...... ٹائیگر نے اسی انداز میں کہا۔

"اب بتاؤ۔ کون ہو تم۔ تمہارا نام کیا ہے اور تم مجھے اس طرح یہاں کیوں لائے تھے"...... جاسم دادا نے سخت لہجے میں کہا۔

"کس سوال کا جواب پہلے دوں۔ پہلے کا یا پھر دوسرے کا"۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم بہت زیادہ خوش فہمی میں مبتلا ہو مسٹر۔ میں تمہیں ایک لمحے میں گولی مار سکتا ہوں لیکن تمہیں ہلاک کرنے سے پہلے میں یہ ضرور جاننا چاہتا ہوں کہ تم ہو کون اور تم مجھے کیسے جانتے ہو"...... جاسم دادا نے غرا کر کہا۔

"یہ تمہارا چوتھا سوال ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"شٹ اپ۔ جواب دو مجھے"...... جاسم دادا نے غصیلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے گولی چلا دی۔ گولی ٹائیگر کے دائیں کان کے قریب سے گزر گئی۔

"یہ مت سمجھنا کہ میرا نشانہ غلط ہے۔ میں اڑتی ہوئی چڑیا کو بھی

نشانہ بنا سکتا ہوں۔ میں نے جان بوجھ کر تمہارے کان کے پاس سے گولی گزار کر تمہیں ایک چانس دیا ہے۔ اب تمہارے حق میں یہی اچھا ہو گا کہ مجھے صاف صاف بتا دو''...... جاسم دادا نے کہا۔

''ارے۔ یہ کیا''...... اچانک ٹائیگر نے اس انداز میں کہا جیسے جاسم دادا کے پیچھے کوئی آ گیا ہو۔ جاسم دادا ایک عام سا غنڈہ تھا اور وہ فوراً ٹائیگر کے داؤ میں آ گیا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے پلٹا اور اپنے پیچھے کسی کو نہ پا کر وہ واپس مڑا ہی تھا کہ ٹائیگر یکلخت اڑتا ہوا اس سے آ ٹکرایا۔ جاسم دادا کے منہ سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر گر پڑا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا ٹائیگر کی ٹانگ چلی اور جاسم دادا کے ہاتھ سے ریوالور نکلتا چلا گیا۔ ٹائیگر نے اچھل کر اسے چھاپنا چاہا مگر اسی لمحے جاسم دادا نے لیٹے لیٹے ٹانگیں چلائیں اور ٹائیگر پلٹا کھا کر ہوا میں اڑتا ہوا پیچھے دیوار سے جا ٹکرایا۔ جاسم دادا نے واقعی حیرت انگیز پھرتی سے دونوں ٹانگوں کی مدد سے اسے کسی گیند کی طرح اچھال دیا تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا ٹائیگر دیوار سے ٹکرا کر کسی کھلتے ہوئے سپرنگ کی طرح واپس پلٹ کر آیا اور جاسم دادا کے قریب آتے ہی وہ ہوا میں قلابازی کھا گیا اور اس کی دونوں ٹانگیں ایک ساتھ جاسم دادا کو آ لگیں اور جاسم دادا ایک بار پھر چیختا ہوا اچھل کر دور جا گرا۔ اس نے گرتے ہی اپنے جسم کو تیزی سے موڑا اور نہایت تیز رفتاری سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

جاسم دادا نے اٹھتے ہی ایک بار پھر ٹائیگر پر چھلانگ لگائی لیکن

ٹائیگر نہ صرف تیزی سے سائیڈ پر ہٹا بلکہ اس نے دونوں ہاتھوں سے ہوا میں اٹھے ہوئے جاسم دادا کو پکڑا اور پھر اس کے دونوں ہاتھ تیزی سے حرکت میں آئے اور جاسم دادا گھومتا ہوا دوسری طرف جا گرا۔ اس نے گرتے ہی زمین پر لوٹنی لگائی اور نہایت پھرتی سے اپنی ریوالور اٹھا کر سیدھا ہو گیا لیکن اسی لمحے ٹائیگر اس پر جھپٹا اور وہ فرش پر پھسلتا ہوا جاسم دادا کی طرف لڑھکا۔ اس بار اس کی ٹانگیں جاسم دادا کے گھٹنوں سے ٹکرائی تھیں اور جاسم دادا کو اس پر فائر کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ وہ اچھل کر پیچھے دیوار سے ٹکرایا اور ایک دھماکے سے نیچے گرا۔ اس کے ہاتھ سے ریوالور ایک بار پھر گر گیا تھا۔ ٹائیگر اس کے گھٹنوں پر ضربیں لگا کر اس کے ساتھ گھسٹتا آیا تھا۔ جیسے ہی جاسم دادا کے ہاتھ سے ریوالور گرا ٹائیگر نے فوراً جھپٹ کر ریوالور پکڑا اور زمین پر گھومتا ہوا دوسری طرف چلا گیا۔ پھر وہ سیدھا ہوا اور اس نے یکے بعد دیگرے دو گولیاں چلا دیں۔ ماحول جاسم دادا کی تیز چیخوں سے بری طرح سے گونج اٹھا۔ ٹائیگر نے اس کی دونوں ٹانگوں پر فائرنگ کی تھی۔

''تت۔ تت۔ تم۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا''...... جاسم دادا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ ٹائیگر اٹھا اور ریوالور لے کر جاسم دادا کے قریب آ گیا۔

''بس۔ اب میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ میں تم سے جو پوچھوں وہ بتاتے جاؤ۔ جہاں تمہاری زبان رکے گی ایک گولی چلے

گی اور تم اپاہج ہوتے چلے جاؤ گے''...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

''میں تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گا۔ سمجھے تم''...... جاسم دادا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے ایک بار پھر اس پر گولی داغ دی۔ اس بار گولی جاسم دادا کے دائیں کندھے میں لگی اور جاسم دادا حلق کے بل چیختا ہوا لوٹ پوٹ ہونے لگا۔

''آخر چاہتے کیا ہو تم''...... جاسم دادا نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''اب آئے ہو لائن پر۔ گڈ۔ تم سیٹھ سکندر کے خاص آدمی ہو۔ میں اس کے بارے میں تم سے تفصیل معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ وہ کون ہے، اس کا حلیہ کیا ہے، فائن کلب میں وہ کہاں بیٹھتا ہے اور یہ کہ فائن کلب کے اندر جانے کا خفیہ راستہ کون سا ہے اور کہاں ہے''...... ٹائیگر نے ایک ساتھ کئی سوال کرتے ہوئے کہا تو جاسم دادا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''یہ سب تم کیوں جاننا چاہتے ہو''...... جاسم دادا نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''سوال نہیں۔ مجھے جواب چاہئے۔ صرف جواب۔ سوال کیا تو پھر گولی چلا دوں گا''...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

''سیٹھ صاحب کے بارے میں، میں کچھ زیادہ نہیں جانتا۔ وہ''...... جاسم دادا نے اتنا ہی کہا تھا کہ ٹائیگر نے دو بار گولیاں چلا

دیں اور وہ دونوں گولیاں جاسم دادا کے کانوں کی لوئیں اڑاتی چلی گئیں اور جاسم دادا حلق کے بل دھاڑنے لگا۔

''میں جھوٹ بھی برداشت نہیں کرتا۔ اس ریوالور میں اب بھی تین گولیاں باقی ہیں۔ دو گولیاں محض تمہیں زخمی کریں گی اور آخری گولی میں تمہارے سر میں اتار دوں گا۔ اب بھی وقت ہے۔ منہ کھول دو۔ میں تمہاری جان بخش سکتا ہوں اور تمہیں اٹھا کر کسی ہسپتال کے سامنے بھی پھینک دوں گا جہاں تمہاری جان بچ جائے گی ورنہ''...... ٹائیگر نے کہا اور اس کا خوفناک لہجہ سن کر جاسم دادا لرز کر رہ گیا۔

''ٹھ۔ ٹھ۔ ٹھیک ہے۔ مجھے جو معلوم ہے میں بتا دیتا ہوں''۔ اس بار جاسم دادا نے ہکلاتے ہوئے کہا اور پھر اس کی زبان قینچی کی طرح چلنے لگی۔

''گڈ۔ اب ٹاپ فائیو کے بارے میں بتاؤ''...... ٹائیگر نے کہا تو جاسم دادا چونک پڑا۔

''ٹاپ فائیو۔ کون ٹاپ فائیو۔ میں کسی ٹاپ فائیو کے بارے میں نہیں جانتا''...... جاسم دادا نے چونکتے ہوئے کہا۔

''اگر نہیں جانتے تو پھر تم اپنے باس سے کسی کراؤن کے بارے میں بات کر رہے تھے جس کے لئے تمہیں باس کی ایمرجنسی کال چھوڑنے کی اجازت ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ۔ وہ پانچ غیر ملکی ہیں۔ میں نے انہیں نہیں دیکھا۔ ان کی

بات ڈائریکٹ باس سے ہوئی تھی۔ البتہ باس نے مجھے یہ ہدایات ضرور دی تھیں کہ اس نے پانچ غیر ملکیوں کو میرا نمبر دے رکھا ہے اور انہیں میرا نام بھی بتا دیا ہے۔ انہیں جب بھی میری یا میرے آدمیوں کی ضرورت ہوئی تو وہ مجھے کال کریں گے اور میں ہر کام چھوڑ کر ان کا کام کروں گا۔ اس کے لئے چاہے مجھے باس کا کوئی انتہائی ضروری کام بھی کیوں نہ چھوڑنا پڑے“...... جاسم دادا نے کہا۔

”کیا ان پانچوں کا رابطہ نمبر نہیں دیا تھا تمہیں باس نے“۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

”نہیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ ضرورت کے وقت وہ کسی بھی نمبر سے مجھے کال کر سکتے ہیں۔ البتہ باس نے مجھے ان کے نام بتا دیئے تھے۔ ایک کا نام کراؤن ہے۔ دوسرے کا نام جیکسن ہے۔ تیسرے کا نام گراہم اور دو غیر ملکی لڑکیاں ہیں جن کے نام سارتھا اور فوکسی ہیں“...... جاسم دادا نے کہا تو ٹائیگر نے اندازہ لگا لیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

”ان پانچوں میں سے کسی نے رابطہ کیا تھا تم سے“...... ٹائیگر نے پوچھا۔

”نہیں۔ اب تک کسی نے کال نہیں کی ہے“...... جاسم دادا نے جواب دیا۔

”سیٹھ سکندر کے قریبی افراد کے نام بتاؤ جو تمہیں بھی بخوبی

جانتے ہوں“...... ٹائیگر نے کہا تو جاسم دادا نے چند افراد کے نام بتا دیئے۔

”ان سب کے حلیئے اور ان کی کوئی خاص نشانی“...... ٹائیگر نے کہا تو جاسم دادا نے یہ سب بھی بتا دیا۔

”کسی خفیہ راستے کے بارے میں نہیں بتایا تم نے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”مجھے یہ ضرور معلوم ہے کہ باس کے کمرے میں ایک خفیہ راستہ ہے جہاں سے وہ اپنے آفس میں آتا جاتا ہے۔ مگر مجھے بلکہ کلب کے کسی آدمی کو بھی اس خفیہ راستے کا علم نہیں ہے“...... جاسم دادا نے کہا۔

”پھر تم اس کے آفس میں کیسے جاتے ہو“...... ٹائیگر نے پوچھا۔

”کلب کے اندر سے بھی لفٹ کے ذریعے ایک راستہ ہے جو اس کے کمرے میں جاتا ہے۔ جب باس کو ضرورت ہوتی ہے تو ہم اس راستے سے اس کے پاس جاتے ہیں“...... جاسم دادا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر نے اس سے ضرورت کی کئی باتیں معلوم کیں۔ خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے جاسم دادا کی حالت خراب ہوتی جا رہی تھی اور موت کے خوف کا اس کے دماغ پر غلبہ تھا اس لئے وہ ٹائیگر کی ہر بات کا جواب دیتا رہا اور پھر اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ اس کا جسم بری طرح سے تھرتھرانے لگا۔ وہ نزع کی

حالت میں تھا اور ٹائیگر جانتا تھا کہ نزدیک کوئی ہسپتال نہیں ہے۔ وہ اسے دور کسی ہسپتال میں لے جانے کی کوشش کرتا بھی تو جاسم دادا راستے میں ہی دم توڑ دیتا۔ وہ تڑپ تڑپ کر اور اذیت ناک موت کا شکار نہ ہو اس لئے ٹائیگر نے اس کے سر میں ایک گولی اتار دی اور اسے دنیا کے ہر غم اور ہر سوچ سے ہمیشہ کے لئے آزاد کر دیا۔

ٹیکسی رکی اور ٹیکسی کا دروازہ کھول کر تنویر فوراً باہر آ گیا۔ دوسری طرف سے صفدر باہر نکلا۔ اس نے والٹ نکالا اور والٹ سے نوٹ نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ دینے لگا جبکہ تنویر ٹیکسی سے نکلتے ہی بھاگ کر ایک کئی منزلہ عمارت کی بیسمنٹ کی طرف چلا گیا تھا۔ ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ دے کر صفدر بھی عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ یہ رہائشی فلیٹوں کی عمارت تھی۔ ان میں گیارہویں فلور پر جولیا کا فلیٹ تھا۔

تنویر نے جولیا کو کال کرنے کی کوشش کی تھی مگر اسے جولیا کے نمبر سے کوئی رسپانس نہیں ملا تھا۔ پھر اس نے جولیا سے واچ ٹرانسمیٹر پر بھی رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن جولیا کا کوئی جواب نہ ملا۔ تنویر نے کراسٹی اور پھر صالحہ سے بات کرنی چاہی مگر ان کے سیل فون اور واچ ٹرانسمیٹرز سے اسے کوئی جواب نہیں مل رہا تھا

جس پر تنویر پریشان ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ پھر اس نے دوسرے ساتھیوں سے رابطے کئے تو اس کے ان سب سے رابطے مل گئے۔ وہ سب ان سے دور تھے اس لئے صفدر اور تنویر انہیں اپنی مدد کے لئے نہیں بلا سکتے تھے۔ وہ دونوں سڑک کی طرف چل دیئے۔ تنویر کے تعلقات ٹیلی کمیونیکیشن میں تھے۔ اس نے فوراً وہاں رابطہ کیا اور جولیا، کراسٹی اور صالحہ کے سیل فون کو ٹریک کرنے کا کہا۔ چند ہی لمحوں میں اسے جواب مل گیا کہ تینوں نمبر ایک ہی جگہ اور ایک ہی پلازہ میں آن تھے مگر ان کی طرف سے کوئی رسپانس نہیں مل رہا تھا۔

رہائشی پلازہ کا نام سن کر تنویر کی پریشانی بڑھ گئی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اس پلازہ کے ایک فلیٹ میں جولیا رہتی ہے۔ تینوں لڑکیوں کا جولیا کے فلیٹ میں ہونا، ان کا کالز اٹنڈ نہ کرنا تنویر کو بری طرح سے چبھ رہا تھا۔ اس نے جولیا کے فلیٹ کے نمبر پر بھی کال کی تھی مگر دوسری طرف سے اس کی کال اٹنڈ ہی نہیں کی جا رہی تھی۔ اس نے صورت حال سے صفدر کو آگاہ کیا تو وہ بھی پریشان ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

صفدر نے تنویر کو مشورہ دیا تھا کہ وہ اس صورت حال سے چیف کو آگاہ کرے۔ چیف کا جو فیصلہ ہوگا اس پر عمل کیا جائے لیکن معاملہ جولیا کا ہو اور تنویر نچلا بیٹھا رہے یہ کیسے ممکن تھا۔ اس کی ایک ہی رٹ تھی کہ وہ پہلے خود جا کر جولیا کے فلیٹ میں دیکھنا چاہتا

کہ وہاں کیا ہوا ہے۔ چنانچہ صفدر نے اس کی بات مان لی۔ دوسری سڑک پر آتے ہی انہیں ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔ تنویر نے اسے اس رہائشی پلازہ کا ایڈریس بتایا جہاں جولیا رہتی تھی اور پھر وہ اس ٹیکسی میں یہاں پہنچ گئے۔ صفدر ابھی پلازہ کے قریب گیا ہی تھا کہ تنویر بھاگتا ہوا واپس آ گیا۔

"پارکنگ میں مس جولیا اور مس صالحہ کی کاریں موجود ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ واقعی کسی مصیبت میں ہیں اور فلیٹ میں ہی ہیں"...... تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

"چلو۔ دیکھتے ہیں"...... صفدر نے کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے پلازہ کے اس حصے کی طرف بڑھتے چلے گئے جہاں لفٹیں لگی ہوئی تھیں۔ پلازہ کی دس لفٹیں تھیں اور سب کام کر رہی تھیں۔ ایک لفٹ گراؤنڈ فلور پر ہی تھی۔ صفدر اور تنویر اسی لفٹ میں آ گئے۔ لفٹ آپریٹر نے ان کی طرف دیکھا تو تنویر نے آگے بڑھ کر کنٹرول پینل کا گیارہ نمبر پریس کر دیا۔ لفٹ آپریٹر نے اثبات میں سر ہلایا اور لفٹ کا آٹومیٹک ڈور کلوز بٹن پریس کر دیا۔ دروازہ بند ہوا اور لفٹ ایک خفیف سے جھٹکے سے اوپر اٹھتی چلی گئی۔ کچھ ہی دیر میں لفٹ گیارہویں فلور پر رکی تو آٹومیٹک دروازہ کھل گیا اور لفٹ کا دروازہ کھلتے ہی تنویر تیزی سے باہر نکل گیا اور پھر تیزی سے ایک طرف دوڑتا چلا گیا۔ ایک راہداری سے گزر کر وہ ایک گیلری کی طرف آیا اور پھر بھاگتا ہوا ایک فلیٹ کے دروازے پر جا کر

رک گیا۔ اس نے دروازے کے سائیڈ پر لگے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ اندر گھنٹی بجی اور بجتی ہی چلی گئی۔

''مس جولیا دروازہ کھولیں۔ دروازہ کھولیں پلیز''...... تنویر نے مسلسل بیل بجاتے ہوئے انتہائی بے قراری کے عالم میں کہا۔ اندر بیل بجنے کی آواز تو سنائی دے رہی تھی لیکن دوسری کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔

''کیا ہوا۔ دروازہ نہیں کھلا''...... صفدر نے اس کے پاس آتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ اندر ضرور کچھ گڑبڑ ہے۔ تمہارے پاس ماسٹر کی ہوگی تم کھولو دروازہ''...... تنویر نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور جیب میں ہاتھ ڈال کر ماسٹر کی نکالنے لگا۔ اس طرف اور کوئی نہیں تھا اس لئے صفدر ماسٹر کی نکال کر دروازہ کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔ تنویر نے فوراً جیب سے اپنا مشین پسٹل نکال لیا جو اسے وہاں گرا ہوا مل گیا تھا۔

''یہ کس لئے''...... صفدر نے پوچھا۔

''اندر کوئی اور بھی ہو سکتا ہے''...... تنویر نے کہا تو صفدر اثبات میں سر ہلا دیا۔ تنویر کی بات درست ہو سکتی تھی کیونکہ دروازہ اندر سے لاک تھا۔ اگر کسی نے جولیا، کراسٹی اور صالحہ کو نقصان پہنچایا ہوتا اور وہ وہاں سے نکل گیا ہوتا تو انہیں دروازہ کھلا ہوا ملنا چاہئے تھا۔

چند ہی لمحوں میں کلک کی آواز سنائی دی اور لاک کھل گیا۔
لاک کھلنے کی آواز سن کر صفدر فوراً دیوار کی سائیڈ سے لگ گیا۔ تنویر پہلے ہی دوسری دیوار سے چپکا ہوا تھا۔ صفدر نے ہاتھ بڑھا کر جھٹکے سے دروازہ اندر کی طرف کھول دیا۔ ان دونوں نے کان لگا کر اندر کی سن گن لی لیکن اندر سے کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔ تنویر ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر وہ یکلخت گن لے کر اچھل کر دروازے کے سامنے آ گیا۔ سامنے راہداری خالی تھی۔ تنویر فوراً اندر آ گیا۔ اس نے صفدر کو بھی اشارہ کیا تو صفدر بھی اپنا مشین پسٹل نکال کر اندر آ گیا۔ پھر ان دونوں نے راہداری کی مخالف سمتوں میں کمریں لگائیں اور احتیاط کے ساتھ آگے بڑھنے لگے۔

راہداری کے اختتام پر آ کر وہ رک گئے۔ تنویر نے احتیاط سے دوسری طرف سر نکال کر دیکھا اور پھر فوراً سر پیچھے کر لیا۔ اگر دوسری طرف کوئی ہوتا تو اس کے سر نکالتے ہی کوئی نہ کوئی ردعمل ضرور ہوتا لیکن دوسری طرف کوئی نہیں تھا۔ تنویر فوراً سیدھا ہو گیا اور پھر وہ دونوں تیزی سے سامنے آ گئے۔ سامنے سٹنگ روم تھا جو انہیں واضح طور پر دکھائی دے رہا تھا۔ سٹنگ روم کا منظر دیکھ کر وہ دونوں ٹھٹک پڑے۔ انہیں فرش پر جولیا، کراسٹی اور صالحہ پڑی ہوئی دکھائی دیں۔ ان کے قریب ایک کرسی پڑی ہوئی تھی جو الٹی ہوئی تھی۔ اس کرسی کے ساتھ ایک نوجوان لڑکی بندھی ہوئی تھی۔ وہ بھی بے حس و حرکت تھی۔

"اوہ۔ کیا ہوا ہے انہیں۔ یہ اس طرح کیوں پڑی ہوئی ہیں"۔ تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

"تم انہیں چیک کرو۔ میں باقی فلیٹ دیکھتا ہوں۔ شاید کوئی اور بھی اندر ہو"...... صفدر نے کہا تو تنویر تیزی سے جولیا کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جولیا کی سانسیں اور پھر نبض چیک کی تو اس کے چہرے پر سکون سا چھا گیا۔ جولیا صرف بے ہوش تھی۔ پھر تنویر نے کراسٹی اور صالحہ کو چیک کیا۔ وہ دونوں بھی بے ہوش تھیں اور کرسی پر بندھی ہوئی لڑکی بھی ان کی طرح بے ہوش تھی۔

"نہیں۔ فلیٹ میں کوئی نہیں ہے"...... صفدر نے سارا فلیٹ چیک کر کے واپس سٹنگ روم میں آتے ہوئے کہا۔

"یہ چاروں بے ہوش ہیں اور انہیں بے ہوش ہوئے دو گھنٹے سے زیادہ وقت ہو چکا ہے"...... تنویر نے کہا۔ اس نے یہ اندازہ چاروں کی نبضیں چیک کر کے لگایا تھا۔

"یہاں ٹارس گیس کی ہلکی سی بو موجود ہے۔ یہ شاید اسی گیس سے بے ہوش ہوئی ہیں"...... صفدر نے ہوا میں موجود بے حد گیس کی بو محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"ٹارس گیس۔ اوہ۔ یہ تو انتہائی زہریلی گیس ہے۔ اگر یہاں ٹارس گیس موجود تھی اور یہ اس گیس سے بے ہوش ہوئی تھیں تو دو گھنٹوں میں تو ان چاروں کو ہلاک ہو جانا چاہئے تھا۔ ٹارس تو ایک گھنٹے کے اندر اندر کسی بھی جاندار کو ٹریٹمنٹ نہ ملنے پر

کر سکتی ہے"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کمرے میں بارود کی بو بھی موجود ہے۔ یہاں فائرنگ بھی ہوئی ہے۔ میں نے ایک رسالے میں ٹارس گیس کے بارے میں پڑھا تھا۔ اس میں بتایا گیا تھا کہ جلے ہوئے بارود کی بو میں ٹارس گیس کا اثر انتہائی کم ہو جاتا ہے۔ اس گیس سے جاندار بے ہوش تو ہو جاتا ہے لیکن اس کی ہلاکت نہیں ہوتی"...... صفدر نے کہا۔

"اوہ۔ لیکن یہ ٹارس گیس یہاں آئی کیسے۔ یہ لڑکی تو بندھی ہوئی ہے۔ اگر اس نے ٹارس گیس پھیلائی ہوتی تو یہ یہاں اس حال میں نہ ہوتی"...... تنویر نے کہا۔

"ٹارس گیس کو جدید بیٹریوں کو زیادہ دن استعمال میں رکھنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ ان بیٹریوں میں کاربن کی جگہ یہی گیس استعمال ہوتی ہے۔ وہ دیکھو ایک مشین ٹوٹی ہوئی ہے۔ اس مشین کو باقاعدہ فائرنگ کر کے تباہ کیا گیا ہے۔ میرا خیال ہے اس لڑکی کو قابو میں کرنے کے بعد مس جولیا، کراسٹی اور صالحہ نے اس مشین کو خطرناک سمجھ کر اسے پھینک دیا تھا اور اس پر فائرنگ کر دی تھی جس سے مشین کی بیٹری بھی ٹوٹ گئی اور یہاں ٹارس گیس پھیل گئی۔ کمرے میں جلے ہوئے بارود کی بو تھی اس لئے یہ سب اس گیس سے بے ہوش ہو گئیں۔ اگر یہاں فائرنگ نہ ہوئی ہوتی تو واقعی اس گیس کے اثر سے یہ سب ہلاک ہو گئی ہوتیں"...... صفدر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"پھر تو یہ سب معجزاتی طور پر ہی زندہ بچی ہیں"...... تنویر نے کہا
تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"بالکل۔ لیکن یہ لڑکی کون ہے۔ اس کمرے کی حالت سے تو
پتہ چلتا ہے جیسے یہاں اچھی خاصی دھینگا مشتی ہوئی ہے"...... صفدر
نے کہا۔

"شاید اس لڑکی کا تعلق بھی ٹاپ فائیو سے ہے"...... تنویر نے
کہا۔

"ہاں۔ ہوسکتا ہے۔ لیکن یہ یہاں کیسے پہنچ گئی"...... صفدر نے
کہا۔

"ادھر ہم پر بھی جان لیوا حملہ کیا گیا تھا۔ میری خاور اور صدیقی
سے بات ہوئی تھی۔ انہیں بھی باقاعدہ ہلاک کرنے کی کوشش کی
تھی اور صدیقی نے یہ بھی بتایا تھا کہ عمران ان سے ملا تھا اور انہ
بتا رہا تھا کہ رانا ہاؤس میں جوزف اور جوانا بھی خطرے میں ہیں
ادھر مس جولیا سمیت کراسٹی اور صالحہ اس طرح پڑی ہوئی ہیں۔
سب پر ہی مسلسل حملے کئے جا رہے ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ٹا
فائیو یہاں سیکرٹ سروس کو ہلاک کرنے کا ہی مشن لے کر آئی ہو
تنویر نے اپنے طور پر تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"حالات اور واقعات تو اسی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ ا
تک اس لڑکی سمیت چار افراد سامنے آئے ہیں جبکہ ٹاپ فائیو
بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ پانچ ایک ساتھ جاتے ہیں اور ا

ساتھ ہی کارروائیاں کرتے ہیں۔ اگر یہ وہی ہیں تو ان کا پانچواں
ساتھی کہاں ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ہوسکتا ہے وہ کسی اور کی تلاش میں ہو۔ میرا مطلب ہے کہ
ہم میں سے ہی کسی اور کی تلاش میں"...... تنویر نے کہا۔

"ممکن ہے ایسا ہی ہو۔ لیکن میں کچھ اور ہی سوچ رہا ہوں"۔
صفدر نے کہا۔

"وہ کیا"...... تنویر نے پوچھا۔

"مجھے ایسے لگ رہا ہے جیسے ان لوگوں کا مشن کچھ اور ہے اور
پانچواں آدمی اس مشن پر کام کر رہا ہے جبکہ باقی چار ہمارے پیچھے
لگے ہوئے ہیں تاکہ ہماری توجہ اس کی طرف نہ جا سکے اور وہ
آسانی سے اپنا مشن مکمل کر لے"...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

"اس خیال کی وجہ"...... تنویر نے پوچھا۔

"وجہ صاف ہے۔ ہم پر تیز حملے کرنا اور سنبھلنے کا موقع نہ دینا۔
چار ٹاپ فائیو کا ہمارے سامنے آنا اور پانچویں کا غائب رہنا۔ اگر
ان پانچوں نے ہم پر حملے کئے ہوتے تو اور بات تھی لیکن اب تک
کے واقعات میں ان پانچوں میں سے صرف چار ہی ایکسپوز ہوئے
ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"مشن کیا ہوگا ان کا"...... تنویر نے پوچھا۔

"اس کا جواب تو یہ لڑکی ہی دے سکتی ہے"...... صفدر نے

جواب دیا۔

"پہلے میں مس جولیا اور ان دونوں کو ہوش میں لے آؤں پھر اسے ہوش میں لا کر پوچھتے ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"اس کا تعلق ٹاپ فائیو سے ہے۔ مشکل ہی ہے کہ یہ زبان کھول دے"...... صفدر نے کہا۔

"میرا تعلق بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ دیکھوں گا یہ میرے سامنے کیسے زبان نہیں کھولتی"...... تنویر نے کہا۔ اس کے لہجے میں غراہٹ کا عنصر شامل تھا۔ وہ جولیا کی طرف بڑھا اور اس نے جولیا کی ناک پکڑ کر اور اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اس کا سانس روک دیا۔ چند لمحوں بعد جیسے ہی جولیا کا سانس رکا تو اس کے جسم کو یکلخت زور دار جھٹکا لگا۔ تنویر نے اس کی ناک اور منہ سے ہاتھ نہیں ہٹایا تو جولیا یکلخت بری طرح سے ہاتھ پاؤں مارنے لگی اور پھر یکلخت اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ اسے آنکھیں کھولتے ہوئے دیکھ کر تنویر نے اس کی ناک چھوڑ کر اس کے منہ سے بھی ہاتھ ہٹا لیا اور جولیا یوں تیز تیز سانس لینے لگی جیسے میلوں سے دوڑ لگا کر آ رہی ہو۔

"مس جولیا۔ آپ ٹھیک تو ہیں"...... تنویر نے جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ جولیا جو آنکھیں کھولے چھت کو گھور رہی تھی اس آواز سن کر چونک پڑی اور پھر وہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"ہاں۔ میں ٹھیک ہوں۔ کیا ہوا تھا مجھے اور تم دونوں یہاں

کر رہے ہو"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا شعور جیسے ابھی دھندلے اندھیرے میں ہو۔

"آپ ٹارس گیس کی وجہ سے بے ہوش ہو گئی تھیں مس جولیا۔ آپ کے ساتھ یہاں مس کراسٹی اور مس صالحہ بھی موجود ہیں اور یہ لڑکی جسے آپ نے کرسی سے باندھ رکھا ہے یہ بھی بے ہوش ہے"...... صفدر نے کہا تو جولیا چونک کر ان کی طرف دیکھنے لگی۔

"اوہ۔ اوہ۔ وہ زہریلا دھواں۔ میں زہریلے دھویں سے بے ہوش ہوئی تھی۔ اس لڑکی کی جیب سے مانیٹرنگ مشین نکلی تھی جسے کراسٹی نے اس طرف پھینک دیا تھا اور صالحہ نے اس مشین پر فائرنگ کر کے اسے تباہ کر دیا تھا۔ پھر اچانک اس تباہ شدہ مشین سے سبز رنگ کا دھواں نکلنے لگا جس سے میری حالت غیر ہو گئی اور میں بے ہوش ہو کر گر گئی تھی"...... جولیا نے تیز تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

"اس مشین میں ٹارس گیس سے توانائی حاصل کرنے والی بیٹری لگی ہوئی تھی جو گولی لگنے سے ٹوٹ گئی تھی اور اس سے گیس باہر آ گئی تھی۔ یہ تو آپ سب کی قسمت اچھی تھی کہ اس مشین کو فائرنگ کر کے تباہ کیا گیا تھا جس سے یہاں جلے ہوئے بارود کی بو بھی پھیل گئی تھی۔ اس جلے ہوئے بارود سے ٹارس گیس کا زہریلا پن ختم ہو گیا تھا اور آپ سب صرف بے ہوش ہی ہوئی تھیں ورنہ اس خطرناک زہریلی گیس سے آپ سب ہلاک بھی ہو سکتی تھیں"۔ تنویر

نے صفدر کی بتائی ہوئی معلومات کے تحت کہا۔

''اوہ۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہماری جانیں بچ گئیں''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں بالکل۔ اللہ کی رحمت ہوگئی ہے اور آپ سب معجزاتی طور پر بچ گئی ہیں۔ مگر یہ لڑکی کون ہے اور آپ نے اسے یہاں کیوں باندھ رکھا ہے''...... صفدر نے کہا تو جولیا نے اسے ٹاپ فور ڈورا کے بارے میں بتا دیا۔

''اوہ۔ تو ان کا باس دوسری طرف موجود ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ میرا اندیشہ درست تھا۔ یہ چاروں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران، عمران اور ان کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے اور الجھائے رکھنے کے چکروں میں تھے تاکہ ان کا باس اپنے مشن پر کام کرتا رہے''...... صفدر نے کہا۔

''اس نے تو یہی بتایا تھا لیکن اس نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ اور اس کے ساتھی بھی نہیں جانتے کہ اس کا باس یہاں کیا مشن لے کر آیا ہے اور وہ کہاں ہے''...... جولیا نے کہا۔

''یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ انہیں مشن کا پتہ نہ ہو۔ میں ابھی اسے ہوش میں لا کر اس سے اگلواتا ہوں''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''پہلے ان دونوں کو ہوش میں لاؤ۔ پھر اسے ہوش میں لا کر بات کرتے ہیں''...... جولیا نے کہا تو تنویر، کراسٹی اور صالحہ کو ہوش میں لانے میں مصروف ہوگیا۔ ہوش میں آ کر ان دونوں کا حال

بھی جولیا سے مختلف نہیں ہوا تھا۔

''لیکن تم دونوں یہاں کیسے آ گئے۔ تمہیں کیسے پتہ چلا کہ ہم یہاں خطرے میں ہیں اور بے ہوش ہیں''...... جولیا نے پوچھا تو صفدر نے اسے تفصیل بتا دی۔

''سیل فون کے ٹریکنگ سسٹم نے واقعی کسی بھی انسان کے بارے میں ان کی صحیح لوکیشن بتانے کا طریقہ آسان کر رکھا ہے''۔ جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ ٹاپ فور ڈورا کو ہوش میں لا کر اس سے ان کے اصل مشن کے بارے میں پوچھنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم یہاں بیٹھے باتیں کرتے رہ جائیں اور ان کا باس مشن پورا کر لے''...... صالحہ نے کہا۔

''ہاں۔ ٹھیک ہے''...... تنویر نے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر ٹاپ فور ڈورا کی کرسی سیدھی کی اور اسے بھی چند ہی لمحوں میں ان سب کی طرح ہوش میں لے آیا۔ خود کو پانچ افراد کے گھیرے میں دیکھ کر ٹاپ فور ڈورا کا چہرہ غصے سے بگڑ گیا تھا۔ پھر اس کی نظریں ٹوٹی ہوئی مشین پر پڑیں تو ایک لمحے کے لئے اس کا رنگ بدل گیا اور وہ پلٹ کر جولیا کی طرف دیکھنے لگی۔

''اس مشین کو میں نے تباہ کیا تھا''...... جولیا نے کہا۔

''جانتی ہو اس میں ٹارس گیس پاور سے چلنے والی بیٹری لگی ہوئی تھی جو انتہائی زہریلی اور خطرناک گیس ہوتی ہے۔ جب بیٹری ٹوٹی

تھی تو مجھے اچانک ہوش آ گیا تھا اور ٹارس گیس دیکھ کر میں گھبرا گئی تھی۔ تم تینوں گری ہوئی تھیں اور میں بندھی ہوئی تھی۔ میں نے خود کو ان رسیوں سے آزاد کرانے کی بے حد کوشش کی تھی۔ میں نے ٹارس گیس سے بچنے کے لئے سانس بھی روک لیا تھا مگر میں زیادہ دیر سانس نہ روک سکی اور پھر ٹارس گیس میرے دماغ میں چڑھ گئی''...... ٹاپ فور ڈورا نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''ہمارے ساتھیوں کی طرح تمہاری قسمت بھی تم پر مہربان تھی مس ٹاپ فور ڈورا۔ اس مشین کو فائرنگ کر کے توڑا گیا تھا۔ کمرے میں جلے ہوئے بارود کی بو ہونے کی وجہ سے ٹارس گیس کا اثر انتہائی کم ہو گیا تھا ورنہ اب تک تم واقعی ملک عدم سدھار گئی ہوتی''...... صفدر نے کہا تو اس کی بات سن کر ٹاپ فور ڈورا کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔

''اب تم ہمیں بتاؤ گی کہ تم یہاں کیوں آئی تھی۔ تمہارے لئے اب یہی بہتر ہو گا کہ تم اپنی زبان کھول دو ورنہ ہم تمہارا بھیانک حشر کریں گے''...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

''میں انہیں بتا چکی ہوں۔ یہ تینوں میرے ٹارگٹ لسٹ میں ہیں۔ میں انہیں ہلاک کرنے کے لئے یہاں آئی تھی''...... ٹاپ فور ڈورا نے بغیر کسی عذر کے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہم تمہارے ٹاپ فائیو کے مشن کے بارے میں پوچھ رہے ہیں''...... صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔

''یہی ہمارا مشن ہے۔ ہم سب نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو ہلاک کرنا ہے اور بس''...... ٹاپ فور ڈورا نے کہا۔

''اور تمہارا باس بلیک سیکارلی۔ وہ کہاں ہے''...... تنویر نے پوچھا۔ اس کے لہجے میں طنزیہ غراہٹ تھی۔

''میں نہیں جانتی۔ سب الگ الگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہیں''...... ٹاپ فور ڈورا نے سر جھٹک کر کہا۔

''کیا وہ بھی تم چاروں کی طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو ہلاک کرنے کے لئے نکلا ہوا ہے''...... تنویر نے پوچھا۔

''نہیں۔ تم سب کو ہلاک کرنے کے لئے ٹاپ فور کام کر رہے ہیں۔ باس بلیک سیکارلی کہاں ہے، اس کا مشن کیا ہے، اس کے بارے میں، میں اور میرے دوسرے ساتھی بھی نہیں جانتے''۔ ٹاپ فور ڈورا نے وہی پہلے والا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''دیکھو۔ میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ اپنی زبان کھول دو۔ تمہارے لئے یہی بہتر ہو گا ورنہ تم جیسی ٹاپ ایجنٹوں کی زبان کھلوانے کے ہمیں اور بھی طریقے آتے ہیں''...... تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں جانتی ہوں تم لوگوں کے طریقے۔ کسی کی زبان کھلوانے کے لئے تم انتہائی سفاک اور درندے بن جاتے ہو۔ ناک، کان اور گال کاٹنے کے ساتھ ساتھ تم درندوں کی طرح دوسروں کی آنکھیں بھی پھوڑ دیتے ہو۔ تمہارے ساتھی گردن پر پیر رکھ کر

مخصوص رگ دبا کر بھی دوسرے کی جان کھینچ لیتے ہیں تاکہ وہ زبان کھول دے اور تمہارے دو ساتھی جوزف اور جوانا تو زبان کھلوانے کے لئے ہڈیاں بھی توڑ دیتے ہیں مگر تم میرے ساتھ ایسا کچھ بھی نہیں کرسکو گے۔ تمہارا کوئی بھی حربہ، کوئی بھی تشدد مجھ پر اثر نہیں کرے گا۔ مجھے جو بتانا تھا وہ میں نے بتا دیا ہے۔ اب میں زبان سے ایک لفظ بھی اور نہیں نکالوں گی''...... ٹاپ فور ڈورا نے غراتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم جانتی ہو کہ بلیک سیکارلی کا مشن کیا ہے''...... جولیا نے آگے بڑھ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں نہیں جانتی''...... ٹاپ فور ڈورا نے کہا اور پھر اس نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے جیسے واقعی اس نے مزید کچھ نہ بولنے کا تہیہ کرلیا ہو۔

''تنویر۔ تم پیچھے ہٹ جاؤ۔ میں دیکھتی ہوں کہ یہ کس طرح نہیں بتاتی''...... جولیا نے کہا اور پھر وہ تیزی سے ٹاپ فور ڈورا کے سامنے آ گئی۔ دوسرے لمحے ٹاپ فور ڈورا کے حلق سے ایک دلخراش چیخ نکلی اور وہ بری طرح سے سر ادھر ادھر مارنے لگی۔ جولیا کے بھرپور مکے نے اس کی ناک کی ہڈی توڑ دی تھی اور اس کی ناک سے خون کسی فوارے کی طرح بہہ رہا تھا۔ پھر جیسے جولیا کو دورہ سا پڑ گیا۔ اس کے ہاتھ تیزی سے چلنے لگے اور کمرہ ٹاپ فور ڈورا کی چیخوں سے گونجنے لگا۔ جولیا اس پر متواتر گھونسے برسا رہی تھی جس

سے ٹاپ فور ڈورا کا چہرہ لہولہان ہوگیا تھا۔

''تم بندھی ہوئی اور بے بس ٹاپ فور ڈورا پر ہاتھ اٹھا رہی ہو جولیا۔ اگر ہمت ہے تو میرے ہاتھ پیر کھولو۔ پھر دیکھوں گی کہ تم کس طرح مجھ پر ہاتھ اٹھاتی ہو''...... ٹاپ فور ڈورا نے نفرت بھرے لہجے میں کہا اور ایک بار پھر چیخ پڑی۔ جولیا نے ایک زور دار مکا اس کے چہرے پر مارا تھا جس کے نتیجے میں اس کے دو دانت ٹوٹ گئے تھے کیونکہ اس نے منہ سے خون تھوکا تو سامنے کے ٹوٹے ہوئے دو دانت بھی آ گرے تھے۔

''کراسٹی۔ کچن سے نمک اور مرچیں لے آؤ۔ میں اس کے زخموں میں نمک اور مرچیں بھر دوں گی۔ پھر اس کا جو حشر ہوگا اسے برداشت کرنا اس کے لئے ناممکن ہو جائے گا۔ پھر میں دیکھوں گی کہ یہ کس طرح ہمیں کچھ نہیں بتاتی''...... جولیا نے غراتے ہوئے کہا تو کراسٹی سر ہلا کر مڑ گئی۔

''رکو۔ رکو۔ ایک منٹ۔ میری بات سنو''...... جولیا کی بات سن کر ٹاپ فور ڈورا نے یکلخت چیختے ہوئے کہا تو کراسٹی وہیں رک گئی۔

''کیوں۔ نمک اور مرچوں کا سن کر ہی جان نکل گئی ہے تمہاری''۔ جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں کسی اذیت سے نہیں گھبراتی۔ تم سب میری بوٹی بوٹی بھی الگ کر دو گے تو میں اسے بھی جھیل لوں گی۔ مگر یہ سچ ہے

کہ میں بلیک سیکارلی کے مشن کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی۔ مجھے اور میرے تین ساتھیوں کو تمہاری ہلاکت کا ٹاسک دیا گیا تھا۔ ہمیں تم سب کو ٹاپ چیلنج کے طور پر ہلاک کرنا تھا جسے ہم نے قبول کر لیا تھا۔ پھر ٹاپ ٹو ٹالمور نے ایک میٹنگ میں ہمیں تم سب کی فائلیں دی تھیں جو اس نے ٹاپ ورلڈ کراس سیکرٹ آرگنائزیشن سے حاصل کی تھیں۔ ان فائلوں میں تمہاری اصل تصویروں کے ساتھ ساتھ تمہارے نام اور ایڈریس بھی تھے اور تمہارے کام کرنے کا انداز اور تمہارے کارناموں کی تفصیل بھی بتائی گئی تھی۔ تم سب کے بارے میں ہمیں ہر چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی باتوں سے بھی آگاہ کیا گیا تھا۔ اس کے باوجود ہم چاروں نے تم سب کو ہلاک کرنے کا ٹاپ چیلنج قبول کر لیا تھا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران، عمران اور اس کے دیگر ساتھیوں کی تعداد چودہ تھی اس لئے ہم نے آپس میں طے کیا کہ ہم اپنے لئے مخصوص ٹارگٹس چنیں گے اور انہی کو اپنا نشانہ بنائیں گے۔ ہم چاروں میں تین تین ٹارگٹس دو دو کو ملے تھے اور چار چار ٹارگٹس باقی دو کے حصے میں آئے تھے۔ ہم نے آپس میں یہ بھی طے کیا تھا کہ ہم صرف اپنے حصے کے ٹارگٹس کو ہی ہلاک کریں گے۔ بہرحال میرے ٹارگٹس میں تم تین لڑکیاں تھیں۔ یہ اتفاق ہی تھا کہ تم تینوں مجھے یہاں ایک ساتھ مل گئیں۔ چنانچہ میں نے تمہیں ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ مگر مجھ سے غلطی یہ ہوئی کہ میں نے تم

تینوں کو فوراً ہلاک نہیں کیا۔ میرے پاس بم بھی تھے۔ یہ فلیشر مشین بھی۔ بم مار کر میں تم تینوں کو فلیٹ سمیت اڑا سکتی تھی اور اس مشین سے نکلنے والی ریز سے میں تمہیں لمحوں میں جلا کر خاک کر سکتی تھی مگر ایسا نہیں ہو سکا اور تم تینوں نے مجھ جیسی ٹاپ فور کو زیر کر لیا۔ ٹاپ فائیو میں سے میں شاید پہلی ایجنٹ ہوں جو اس طرح بے بس ہوئی ہوں اور اب تک تم تینوں میں سے کسی ایک کو بھی ختم نہیں کر سکی ورنہ اتنے وقت میں تو میں لاشوں کے ڈھیر لگا کر نکل جاتی ہوں۔ تم سب کے بارے میں غلط نہیں کہا گیا تھا۔ تم واقعی ٹاپ چیلنج ہو۔ تمہارا مقابلہ کرنا اتنا آسان نہیں ہے جتنا میں نے سمجھ لیا تھا۔ تم نے مجھے بے بس بھی کیا ہے اور زخمی بھی۔ میں اپنے ٹاپ چیلنج کو پورا کرنے میں ناکام ہو گئی ہوں اس لئے میں برملا کہہ سکتی ہوں کہ میں تم تینوں سے شکست کھا گئی ہوں۔ کوئی دوسرا شاید اس طرح اپنی شکست تسلیم نہ کرے مگر میں کرتی ہوں اور یہ میری پہلی اور آخری شکست ہے۔ اس سے پہلے کہ تم مجھ پر مزید ظلم کرو میں تمہیں ایسا کوئی موقع نہیں دوں گی اس لئے میں تم تینوں کو زندہ چھوڑ کر جا رہی ہوں“...... ٹاپ فور ڈورا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور اس کے آخری الفاظ سن کر وہ سب بری طرح سے اچھل پڑے۔ جولیا بجلی کی سی تیزی سے ٹاپ فور ڈورا پر جھپٹی مگر اسی لمحے ٹاپ فور ڈورا کا منہ چلا اور اس کی گردن ڈھلک گئی۔ جولیا نے اس کا سر اٹھایا مگر ٹاپ فور ڈورا کی آنکھیں بے نور ہوتی جا رہی تھیں۔

"اوہ۔ اس نے دانتوں کے خلاء میں سائنائیڈ کیپسول چھپا رکھا تھا جسے اس نے چبا لیا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو بہت برا ہوا۔ اب کیا کریں۔ اس نے اپنے ساتھیوں کے ایڈریس اور بلیک سیکارلی کے مشن کے بارے میں تو بتایا ہی نہیں"...... کراسٹی نے کہا۔

"یہ سچ کہہ رہی تھی۔ اسے واقعی کچھ معلوم نہیں تھا"...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ ایسے کیسے مر سکتی ہے۔ کیا اس نے اذیت کے خوف سے جان دی ہے"...... صالحہ نے کہا۔

"ہاں۔ اسے اذیت کا بھی خوف تھا اور پہلی شکست کا غم بھی۔ آپ نے سنا نہیں تھا یہ کیا کہہ رہی تھی۔ آپ لوگوں نے اس کا جس طرح سے مقابلہ کیا تھا اور اسے بے بس کیا تھا یہ اس کی پہلی اور بڑی شکست تھی اور بعض لوگ بے حد حساس ہوتے ہیں۔ جیت اور کامیابیوں کے سوا انہیں کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ ایسے لوگ چھوٹی سے چھوٹی ناکامی اور شکست برداشت نہیں کر سکتے۔ اپنی ہار کو یہ انا کا مسئلہ بنا لیتے ہیں اور بعض ناکامیاں انہیں اس نہج تک پہنچا دیتی ہیں کہ یہ اپنی جان بھی دینے سے گریز نہیں کرتے۔ ٹاپ فور ڈو بلکہ شاید ٹاپ فائیو کے تمام ایجنٹس بھی ایسے ہی افراد میں شامل ہیں۔ مسلسل کامیابیاں حاصل کرنے والے یہ لوگ اپنی ناکامی پر خود ہی اپنے ہاتھوں سے اپنی موت کو گلے لگا لیتے ہیں یا شاید یہ ان

تربیت کا ہی حصہ ہو"...... صفدر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"بہرحال۔ ہم تو ابھی تک وہیں کھڑے ہیں جہاں سے چلے تھے۔ نہ ہمیں اس کے ساتھیوں کا کچھ پتہ ہے اور نہ اس کے باس بلیک سیکارلی کے مشن کا۔ کیا اب ہمیں پھر ان کے لئے بھاگ دوڑ کرنی ہوگی"...... کراسٹی نے کہا۔

"آپ تینوں کا پروگرام کیا تھا۔ کہاں جانے کی تیاری کر رہی تھیں آپ"...... صفدر نے پوچھا۔

"ہمارا ذہن تو کراس کلب کے مینجر مورسن کی طرف گیا تھا۔ وہ عموماً غیر ملکی ایجنٹوں کو پناہ بھی دیتا ہے اور انہیں ہر قسم کی سہولیات بھی مہیا کرتا ہے۔ ہم نے سوچا تھا کہ اس کے پاس جا کر اس سے پوچھا جائے"...... کراسٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ٹاپ فائیو کی معاونت کرنے والا مورسن نہیں بلکہ سیٹھ سکندر کا گروپ ہے"...... صفدر نے کہا تو وہ تینوں چونک پڑیں۔ صفدر نے انہیں تفصیل کے ساتھ ساتھ سیٹھ سکندر کے بارے میں بتانا شروع کر دیا جو فون پر صدیقی نے عمران سے پوچھ کر بتایا تھا اور ٹاپ ٹو ٹالمور جس کار میں بھاگا تھا اس کے بمپر پر بھی فائن کلب کا مخصوص اسٹیکر لگا ہوا تھا۔

"اوہ۔ تو ہمیں فوراً اس سیٹھ سکندر کے پاس جانا چاہئے۔ اسے ضرور معلوم ہوگا کہ بلیک سیکارلی کہاں ہے۔ تمہارے ہاتھوں اس کا جو ساتھی زخمی ہوا ہے وہ بھی اس کی پناہ میں ہوگا"...... جولیا نے

کہا۔

”ہاں۔ اب سیٹھ سکندر ہی ہماری آخری امید ہے“...... صفدر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی اور بات کرتے اچانک کمرہ سیل فون کی مترنم گھنٹی کی آواز سے گونج اٹھا۔

”اوہ۔ میرا سیل فون ہے۔ میں دیکھتی ہوں“...... جولیا نے کہا اور وہ ایک طرف رکھے ہوئے اپنے ہینڈ بیگ کی طرف بڑھ گئی۔ گھنٹی کی آواز اسی ہینڈ بیگ میں سے آ رہی تھی۔ اس نے ہینڈ بیگ کھول کر اس میں سے سیل فون نکال لیا۔

”عمران کی کال ہے“...... جولیا نے سیل فون کی سکرین پر نام دیکھتے ہوئے کہا اور رسیونگ بٹن پریس کر کے فون اس نے کان سے لگا لیا۔

”یس۔ جولیا سپیکنگ“...... جولیا نے کہا۔

”عمران بول رہا ہوں۔ کہاں ہو تم“...... دوسری طرف سے عمران کی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

”اپنے فلیٹ میں ہوں۔ کیوں خیریت“...... جولیا نے پوچھا۔

”فلیٹ میں۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے ٹاپ فائیو میں سے کوئی تم تک پہنچ چکا ہے“...... دوسری طرف سے عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہاں ٹاپ فور ڈورا آئی تھی۔ اس کی ہٹ لسٹ میں میرا، کراسٹی اور صالحہ کا نام تھا“...... جولیا نے کہا اور پھر اس نے

عمران کو ساری تفصیل بتا دی۔ اس نے تنویر اور صفدر کے پہنچنے کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی بتا دیا کہ کس طرح ٹاپ فور ڈورا نے اپنی شکست کا اعتراف کر کے خودکشی کر لی تھی۔

”یہاں مجھے، جوزف اور جوانا کی ہلاکت کے لئے ٹاپ فائیو مس سینڈی کا نزول ہوا تھا۔ جوزف اور جوانا کے بعد اس نے مجھ سے بھی مار کھائی تھی اور کیپٹن شکیل نے اسے لے جا کر ڈارک روم میں باندھ دیا تھا۔ اس نے جوزف اور جوانا کو سٹار ہوک بم سے بے ہوش کیا تھا۔ ادھر میں اور کیپٹن شکیل ان دونوں کو ہوش میں لانے میں مصروف تھے۔ ادھر ٹاپ فائیو سینڈی نے بھی خود کو بے بس دیکھ کر سائنائیڈ کیپسول چبا لیا تھا۔ وہ بھی شاید اپنی ہار برداشت نہیں کر سکتی تھی“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اب جوزف اور جوانا کیسے ہیں۔ انہیں ہوش آیا ہے کہ نہیں“...... جولیا نے پوچھا۔

”بچ گئے ہیں وہ دونوں کالے دیو۔ میں نے انہیں ہوش میں لانے کے لئے ان کے سارے جسموں پر کٹ لگائے تھے۔ طرح طرح کے طریقے استعمال کئے۔ انہیں کئی اینٹی سنگھائے پھر جب میں نے انہیں مینتھول سنگھایا تو دونوں چھینکتے ہوئے ہوش میں آ گئے۔ تب جا کر معلوم ہوا کہ سٹار ہوک بم کے اثر سے نکالنے کے لئے مینتھول ہی کارگر ہو سکتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”اللہ کا شکر ہے کہ ان دونوں کو ہوش آ گیا ورنہ ٹاپ فائیو

سینڈی نے تو انہیں ہلاک کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

"ہاں۔مگر مجھے ان سے زیادہ تمہارے ہوش میں آنے کا سن کر خوشی ہوئی ہے۔ تمہیں کچھ ہو جاتا تو میرا کیا ہوتا"...... دوسری طرف سے عمران نے پٹڑی سے اترتے ہوئے کہا۔

"تمہارا سر ہوتا"...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

"ارے۔ وہ کیسے"...... دوسری طرف سے عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو جولیا کا چہرہ یکلخت سرخ ہو گیا۔

"تم اپنی چونچ بند رکھو اور بتاؤ اب کیا کرنا ہے"...... جولیا۔ منہ بناتے ہوئے کہا۔

"باراتی تیار ہیں۔ اپنے بھائی بندوں سے پوچھ لو۔ کہو تو ا بارات لے کر آ جاؤں"...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو ج غصے سے بل کھا کر رہ گئی۔

"کیا میں فون آف کر دوں"...... جولیا نے تیز لہجے میں ک اس کا بدلتا ہوا رنگ دیکھ کر وہ سب مسکرا رہے تھے جبکہ تنویر بر برے منہ بنا رہا تھا جیسے اسے اندازہ ہو رہا ہو کہ عمران جولیا سے کہہ رہا ہے۔

"چلو۔ اگر تم جدید رسم و رواج سے چلنا چاہتی ہو تو تم بارا لے آؤ۔ میں رانا ہاؤس میں انتظار کر رہا ہوں"...... دوسری ط سے عمران نے کہا تو جولیا نے منہ بنا کر فون آف کر دیا۔

"کیا کہہ رہا تھا"...... تنویر نے فوراً پوچھا۔

"وہ ہمیں رانا ہاؤس میں بلا رہا ہے۔ چلو"...... جولیا نے سر جھٹک کر کہا تو سب مسکرا دیئے۔ جولیا کا انداز جھلایا ہوا تھا جس سے سب سمجھ سکتے تھے کہ عمران نے اس سے اپنے مخصوص انداز میں ہی بات کی تھی۔

"اس لاش کا کیا کرنا ہے"...... کراسٹی نے پوچھا۔

"اسے ساتھ لے چلتے ہیں۔ راستے میں کہیں پھینک دیں گے اور پولیس خود ہی اٹھا لے جائے گی"...... تنویر نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر تنویر نے ٹاپ فور ڈورا کی لاش رسیوں سے آزاد کی اور اسے اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈال لیا۔ صفدر نے ٹاپ فور ڈورا کی جیبوں سے نکلی ہوئی تمام چیزیں اٹھا لیں اور پھر وہ سب وہاں سے نکلتے چلے گئے۔

تیز سیٹی کی آواز سن کر بلیک سیکارلی چونک پڑا۔ وہ اطمینان سے صوفے پر بیٹھا ہوا تھا اور اس نے ٹانگیں سامنے رکھی میز پر پھیلائی ہوئی تھیں۔ سیٹی کی آواز میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر سے آ رہی تھی۔ بلیک سیکارلی فوراً سیدھا ہوا اور اس نے ٹرانسمیٹر اٹھا لیا۔ ٹرانسمیٹر پر ایک سرخ رنگ کا بلب سپارک کر رہا تھا۔ بلیک سیکارلی نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کیا تو سیٹی کی آواز بند ہو گئی اور ایک اور آواز سنائی دینے لگی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ نائن سکس کالنگ۔ اوور"...... دوسری طرف سے اسے مسلسل ایک آواز سنائی دی۔

"یس۔ ٹی ون رسیونگ یو۔ اوور"...... بلیک سیکارلی نے بٹن پریس کر کے ٹرانسمیٹر منہ کے قریب کرتے ہوئے کہا۔

"کوڈ پلیز۔ اوور"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ٹی ون نائن سکس۔ اوور"...... بلیک سیکارلی نے پہلے سے طے شدہ کوڈ بتاتے ہوئے کہا۔

"کوڈ غلط ہے۔ صحیح کوڈ بتاؤ۔ اوور"...... دوسری طرف سے غراتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"یہی صحیح کوڈ ہے۔ اوور"...... بلیک سیکارلی نے اس سے بھی زیادہ خوفناک انداز میں غرا کر کہا۔

"اوکے۔ سنو ٹی ون۔ تمہارے لئے میں نے جان لڑا کر دونوں سپیشل فون نمبر حاصل کر لئے ہیں۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"گڈ۔ کیا نمبر ہیں۔ اوور"...... بلیک سیکارلی نے جلدی سے پوچھا۔

"نوٹ کرو۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر اسے دو فون نمبر بتا دیئے۔ دونوں سپریم سونک سیٹلائٹ نمبر تھے۔ دوسری طرف سے نمبر مع کوڈز کے بتائے گئے تھے۔

"تم نے کنفرم کر لیا ہے۔ کیا یہ میرے مطلوبہ فون نمبر ہی ہیں۔ اوور"...... بلیک سیکارلی نے دونوں نمبرز ذہن نشین کرتے ہوئے کہا۔

"ورلڈ کراس آرگنائزیشن کوئی کام غیر تسلی بخش نہیں کرتا مسٹر ٹی ون۔ ان نمبروں کو ٹریس کرنے میں ہمیں وقت ضرور لگا ہے۔ دونوں سپریم سونک سیٹلائٹ فون نمبر ہیں لیکن اس کے باوجود ہم

نے نمبر ٹریس کر لئے ہیں جو سو فیصد درست اور صحیح ہیں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے غصیلے لہجے میں کہا گیا۔

"گڈ شو۔ میں نے اس لئے تم سے رابطہ کیا تھا۔ میں جانتا تھا کہ میرے مطلوبہ نمبر صرف تم ہی ٹریس کر سکتے ہو۔ اس کام کے لئے تم نے منہ مانگی قیمت مانگی تھی جو میں نے تمہارے پرسنل اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرا دی تھی۔ بس ایک بار میرا کام ختم ہو جائے پھر میں اتنی ہی رقم مزید تمہارے اکاؤنٹ میں بھیج دوں گا۔ اوور"...... بلیک سیکارلی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں انتظار کروں گا۔ گڈ لک۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ اوور اینڈ آل"...... بلیک سیکارلی نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ وہ میک اپ میں تھا اور اس نے اپنی رہائش کے لئے ایک فلیٹ کرائے پر لے رکھا تھا۔ اس فلیٹ میں اس کی ضرورت کا تمام سامان موجود تھا۔ اپنے چار ساتھیوں کو اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران اور عمران کی ہلاکت کا ٹاپ چیلنج دے کر بھیج دیا تھا اور اسے اپنے ساتھیوں کی صلاحیتوں پر مکمل یقین تھا کہ وہ اپنا چیلنج ٹاپ چیلنج کے طور پر ہی سرانجام دیں گے اور ہر قیمت پر عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیں گے۔ اس کے لئے اس نے ٹاپ فور کو سیٹھ سکندر گروپ کی ٹپ بھی دے دی تھی تاکہ وہ ضرورت کی ہر چیز اس سے

حاصل کر سکیں اور معاونت کے لئے انہیں آدمیوں کی بھی کوئی کمی نہ ہو۔

اپنے ساتھیوں کی مدد کے لئے اس نے سیٹھ سکندر کو بھاری رقم دی تھی۔ وہ سیٹھ سکندر اور اس کے گروپ کے بارے میں بہت کچھ جانتا تھا۔ سیٹھ سکندر کا گروپ اس کے ساتھیوں کا بہترین معاون ثابت ہو سکتا تھا۔ بلیک سیکارلی اپنے مشن کے لئے سیٹھ سکندر کو بھی استعمال کر سکتا تھا لیکن وہ اپنا مشن سب سے الگ رہ کر پورا کرنا چاہتا تھا اس لئے اس نے جس طرح اپنے ساتھیوں کو اپنا رابطہ نمبر نہیں دیا تھا اسی طرح اس نے سیٹھ سکندر کو بھی نہیں بتایا تھا کہ وہ کون ہے اور کہاں ہے۔

بلیک سیکارلی نے اپنا مشن پورا کرنے کے لئے خاصی بھاگ دوڑ کی تھی۔ اس نے بہت کام کیا تھا۔ اسے بس دو سپیشل فون نمبروں کا پتہ لگانا تھا اور پھر اس کے بعد اس کا کام آسان ہو جاتا۔ ان فون نمبروں کا پتہ لگانے کے لئے اس نے ورلڈ کراس آرگنائزیشن سے رابطہ کیا تھا۔ ورلڈ کراس آرگنائزیشن کے پاس بہرحال ایسی مشینری اور کمپیوٹرائزڈ سسٹم موجود تھا جس سے کسی بھی عام سیٹلائٹ فون نمبرز اور سپریم سونک فون نمبروں کا پتہ لگایا جا سکتا تھا۔ یہ سسٹم چونکہ حال میں ہی پاکیشیا میں متعارف ہوا تھا اس لئے بلیک سیکارلی کو یقین تھا کہ ابھی یہ سسٹم پاکیشیا میں صرف اعلیٰ شخصیات تک ہی محدود ہو گا اس لئے چند مخصوص نمبروں کے بارے

میں معلوم کرنا ان کے لئے آسان ہوسکتا تھا۔ ان دو فون نمبروں کو ٹریس کرانے کے لئے ورلڈ کراس آرگنائزیشن والوں نے اس سے بھاری رقم مانگی تھی جو بلیک سیکارلی نے فوراً ہی ایک فون کال کر کے ان کے اکاؤنٹ میں منتقل کرا دی تھی اور اب ایک روز کے بعد اسے اس کے دونوں مطلوبہ نمبر بتا دیئے گئے تھے۔

ٹرانسمیٹر کال سننے کے بعد بلیک سیکارلی فوراً اٹھا اور سٹنگ روم سے نکل کر ایک چھوٹے سے کمرے میں آ گیا۔ اس کمرے میں ایک لیپ ٹاپ کمپیوٹر موجود تھا۔ کمپیوٹر کے ساتھ یو ایس بی کیبل کے ساتھ ایک چھوٹی سی مشین لنکڈ تھی۔ بلیک سیکارلی نے مشین آن کی اور پھر وہ کمپیوٹر آن کر کے اسے آپریٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

کمیونیکیشن کے ایک جدید سافٹ ویئر میں اس نے ورلڈ کراس آرگنائزیشن کے بتائے ہوئے نمبر فیڈ کئے اور پھر کی بورڈ پر اس کی انگلیاں تھرکنے لگیں۔ سکرین پر بے شمار فون نمبرز تھے جن کا تعلق عام کیمونیکیشن سے بھی تھا، سیٹلائٹ سے بھی اور سپریم سونک سیٹلائٹ سسٹم سے بھی۔ بلیک سیکارلی ان دونوں نمبروں کو ان نمبروں میں مرج کر رہا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک اس کی انگلیاں چلتی رہیں اور پھر اس نے ایک طویل سانس لی اور کی پیڈ سے اس نے ہاتھ ہٹا لئے۔ پھر اس نے اپنے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک سیل فون نکالا۔

کمپیوٹر کے پاس ایک یو ایس بی کیبل پڑی تھی جس کے دوسرے سرے پر سیل فون میں لگنے والی پن تھی۔ بلیک سیکارلی نے پہلے سیل فون میں پن لگائی اور پھر اس نے کمپیوٹر میں یو ایس بی کیبل لگا دی اور پھر اس نے سیل فون آن کر دیا۔ جیسے ہی سیل فون آن ہوا کمپیوٹر سکرین کے کونے میں اس کے سافٹ ویئر لوڈ ہونے کا میسیج ابھر آیا۔ پھر سکرین پر ایک نئے سافٹ ویئر کی پٹی نمودار ہوئی جو سافٹ ویئر کو کمپیوٹر میں لوڈ ہونے کا کاشن دے رہی تھی۔ چند لمحوں میں سافٹ ویئر لوڈ ہو گیا۔ سکرین پر ایک سیل فون نمبر نمودار ہوا اور اس کا، کی پیڈ دکھائی دینے لگا۔

بلیک سیکارلی نے کمپیوٹر سے لنکڈ ہیڈ فون اٹھایا اور اسے کانوں پر چڑھا لیا۔ ہیڈ فون کے ساتھ مائیک بھی تھا۔ ہیڈ فون کانوں سے لگاتے ہی بلیک سیکارلی نے ہاتھ بڑھایا اور سکرین پر سیل فون کے کی پیڈ کے نمبر پریس کرنے لگا۔ سکرین ٹچ سسٹم تھی۔ نمبر سکرین کے اوپر موجود ایک ونڈو میں ٹائپ ہوتے چلے گئے۔ یہ انہی دو نمبروں میں سے ایک نمبر تھا جو اسے ورلڈ کراس آرگنائزیشن والوں نے بتایا تھا۔ نمبر پورے ہوتے ہی بلیک سیکارلی نے کالنگ کی بٹن دبا دیا۔ اس بٹن کو پریس کرتے ہی بلیک سیکارلی نے سکرین کی سائیڈ پر موجود ایک اور سافٹ ویئر کھول لیا۔ یہ وائس چینجر تھا۔ بلیک سیکارلی نے ایک اور بٹن پریس کیا تو سائیڈ میں بے شمار افراد کے ناموں کی فہرست آ گئی۔ بلیک سیکارلی نے انگلی سے ناموں کو آ گے

پیچھے کیا اور پھر ایک نام پر انگلی ٹچ کر دی۔ فوراً ہی وہ نام ابھر کر سکرین پر آ گیا۔ ادھر ہیڈ فون سے دوسری طرف کال جانے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

''یس''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بوڑھی سی آواز سنائی دی۔

''میری آواز تو آپ نے پہچان لی ہو گی''...... بلیک سیکارلی نے کہا۔

''یس سر۔ آپ''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''بس۔ بس۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ میں کون ہوں۔ آپ میری بات دھیان سے سنیں''...... بلیک سیکارلی نے کہا۔ وہ اپنی اصل آواز میں بات کر رہا تھا لیکن مخصوص سافٹ ویئر وائس چینجر کی وجہ سے دوسری طرف اس کی آواز بدل کر جا رہی تھی۔

''یس سر۔ حکم سر''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''میں آپ کے پاس ایک خاص آدمی کو بھیج رہا ہوں۔ اس کا نام ولیم براؤن ہے۔ وہ ایکریمیا سے خفیہ طور پر یہاں آیا ہے۔ اس کے پاس ایک خاص قسم کا سائنسی آلہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس سائنسی آلے کو چیک کریں اور مجھے بتائیں کہ وہ کیا ہے اور اس آلے سے ہمیں کیا فائدہ ہو سکتا ہے''...... بلیک سیکارلی نے کہا۔

''اوہ۔ کس قسم کا آلہ ہے وہ''...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

''ایک چھوٹی سی مشین ہے جو کمپیوٹرائزڈ معلوم ہوتی ہے۔ اس پر باقاعدہ لینز لگے ہوئے ہیں۔ یہ آلہ ہمارا ایک خاص ایجنٹ ایکریمیا کی ٹاپ لیبارٹری سے نکال کر لایا ہے۔ وہ بے حد خفیہ طریقے سے میرے پاس پہنچا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ وہ خفیہ طور پر ہی آپ کے پاس آئے۔ اس آلے کے بارے میں مجھے، اس ٹاپ ایجنٹ اور آپ کے سوا کسی اور کو خبر نہیں ہونی چاہئے ورنہ اس آلے کے حصول کے لئے کئی ایکریمی ایجنسیاں یہاں پہنچ جائیں گی اور پاکیشیا ایک اور نئے بحران میں آ جائے گا''...... بلیک سیکارلی نے کہا۔

''یس سر۔ میں سمجھتا ہوں سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''تو پھر آپ ابھی اور اسی وقت اس ایجنٹ سے ملاقات کا وقت نکالیں۔ اسے ظاہر ہے میں لیبارٹری میں تو نہیں بھیجوں گا اس لئے اس سے ملاقات کے لئے آپ کو ہی لیبارٹری سے باہر آنا پڑے گا۔ آپ اس سے آلہ لے لیں اور بے شک اسے لیبارٹری میں ہی لے جا کر چیک کریں لیکن اس آلے کے بارے میں پہلی معلومات آپ مجھے ہی دیں گے''...... بلیک سیکارلی نے کہا۔

''یس سر۔ ٹھیک ہے سر۔ آپ اس ایجنٹ سے آلہ لے لیں۔ میں پہلی فرصت میں آپ کے پاس آ جاتا ہوں پھر میں اس آلے

کو لیبارٹری میں لے جا کر چیک کر لوں گا''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''نہیں۔ میں اس ایجنٹ کو اپنے پاس نہیں بلا سکتا اور نہ ہی اس سے آلہ لے سکتا ہوں۔ آپ جانتے ہیں ہم پر بے شمار نظریں ہوتی ہیں۔ وہ ایجنٹ آپ سے ہی ملے گا اور آپ کو ہی آلہ دے گا۔ اس میں ہم سب کی بھلائی ہے''...... بلیک سیکارلی نے تیز لہجے میں کہا۔

''اوکے سر۔ پھر بتائیں کہاں ملے گا مجھے وہ ایجنٹ''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''ملاقات کی جگہ آپ خود طے کریں۔ میں اسے وہیں بھیج دوں گا۔ آپ ایک گھنٹے کے اندر اندر اس سے ملاقات یقینی بنائیں۔ اگلے دو گھنٹے بعد اسے ایئر پورٹ پر ہونا چاہئے۔ جس طرح وہ ایکریمیا سے آیا ہے اس طرح خفیہ طریقے سے اس کا ایکریمیا واپس جانا بھی بے حد ضروری ہے ورنہ ایکریمیا کو علم ہو جائے گا کہ وہ کہاں گیا تھا اور آلہ کہاں ہے''...... بلیک سیکارلی نے بات کو مزید سنسنی خیز بناتے ہوئے کہا۔

''اوکے سر۔ میں آپ کو ایک ایڈریس بتاتا ہوں۔ آپ اس ایجنٹ کو وہاں بھیج دیں۔ میں وہیں اس کا انتظار کروں گا''۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر ایک فلیٹ کا ایڈریس بتا دیا گیا۔

''نہایت اہم اور ضروری یہ ہے کہ آپ اس سے اکیلے میں

ملیں۔ کسی کو اس بات کا علم نہیں ہونا چاہئے کہ آپ اس سے ملے تھے اور آپ کو کوئی آلہ دیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ آپ کے سیکورٹی انچارج کو بھی آپ کے لیبارٹری سے باہر جانے کا علم نہ ہو اور آپ لیبارٹری کے خفیہ راستے سے باہر آئیں گے''...... بلیک سیکارلی نے کہا۔

''یس سر۔ ٹھیک ہے سر۔ آپ اسے بھیج دیں۔ میں آ رہا ہوں''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اوکے۔ آلہ مل جائے اور آپ خیریت سے لیبارٹری میں واپس پہنچ جائیں تو مجھے کال کر کے ضرور بتا دیجئے گا''...... بلیک سیکارلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''رائٹ سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو بلیک سیکارلی نے ٹچ سکرین پر انگلی لگا کر رابطہ ختم کر دیا۔ اس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی جیسے اس نے بہت بڑا میدان مار لیا ہو۔ اس نے فون بند نہیں کیا تھا۔ اس کی نظریں بدستور سکرین پر ہی جمی ہوئی تھیں جیسے وہ کسی خاص بات کا منتظر ہو۔ پھر چند لمحوں کے بعد اچانک سکرین پر ایک کال شو ہونے لگی اور بلیک سیکارلی کے ہونٹوں پر زہر انگیز مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر کال آن کر دی۔

''یس''...... بلیک سیکارلی نے مخصوص انداز میں کہا۔

''سوری سر۔ میں نے آپ کو یہ پوچھنے کے لئے کال کی ہے کہ میں اس ایجنٹ کو پہچانوں گا کیسے اور وہ آلہ مجھے کیا سمجھ کر دے

گا۔ کیا وہ مجھ سے یہ نہیں پوچھے گا کہ میں کون ہوں“...... دوسری طرف سے پہلی والی آواز سنائی دی۔

”اوہ ہاں۔ میں یہ بتانا بھول گیا تھا۔ میں آپ کو ایک کوڈ بتاتا ہوں۔ وہ آپ کے پاس آ کر بلیک نائٹ کہے گا تو جواب میں آپ سے ڈارک نائٹ کہیں گے۔ اس طرح آپ دونوں کو ایک دوسرے کی پہچان ہو جائے گی۔ آپ بس اس سے آلہ لے لیں۔ وہ آپ سے کوئی سوال و جواب نہیں کرے گا اور نہ ہی آپ کو اس سے کچھ پوچھنے کی ضرورت ہے“...... بلیک سیکارلی نے کہا۔

”یس سر۔ تھینک یو سر“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو بلیک سیکارلی نے مسکراتے ہوئے کال ڈراپ کر دی۔ چند لمحے وہ اسی طرح کمپیوٹر پر بیٹھا رہا کہ شاید پھر کال کی جائے لیکن دوبارہ کال نہیں آئی۔

بلیک سیکارلی نے کانوں سے ہیڈ فون اتار کر ایک طرف رکھا اور ایک بار پھر کی بورڈ سنبھال لیا۔ کچھ دیر وہ سافٹ ویئر پر کام کرتا رہا اور پھر اس نے کمپیوٹر شٹ ڈاؤن کیا اور اس کے ساتھ لگا ہوا سیل فون آف کر کے الگ کر لیا اور کمپیوٹر کے ساتھ لگی ہوئی لنکڈ مشین بھی آف کر دی اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”میں نے وقتی طور پر تمہارا نمبر بلاکڈ کر دیا ہے۔ اب تم کہیں کال نہیں کر سکو گے“...... بلیک سیکارلی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کمرے سے نکل کر وہ دوسرے کمرے میں آیا اور

پھر اس سے ملحقہ تیسرے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ نئے میک اپ اور نئے لباس میں اس کمرے سے نکل رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک براؤن رنگ کا بریف کیس تھا۔ کمرے سے نکل کر وہ ایک راہداری میں آیا اور پھر وہ تیزی سے بیرونی راستے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

فلیٹ سے باہر نکل کر اس نے دروازہ لاک کیا اور پھر طویل راہداری میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ ایک لفٹ کے ذریعے وہ بیسمنٹ میں گیا اور تھوڑی ہی دیر میں وہ سیاہ رنگ کی جدید ماڈل کی نئی کار میں اڑا جا رہا تھا۔ اس نے خاص طور پر اس شہر کا نقشہ دیکھ رکھا تھا اس لئے اسے راستوں کے بارے میں مکمل انفارمیشن تھی۔ وہ آدھے گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد ایک اور رہائشی پلازہ کے پاس پہنچ گیا۔ بلیک سیکارلی نے کار اس پلازہ کی بیسمنٹ میں موجود پارکنگ میں روکی اور کار سے باہر آ گیا۔

کچھ دیر بعد وہ لفٹ میں تھا۔ اس نے لفٹ آپریٹر سے دسویں فلور پر جانے کے لئے کہا تو اس نے دسویں فلور کا بٹن پریس کر دیا۔ لفٹ دسویں منزل پر جا کر رکی تو بلیک سیکارلی دروازہ کھلتے ہی باہر آ گیا۔ سامنے ایک راہداری تھی جہاں بے شمار فلیٹوں کے دروازے نظر آ رہے تھے۔ راہداری دائیں بائیں مڑتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ بلیک سیکارلی راہداری میں آگے بڑھتا ہوا فلیٹوں کے دروازوں سے لگے نمبروں کو دیکھنے لگا۔ پھر وہ ایک موڑ مڑ کر

آگے آیا تو اسے ایک فلیٹ کے دروازے پر ون او ون لکھا دکھائی دیا۔ دروازے پر ایک نیم پلیٹ بھی موجود تھی جس پر ڈاکٹر ایس ایس خان لکھا ہوا تھا۔

بلیک سیکارلی اس دروازے پر آ کر رک گیا۔ اس نے سائیڈ پر لگی ہوئی کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھی تو اندر مترنم گھنٹی بجنے لگی۔ چند ہی لمحوں بعد اسے دروازے کی طرف آتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ پھر شاید اسے دروازے کی ڈور آئی سے دیکھ لیا گیا اور پھر اسے اندر سے چٹخنی کھلنے کی آواز سنائی دی اور دروازہ کھل گیا۔ اس کے سامنے ایک بوڑھا آدمی موجود تھا جس کے سر پر سائیڈوں میں سفید بالوں کی جھالر سی بنی ہوئی تھی۔ اس کی آنکھوں پر نظر کا چشمہ تھا۔

"یس پلیز"...... بوڑھے نے انتہائی خوشگوار انداز میں پوچھا۔

"بلیک نائٹ"...... بلیک سیکارلی نے بے حد نیچی آواز میں کہا۔

"ڈارک نائٹ"...... بوڑھے نے جواباً کہا۔

"او کے۔ کیا میں اندر آ سکتا ہوں"...... بلیک سیکارلی نے اخلاقاً پوچھا۔

"اوہ۔ یس۔ یس۔ آئیں۔ آئیں"...... بوڑھے نے کہا اور پھر اس نے راستہ چھوڑ دیا۔ بلیک سیکارلی آگے بڑھ گیا۔ اس کے پیچھے بوڑھے آدمی نے دروازہ بند کر کے لاکڈ کر دیا اور پھر وہ بلیک سیکارلی کے پیچھے آ گئے۔

"اس طرف آئیں۔ یہاں سٹنگ روم ہے"...... بوڑھے آدمی نے کہا تو بلیک سیکارلی نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس کے ساتھ ایک کمرے میں آ گیا جو واقعی سٹنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔

"تشریف رکھیں"...... بوڑھے آدمی نے کہا تو بلیک سیکارلی سر ہلاتا ہوا ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس کے سامنے شیشے کی بنی ہوئی خوبصورت فینسی میز تھی۔ اس نے بریف کیس اس میز پر رکھ دیا۔

"کہاں ہے وہ آلہ"...... بوڑھے آدمی نے اس کے سامنے سنگل صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کون سا آلہ سرداور۔ میں نے تو یہ سب تم تک پہنچنے کی پلاننگ کی تھی"...... بلیک سیکارلی نے مسکراتے ہوئے کہا اور جیب سے ایک لمبی نال والی گن نکال لی۔ اس گن کے آگے سائیلنسر فٹ تھا جس کا منہ خاصا چوڑا تھا اور بوڑھا آدمی جو سرداور تھے اس کی بات سن کر یکلخت اچھل پڑے۔

"پلاننگ۔ کیا مطلب۔ کون ہو تم۔ کیا تمہیں صدر مملکت نے نہیں بھیجا"...... سرداور نے اس کی طرف آنکھیں پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس بے چارے کو تو معلوم بھی نہیں ہو گا کہ میں نے اس کی آواز میں تم سے فون پر بات کی تھی اور تمہیں یہاں بلایا تھا"۔ بلیک سیکارلی نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا تو سرداور کے چہرے کا

رنگ بدل دیا۔

''تت۔ تت۔ تم نے میرے ساتھ صدر مملکت کی آواز میں بات کی تھی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کال سپریم سونک سیٹلائٹ سسٹم فون پر آئی تھی۔ اگر اس فون پر مجھے صدر مملکت کے سوا کوئی دوسرا کال کرتا تو کال فوراً ڈراپ ہو جاتی۔ اس فون سسٹم میں باقاعدہ صدر مملکت کی آواز فیڈ ہے جسے دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ پھر میں نے دوبارہ بھی تو انہیں کال کی تھی۔ اگر تم نے آواز بدل کر مجھ سے بات کی تھی تو ان کے نمبر پر تم سے میری بات کیسے ہو گئی''۔ سرداور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ سب کمپیوٹر اور جدید ٹیکنالوجی کا کمال ہے سرداور۔ میرے کمپیوٹر میں تمہارے پریذیڈنٹ کی آواز فیڈ تھی۔ میں ایک خاص سافٹ ویئر کے ذریعے اس آواز کو کنٹرول کر رہا تھا۔ میں اپنی ہی آواز میں بات کر رہا تھا لیکن اس وائس چینجر سافٹ ویئر کی وجہ سے وہ آواز بدل کر یعنی تمہارے پریذیڈنٹ صاحب کی آواز میں تم تک پہنچ رہی تھی۔ کمپیوٹر میں چونکہ صدر صاحب کی اصل آواز فیڈ تھی اس لئے تمہارے سسٹم نے فون ڈسکنکٹ نہیں کیا۔ ایسے ہی ایک نئے سافٹ ویئر کے ذریعے میں نے تمہارے اور تمہارے صدر مملکت کے فون نمبروں کو آپس میں مرج کر دیا تھا۔ کیمونیکیشن کے اس نظام کے تحت اس نمبر سے تمہاری کال میرے پاس ہی آئی تھی''...... بلیک سیکارلی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ لیکن تمہیں میرا اور جناب صدر صاحب کا نمبر کہاں سے ملا تھا۔ یہ تو سپریم سونک سیٹلائٹ نمبر ہے۔ میرا یہ نمبر صرف صدر صاحب کے پاس ہے اور ان کا میرے پاس۔ ہم ان نمبروں کو ہاٹ لائن کے طور پر استعمال کرتے ہیں جسے نہ ہی کہیں سنا جا سکتا ہے اور نہ ہی ٹریس کیا جا سکتا ہے''...... سرداور نے کہا۔ ان کے لہجے میں بدستور حیرت تھی۔

''اس کے لئے میں اتنا ہی کہوں گا کہ یہ سسٹم پاکیشیا کا ایجاد کردہ نہیں ہے۔ یہ سسٹم کرانس سے حاصل کیا گیا ہے۔ بہرحال اس سسٹم میں کوڈنگ چینج کر کے اس پر اپنا کنٹرول ضرور حاصل کیا جا سکتا ہے لیکن اس سسٹم کا تعلق بہرحال کرانس سیٹلائٹ سے ہی رہتا ہے اس لئے تم ان باتوں کو چھوڑو اور کام کی بات کرو''۔ بلیک سیکارلی نے کہا۔

''کیا کام۔ کیا چاہتے ہو تم''...... سرداور نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ اب ان کے چہرے پر غصے کے تاثرات تھے۔

''میں یہاں گرین فلیش کا فارمولا لینے آیا ہوں جسے پاکیشیا کے دفاع کے لئے خاص طور پر تم نے تیار کیا ہے''...... بلیک سیکارلی نے سرداور کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا اور اس کے منہ سے گرین فلیش کا نام سن کر سرداور بے اختیار چونک پڑے۔

''گرین فلیش''...... سرداور کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

”ہاں۔ وہی گرین فلیش جسے آسمان پر کہیں بھی پیدا کیا جا سکتا ہے اور اس گرین فلیش کی زد میں آنے والا ہر قسم کا میزائل زیرو ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ گرین فلیش کیمیائی میزائلوں کو بھی کیمیائی مواد سمیت یوں ختم کر دیتا ہے جیسے ان کا وجود ہی نہ ہو۔ کیمیائی اثرات اس گرین فلیش میں ہی ختم ہو جاتے ہیں جس سے ہر طرح کی تباہی کے خطرات ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتے ہیں۔ یہی خصوصیات ہیں نا تمہارے گرین فلیش کی“...... بلیک سیکارلی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں ایسے کسی سسٹم کے بارے میں نہیں جانتا جس سے اس قدر پاورفل فلیش بنایا جا سکتا ہو جو میزائل سمیت ہر قسم کی ایٹمی توانائی کو ختم کر سکے“...... سرداور نے منہ بناتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ہمارے پاس کنفرم رپورٹ ہے سرداور کہ گرین فلیش کا فارمولا تم ترتیب دے چکے ہو۔ اب تم اور تمہارے ساتھی سائنس دان اس مشین کو تیار کرنے میں مصروف ہیں جس سے گرین فلیش کو ٹھیک اس جگہ پر پھیلایا جا سکے جہاں سے کسی بھی میزائل کے آنے کا خطرہ ہو۔ اس سلسلے میں تم چند تجربات بھی کر چکے ہو۔ گرین فلیش کے وہ تجربات ہمارے جاسوس سیٹلائٹس میں ریکارڈ ہیں“...... بلیک سیکارلی نے کہا۔

”بہرحال۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں فارمولے یونہی جیب

میں لئے گھومتا پھرتا ہوں۔ اور مسٹر۔ اپنے اس کھلونے کو واپس اپنی جیب میں رکھ لو۔ یہ میرا پرسنل فلیٹ ہے۔ اس فلیٹ میں، میں نے ایسا انتظام کر رکھا ہے کہ تم مجھ پر فائرنگ نہ کر سکو گے اور نہ یہاں کوئی دھماکہ کر سکو گے۔ اور“...... سرداور نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک بلیک سیکارلی نے ٹریگر دبا دیا۔ اس کی گن سے گولی کی بجائے سیاہ رنگ کا دھواں سا نکل کر سرداور کے چہرے پر پڑا اور سرداور یوں خاموش ہو گئے جیسے ان کی زبان گنگ ہو گئی ہو۔ دھواں چھٹا تو وہ ایک صوفے پر اس طرح پڑے تھے جیسے بے ہوش ہو گئے ہوں۔ ان کا سر ڈھلکا ہوا تھا۔

”میں تم سے یہاں بحث کرنے نہیں آیا سرداور۔ میں نے بس گرین فلیش کا نام لے کر تمہارے دماغ میں اس کا فارمولا اجاگر کیا ہے۔ تمہاری جیبوں میں کوئی فارمولا ہو یا نہ ہو مگر تمہارے دماغ میں تو سارے فارمولے ہوں گے۔ اب دیکھنا میں کس طرح تمہارے دماغ سے وہ فارمولا نکالتا ہوں“...... بلیک سیکارلی نے کہا اور گن جیب میں ڈال کر اس نے بریف کیس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اس نے بریف کیس کھولا۔ بریف کیس میں ٹیپ ریکارڈر جیسی مشین لگی ہوئی تھی جس پر بے شمار بٹن اور ڈائل لگے ہوئے تھے۔ اس مشین پر باقاعدہ میٹر بھی لگے ہوئے تھے اور کئی رنگ برنگی تاریں بھی نظر آ رہی تھیں جو مشین کے مختلف حصوں میں جا رہی تھیں۔

بلیک سیکارلی نے اس میں سے چند تاریں نکالیں اور ان تاروں کے آگے باریک باریک سوئیاں سی لگی ہوئی تھیں۔ بریف کیس کے اوپر والے ڈھکن کے ساتھ ایک گرے کلر کی پٹی لگی ہوئی تھی جس کے دونوں سروں پر ہک بنے ہوئے تھے۔ اس گرے پٹی پر رنگ برنگے بے شمار چھوٹے چھوٹے بلب لگے ہوئے تھے۔ پٹی کے ساتھ دو ہیڈ فونز اور ایک مائیک بھی تھا۔

بلیک سیکارلی نے اس پٹی کو نکالا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے آگے بڑھ کر سرداور کو صوفے پر سیدھا کر کے بٹھایا اور پٹی کو ان کے سر پر باندھنا شروع کر دیا۔ مائیک موڑ کر اس نے سرداور کے منہ کے پاس کر دیا تھا اور ہیڈ فون ان کے کانوں میں لگا دیئے تھے۔ پھر اس نے بریف کیس سے سوئیوں والی تاریں کھینچیں اور سرداور کے عقب میں آ گیا اور پھر اس نے سرداور کی گردن پر ہاتھ رکھ کر ان کی مخصوص رگوں کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ اس طرح اس نے سرداور کی گردن کے عقبی حصوں میں چھ مختلف جگہوں پر سوئیاں پیوست کیں اور پھر اطمینان کا سانس لے کر واپس بریف کیس کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے بریف کیس میں موجود مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ مشین آن ہوئی اور اس پر مختلف بلب سپارک کرنے لگے اور ڈائلوں کی سوئیاں تھرکنا شروع ہو گئیں۔ پھر بلیک سیکارلی نے مشین کا ایک اور بٹن پریس کیا تو سرداور کے سر پر لگی گرے کلر کی پٹی پر بھی بے شمار بلب جلنے

بجھنے لگے۔ بلیک سیکارلی نے بریف کیس کی ایک سائیڈ میں لگا ہوا ایک چھوٹا سا مائیک کھینچ لیا۔ ساتھ ہی اس نے ایک اور بٹن دبا دیا تو اچانک سرداور کو ایک زور دار جھٹکا لگا۔ ان کی آنکھیں ایک لمحے کے لئے کھلیں اور پھر بند ہو گئیں۔ بلیک سیکارلی نے ایک بار پھر بٹن پریس کیا تو سرداور کو دوسرا زور دار جھٹکا لگا اور ان کی آنکھیں فوراً کھل گئیں۔ اس بار وہ پلکیں نہیں جھپک رہے تھے۔

"کیا تم میری آواز سن سکتے ہو"...... بلیک سیکارلی نے مائیک منہ کے قریب کر کے کہا۔

"ہاں۔ میں تمہاری آواز سن سکتا ہوں"...... سرداور کے ہونٹ ہلے اور بریف کیس کی مشین میں موجود ایک سپیکر سے ان کی آواز سنائی دی۔

"اپنا نام بتاؤ"...... بلیک سیکارلی نے کہا تو سرداور نے اپنا نام بتا دیا۔ ان کے منہ سے ایسی آواز نکل رہی تھی جیسے وہ نیند کے عالم میں بول رہے ہوں۔

"گڈ۔ اب یہ بتاؤ کہ میں نے تم سے جس گرین فلیش کے بارے میں پوچھا تھا کیا وہ واقعی تمہارا ایجاد کردہ ہے"...... بلیک سیکارلی نے کہا۔

"نہیں۔ گرین فلیش کا موجد میں نہیں ہوں"...... سرداور نے کہا تو بلیک سیکارلی بری طرح چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ گرین فلیش کے موجد تم نہیں ہو تو پھر کون ہے۔

کس نے ایجاد کیا ہے گرین فلیش"...... بلیک سیکارلی نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"گرین فلیش کا موجد ڈاکٹر فہیم ہے جو میرا ہونہار شاگرد ہے"۔ سرداور نے کہا۔ وہ اتنا ہی جواب دے رہے تھے جتنا ان سے پوچھا جا رہا تھا۔

"اوہ۔ تو کیا تمہیں گرین فلیش کے فارمولے کا نہیں پتا۔ کیا ہے اس کا فارمولا اور اسے کیسے بنایا گیا ہے"...... بلیک سیکارلی نے قدرے پریشانی کے عالم میں کہا۔ وہ یہاں گرین فلیش کے فارمولے کے حصول کے لئے ہی آیا تھا اور اسے بتایا گیا تھا کہ گرین فلیش کا موجد سرداور ہی ہے۔ بلیک سیکارلی نے اس مشین کے ذریعے سرداور کو مکمل طور پر اپنے ٹرانس میں لے رکھا تھا اور اب وہی سرداور کہہ رہے تھے کہ وہ گرین فلیش کے موجد نہیں ہیں۔ ایسی صورت میں ان کے دماغ میں فارمولا کیسے ہو سکتا تھا۔

"گرین فلیش کا ماسٹر مائینڈ ڈاکٹر فہیم ہے۔ فارمولا بھی اس نے ہی ترتیب دیا تھا۔ وہ میرا ہونہار شاگرد ہے۔ اس نے سارا فارمولا میری ہی مشاورت سے ترتیب دیا تھا۔ اس ایجاد میں، میں نے اس کی بھرپور مدد کی تھی اس لئے میں سارا فارمولا جانتا ہوں"۔ سرداور نے کہا اور ان کا جواب سن کر بلیک سیکارلی کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

"گڈ۔ ویری گڈ۔ اب تم گرین فلیش کا سارا فارمولا ریکارڈ

کراؤ گے۔ یاد رکھنا کہ اس فارمولے کی تم نے ہر چھوٹی سے چھوٹی بات بھی بتانی ہے۔ اس کے نیگیٹو اور پازیٹو پہلوؤں سے بھی آگاہ کرو اور یہ بھی بتاؤ کہ اس فارمولے کو کس طرح قابل عمل بنایا جا سکتا ہے"...... بلیک سیکارلی نے کہا تو سرداور کی زبان رواں ہو گئی۔ وہ نہایت گہرائی سے گرین فلیش فارمولے کے بارے میں بتا رہے تھے۔ مکمل طور پر فارمولے کے بارے میں بتانے میں انہیں ایک گھنٹے سے زیادہ وقت لگا تھا اور پھر وہ سب کچھ بتا کر خاموش ہو گئے۔

"کیا تم نے پورا فارمولا بتا دیا ہے"...... بلیک سیکارلی نے ان کے خاموش ہونے پر پوچھا۔

"ہاں۔ میں نے مکمل فارمولا بتا دیا ہے"...... سرداور نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اس فارمولے کو ایک بار پھر دوہرا دو تاکہ اگر کوئی بات مس ہو گئی ہو تو وہ بھی ریکارڈ ہو جائے"...... بلیک سیکارلی نے کہا تو سرداور ایک بار پھر وہی فارمولا دوہرانے لگے۔

"گڈ۔ اب میری بات دھیان سے سنو"...... بلیک سیکارلی نے سرداور کے خاموش ہونے پر کہا۔

"میں دھیان سے سنوں گا"...... سرداور نے فوراً کہا۔

"میں چاہوں تو تمہیں یہیں ہلاک کر کے پھینک سکتا ہوں۔ لیکن میرا اصول ہے کہ میں وہی کرتا ہوں جس کے لئے مجھے کہا

جاتا ہے۔ مجھے تمہاری ہلاکت کے احکامات نہیں دیئے گئے تھے اس لئے میں تمہیں زندہ چھوڑ رہا ہوں۔ میں کون ہوں، کیا ہوں اب تم یہ سب بالکل بھول جاؤ گے۔ صدر مملکت نے تمہیں ریڈ لیبارٹری میں کال کی تھی اور تم لیبارٹری سے کب اور کیوں باہر آئے تھے تمہیں یہ بھی یاد نہیں رہے گا“...... بلیک سیکارلی نے کہا۔

”میں سب بھول جاؤں گا“...... سرداور کے منہ سے نکلا۔

”تمہیں یہ بھی یاد نہیں رہنا چاہئے کہ میں نے تمہیں ٹرانس میں لے کر تمہارے دماغ سے گرین فلیش کا سارا فارمولا حاصل کر لیا ہے“...... بلیک سیکارلی نے کہا۔

”ہاں۔ یہ سب مجھے یاد نہیں رہے گا“...... سرداور نے اسی انداز میں کہا۔

”گڈ۔ تمہیں صرف اب یہ یاد ہو گا کہ لیبارٹری میں کام کر، کر کے تم تھک گئے تھے اور ریسٹ کرنے کے لئے کسی کو بتائے بغیر اپنے پرسنل فلیٹ میں آئے تھے“...... بلیک سیکارلی نے کہا۔

”اوکے۔ میں یہ یاد رکھوں گا“...... سرداور نے جواب دیا۔

”اب تم گہری نیند سو جاؤ۔ تمہیں آدھے گھنٹے کے بعد ہوش آئے گا اور تم یہاں سے نکل کر اسی راستے سے واپس لیبارٹری میں جاؤ گے جہاں سے آئے تھے“...... بلیک سیکارلی نے ایک بار پھر کہا۔

”اوکے“...... سرداور نے کہا اور پھر ان کی آنکھیں بند ہوتی چلی

گئیں۔ جیسے ہی سرداور کی آنکھیں بند ہوئیں بلیک سیکارلی نے مشین آف کرنی شروع کر دی۔ اس نے مائیک بریف کیس کی سائیڈ میں رکھا اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ سرداور کے عقب میں جا کر ان کی گردن میں پیوست سوئیوں کو وہ نہایت احتیاط سے باہر نکالنے لگا۔ تمام سوئیاں سرداور کی گردن کی مخصوص رگوں سے نکال کر بلیک سیکارلی نے ان کے سر سے گرے کلر کی پٹی اتار دی اور پھر تاروں کو سمیٹتا ہوا بریف کیس کے پاس آ گیا۔ اس نے ساری تاریں بریف کیس میں موجود ایک خانے میں رکھیں اور پھر اس نے بریف کیس بند کر دیا۔

”تھینک یو سرداور۔ آپ نے مجھے گرین فلیش کا فارمولا دے دیا ہے۔ میرا مشن مکمل ہو گیا ہے۔ اب آپ آرام کریں اور میں چلتا ہوں“...... بلیک سیکارلی نے مسکراتے ہوئے کہا اور انگلیوں سے بے ہوش سرداور کو بائے بائے کرتا ہوا اور فاتحانہ انداز میں مسکراتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اس نے جدید کمپیوٹرائزڈ ٹیکنالوجی کا استعمال کر کے سرداور سے پاکیشیائی پریذیڈنٹ کی آواز میں بات کی تھی اور سپریم سونک سیٹلائٹ فون سسٹم کے ہونے کی وجہ سے سرداور آسانی سے اس کے جھانسے میں آ گئے تھے۔ انہیں یہی معلوم تھا کہ سپریم سونک سیٹلائٹ سسٹم فون سے ان کی کال نہ ٹریس کی جا سکتی تھی اور نہ ہی کہیں سنی جا سکتی تھی اور پھر ان کے فون سیٹ میں پریذیڈنٹ صاحب کی آواز بھی فیڈ تھی۔ اگر ان کی آواز میں

معمولی سا بھی فرق ہوتا تو ان کی کال فوراً ڈراپ ہو جاتی اور سب سے بڑی بات صدر صاحب کا پرسنل نمبر صرف سرداور کے پاس تھا اور ان کا صدر صاحب کے پاس، جس کے بارے میں کوئی دوسرا نہیں جانتا تھا۔ ان سب کے باوجود بلیک سیکارلی نے کامیابی حاصل کر لی تھی۔ یقینی اور مربوط کامیابی جس پر وہ جتنا بھی فخر کرتا کم تھا۔

ٹائیگر نے کار فائن کلب کی پارکنگ میں مخصوص اسی پوائنٹ پر روکی جہاں جاسم دادا اپنی کار پارک کرتا تھا اور پھر وہ کار کا انجن بند کر کے کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ پارکنگ سے نکل کر وہ جاسم دادا کے مخصوص انداز میں چلتا ہوا کلب کے مین دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ اس وقت جاسم دادا کے میک اپ میں تھا۔ جاسم دادا کو ہلاک کر کے اس نے اسی کا لباس اتار کر پہن لیا تھا۔ اس کے پاس ایک سپرے تھا جسے سے خون کے دھبوں کو صاف کیا جا سکتا تھا۔

چنانچہ اس نے جاسم داد کے لباس سے تمام خون کے دھبے صاف کئے اور پھر اس کی جیبوں سے اس کی تمام چیزیں نکال کر دیکھنے لگا۔ اس نے وہیں رک کر جاسم دادا کی آواز کی نقل کی پریکٹس کی اور جب اس نے محسوس کیا کہ وہ حلق سے جاسم دادا کی

آواز نکال سکتا ہے تو وہ جاسم دادا کی کار لے کر وہاں سے نکل آیا۔ عمران سے اس کا رابطہ نہیں ہوا تھا اس لئے اس نے ڈائریکٹ فائن کلب ہیں جانے کا ارادہ کر لیا تھا اور پھر وہ فائن کلب کی دیوہیکل عمارت میں پہنچ گیا۔ اس نے جاسم دادا سے کلب کے راستوں کے بارے میں خاصی معلومات حاصل کر لی تھیں اس لئے تمام راستے اس کے ذہن میں محفوظ تھے۔ وہ کلب میں داخل ہو گیا۔

کلب بے حد شاندار اور نہایت وسیع وعریض تھا۔ یہ کلب چونکہ ہائی جنٹری کے لئے بنایا گیا تھا اس لئے وہاں دیسی شراب اور عام منشیات کا استعمال نہیں ہوتا تھا۔ وہاں ہائی کوالٹی کی شراب مہیا کی جاتی تھی۔ منشیات کے طور پر بھی وہاں ڈائمنڈ لائٹ نامی پاؤڈر مہیا کیا جاتا تھا جو عام منشیات سے کہیں زیادہ تیز اور نشہ آور تھا۔ اس پاؤڈر کی خوبی یہ تھی کہ اسے شیشے کی مخصوص نالیوں میں جلا کر لیا جاتا تھا۔ وہاں دھواں تو ضرور ہوتا تھا لیکن چھتوں کے ساتھ لگے ہوئے ایگزاسٹ فین دھوئیں کو فوراً باہر نکال دیتے تھے اور وہاں ہوا دینے والے اے سی ہولز سے مسلسل پرفیومڈ ہوا آتی تھی جس سے کلب کا ماحول ہر وقت مہکتا رہتا تھا۔ دائیں طرف ایک بہت بڑا اور خوبصورت کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے بے شمار ریک بنے ہوئے تھے۔ ان ریکوں میں مختلف اقسام کی شراب کی بوتلیں سجی ہوئی تھیں جو مختلف برانڈ کی تھیں لیکن سب امپورٹڈ تھیں۔

کلب کی میزیں آدھی سے زیادہ آباد تھیں جن پر بیٹھے افراد نہ

صرف ڈائمنڈ لائٹ استعمال کر رہے تھے بلکہ جواء کھیلنے کے ساتھ ساتھ اپنے پسندیدہ برانڈ کی شراب بھی پی رہے تھے۔ وہاں دیواروں کے ساتھ سیاہ رنگ کے مخصوص لباسوں میں دس کے قریب مسلح افراد بھی موجود تھے جو ان تمام افراد پر گہری نظریں رکھ رہے تھے۔ کلب کی انتظامیہ میں زیادہ تر لڑکیاں ہی دکھائی دے رہی تھیں جو پنک سکرٹس پہنے ہوئے تھیں اور وہ نفیس ٹرے اٹھائے تتلیوں کی طرح ادھر ادھر گھوم رہی تھیں۔ ٹائیگر کاؤنٹر کے پاس آیا اور پھر وہاں رکے بغیر تیز تیز چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ کاؤنٹر آگے جا کر دائیں طرف ایک گولائی میں مڑ رہا تھا۔ اس طرف ایک دروازہ تھا۔ ٹائیگر اس دروازے کے پاس آ گیا۔ دروازے کی سائیڈ دیوار پر ایک نمبرنگ پینل لگا ہوا تھا۔ اس نمبرنگ پینل کے بارے میں بھی جاسم دادا نے اسے بتا دیا تھا۔

ٹائیگر نے پینل کے چار نمبر پریس کئے تو سرر کی آواز کے ساتھ دروازہ کسی شٹر کی طرح اوپر اٹھتا چلا گیا۔ سامنے ایک طویل راہداری تھی۔ ٹائیگر اس راہداری میں آ گیا۔ راہداری میں آگے دائیں بائیں کمروں کے دروازے تھے۔ ٹائیگر چند قدم آگے گیا تو اسے دائیں طرف سیڑھیاں اترتی دکھائی دیں۔ وہ ان سیڑھیوں پر آ گیا۔ سیڑھیاں اتر کر وہ نیچے آیا تو سیڑھیوں کے دائیں بائیں اسے دو مسلح افراد دکھائی دیئے۔ ان دونوں نے بھی سیاہ لباس پہن رکھے تھے۔ ٹائیگر کو جاسم دادا سمجھ کر انہوں نے اسے سلام کیا لیکن ٹائیگر

ان کی طرف دیکھے بغیر اور ان کے سلام کا جواب دیئے بغیر سیڑھیاں اتر کر دائیں طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس طرف بھی ایک راہداری تھی جہاں جگہ جگہ سیاہ لباس والے مسلح افراد کھڑے دکھائی دے رہے تھے۔

کچھ آگے جا کر ٹائیگر ایک دروازے کے پاس رک گیا۔ اس دروازے کے پاس بھی نمبرنگ پینل لگا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے بٹن پریس کئے تو دروازہ کھل گیا اور ٹائیگر دوسری طرف آ گیا۔ یہ ایک چھوٹی سی لفٹ تھی۔ اس نے اندر آ کر جیسے ہی دروازہ بند کیا لفٹ کو ایک خفیف سا جھٹکا لگا اور لفٹ نیچے اترتی چلی گئی۔ پھر فوراً ہی لفٹ رکی اور دروازہ کھل گیا۔ ٹائیگر باہر نکلا۔ یہاں بھی چھوٹی سی راہداری تھی جس کے سامنے ایک فولادی دروازہ نظر آ رہا تھا۔ ٹائیگر قدم بڑھاتا ہوا اس دروازے کے پاس آ گیا۔ فولادی دروازے کے پاس نمبرنگ پینل تو نہیں تھا لیکن وہاں ایک ڈور فون ضرور تھا اور چھت پر ایک شارٹ سرکٹ کیمرہ نصب تھا جو اس راہداری میں آنے والے کو آسانی سے چیک کر سکتا تھا۔ جیسے ہی ٹائیگر دروازے کے قریب رکا اسی لمحے ڈور فون پر لگا ہوا ایک سبز بلب روشن ہو گیا۔ ساتھ ہی چھت سے نیلی روشنی کی پھوار سی نکلی اور ٹائیگر پر پڑنے لگی۔

اس بلیو لائٹ سے شاید اسے چیک کیا جا رہا تھا۔ جاسم دادا نے ان تمام حفاظتی انتظامات کے بارے میں بھی ٹائیگر کو بتا دیا تھا۔ بلیو

لائٹ سے میک اپ چیک کیا جاتا تھا۔ یہ خاصا پرانا سسٹم تھا اس لئے ٹائیگر جانتا تھا کہ اس سسٹم کو کیسے ڈاج دیا جا سکتا ہے۔ اس کے پاس انسانی کھال کا بنا ہوا جھلی جیسا ماسک میک اپ تھا جسے جاسم دادا کا لباس پہننے سے پہلے اس نے اپنے سارے جسم پر چڑھا لیا تھا اور چہرے کو مخصوص انداز میں تھپتھپا کر اس نے جاسم دادا کا چہرہ بنا لیا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ بلیو لائٹ سے اس کا میک اپ چیک نہیں کیا جا سکے گا۔

”جاسم دادا تم۔ تم نے تو کہا تھا کہ تمہیں مسٹر کراؤن نے بلایا ہے“...... ڈور فون سے ایک کھردری سی آواز سنائی دی۔

”یس باس۔ مسٹر کراؤن نے مجھے نیشنل پارک میں بلایا تھا۔ میں وہاں پہنچ کر اس کا انتظار کرنے لگا لیکن پھر اس کا فون آیا کہ اس نے مجھے جس ضرورت کے لئے بلایا تھا اس کی وہ ضرورت پوری ہو گئی ہے اس لئے میں واپس جا سکتا ہوں“۔ ٹائیگر نے جاسم دادا کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”او کے۔ اندر آؤ۔ پھر بات کرتے ہیں“...... ڈور فون سے آواز سنائی دی اور ساتھ ہی کٹاک کٹاک کی آوازوں کے ساتھ جیسے اندر سے لاک کھلے اور پھر دروازہ دو حصوں میں باہر کی طرف کھلتا چلا گیا۔ سامنے ایک آفس نما بہت بڑا کمرہ تھا۔ ٹائیگر اطمینان بھرے انداز میں اندر آ گیا۔ سامنے ایک جہازی سائز کی میز موجود تھی جس کی اونچی نشست والی ایک کرسی پر ایک بھاری جسم والا

ادھیڑ عمر بیٹھا ہوا تھا۔ اس ادھیڑ عمر کا سر گنجا تھا اور اس کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی تھیں۔ اس کی ناک لمبی اور ٹھوڑی ہتھوڑے جیسی دکھائی دے رہی تھی۔ اس کے منہ میں سگار دبا ہوا تھا جسے وہ لائٹر سے سلگا رہا تھا۔

"آؤ بیٹھو"...... اس ادھیڑ عمر نے سگار کا کش لے کر دھواں ہوا میں اڑاتے ہوئے کہا تو ٹائیگر اثبات میں سر ہلا کر اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ یہ بھی جاسم کا مخصوص سٹائل تھا۔ وہ سیٹھ سکندر کو سلام نہیں کرتا تھا اور وہ چونکہ سیٹھ سکندر کے کام دھندے سنبھالتا تھا اس لئے اسے سیٹھ سکندر نے اپنے سامنے بیٹھنے کی اجازت بھی دے رکھی تھی۔

"تو تمہاری مسٹر کراؤن سے ملاقات نہیں ہوئی"...... سیٹھ سکندر نے اس کی طرف چھوٹی چھوٹی مگر چمکدار آنکھوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یس باس۔ اس بار اس کا فون ہی آیا تھا"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اچھا۔ کس نمبر سے فون کیا تھا اس نے"...... سیٹھ سکندر نے پوچھا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔ ٹائیگر نے کرسی سے اٹھنا چاہا مگر اسی لمحے کٹاک کٹاک کی آواز کے ساتھ کرسی کی سائیڈوں سے راڈز نکل کر اس کے جسم کے گرد گھومتے چلے گئے۔ دو راڈز اس کے بازوؤں اور سینے کے درمیان میں آ گئے تھے۔ اب ٹائیگر اٹھنا

بھی چاہتا تو اٹھ نہیں سکتا تھا۔

"یہ۔ یہ کیا باس۔ یہ راڈز"...... ٹائیگر نے جاسم دادا کے انداز میں بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے احمق سمجھتے ہو تم برخوردار۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ تم میک اپ کر کے جاسم دادا بن جاؤ گے تو مجھے تمہارے بارے میں پتہ ہی نہیں چلے گا۔ اگر میں اتنا ہی احمق ہوتا تو میری جگہ تم اور تمہاری جگہ میں ہوتا"...... سیٹھ سکندر نے اسے گھورتے ہوئے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں باس۔ میں سمجھا نہیں۔ میک اپ۔ میں۔ میں میک اپ میں ہوں"...... ٹائیگر نے اسی انداز میں کہا۔ ویسے وہ دل ہی دل میں حیران ہو رہا تھا کہ سیٹھ سکندر کو کیسے علم ہو گیا کہ وہ میک اپ میں ہے۔ جس بلیو لائٹ سے اس کا میک اپ چیک کیا گیا تھا اس کے بارے میں تو ٹائیگر کو یقین تھا کہ اس کا میک اپ چیک نہیں ہو سکتا۔ اس کا لہجہ بھی جاسم دادا جیسا ہی تھا اور اس نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی تھی کہ کسی بھی مرحلے میں سیٹھ سکندر کو شک نہ ہو کہ وہ جاسم دادا نہیں ہے۔

"تم نے میک اپ اچھا کیا ہے برخوردار۔ میں نے بلیو لائٹ میں چیک کیا تھا۔ تب تو تم میک اپ میں نظر نہیں آئے تھے۔ تمہارا بولنے کا انداز، تمہارا سٹائل اور تمہارا قد و قامت بھی جاسم دادا جیسا ہی ہے اس لئے تم اس قدر کڑے پہرے کے باوجود یہاں تک آ

گئے ہو لیکن تم یہاں اس کمرے میں آ کر مار کھا گئے۔ بلیو لائٹ سسٹم بے حد پرانا ہے۔ اسے واقعی نئے اور جدید میک اپ سے ڈاج دیا جا سکتا ہے اس لئے میں نے اپنے کمرے میں الٹرا کراس گروک ریز پھیلا رکھی ہیں جو انسانی آنکھ سے دکھائی نہیں دیتیں۔ ان ریز کی خاصیت یہ ہے کہ ان کی موجودگی میں جدید سے جدید میک اپ کو بھی چھپایا نہیں جا سکتا اور میک اپ میں چھپا ہوا اصلی چہرہ صاف دیکھا جا سکتا ہے۔ باہر تمہارا چہرہ جاسم دادا کا تھا مگر اس کمرے میں آتے ہی میرے سامنے تمہارا اصلی چہرہ آ گیا“...... سیٹھ سکندر نے کہا اور الٹرا کراس گروک ریز کا سن کر ٹائیگر خاموش ہو گیا۔

”ان ریز کے بارے میں جاسم دادا بھی نہیں جانتا تھا ورنہ شاید تم اسے بھی جدید ترین میک اپ سے ڈاج دے دیتے“...... سیٹھ سکندر نے کہا۔

”الٹرا کراس گروک ریز۔ گڈ۔ اس کا مطلب ہے تمہارا اصلی چہرہ بھی میرے سامنے ہے سیٹھ سکندر“...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ سیٹھ سکندر دیکھ چکا تھا اس لئے اب اس سے مزید چھپانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

”ہاں۔ تم میرا اصلی چہرہ ہی دیکھ رہے ہو۔ اب بتاؤ کون ہو تم۔ جاسم دادا کہاں ہے اور تم نے اس کا بہروپ کیسے اور کیوں بدلا ہے“...... سیٹھ سکندر نے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ سردمہری تھی

اور وہ سگار کے کش لیتا ہوا اور دھوئیں کے مرغولے اڑاتا ہوا انتہائی تیز نظروں سے اسے گھور رہا تھا۔

”تمہارا کیا خیال ہے۔ جاسم دادا کہاں ہو سکتا ہے“...... ٹائیگر نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے پوچھا۔

”اوہ۔ تو تم نے اسے ہلاک کر دیا۔ ویری بیڈ۔ ویری بیڈ۔ جاسم دادا میرا خاص آدمی تھا“...... سیٹھ سکندر نے جبڑے بھینچ کر کہا۔

”چاہو تو میں بھی تمہارا خاص آدمی بن سکتا ہوں“...... ٹائیگر نے مسکرا کر کہا۔

”تمہارا نام کیا ہے اور تم کیا کرتے ہو“...... سیٹھ سکندر نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا اس سے پوچھا۔

”نام جان کر کیا کرو گے سیٹھ سکندر۔ میرا کام دیکھو۔ میں نے تمہارے خاص آدمی کی جگہ حاصل کی ہے۔ پھر یہ بھی دیکھو کہ میں کسی دھڑلے سے تمہارے سامنے آ کر بیٹھ گیا ہوں۔ کیا ایسی جرأت کوئی اور کر سکتا ہے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”جو میں پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو۔ اپنا نام بتاؤ“...... سیٹھ سکندر نے غراتے ہوئے کہا۔

”میرا نام تو اب مجھے بھی یاد نہیں ہے لیکن انڈر ورلڈ میں مجھے پرنس راسکل کے نام سے جانا جاتا ہے“...... ٹائیگر نے کہا تو اس بار سیٹھ سکندر بے اختیار چونک پڑا۔

”پرنس راسکل۔ اوہ۔ انڈر ورلڈ کا وہی نامور بدمعاش جو بات

کرنے سے پہلے گولی مارتا ہے اور خاصا ہتھ چھٹ مشہور ہے۔ ریگی بار کے پانچ دیوقامت اور انتہائی لڑاکا بدمعاشوں کا اس نے خالی ہاتھوں مقابلہ کیا تھا اور انہیں ہلاک کر دیا تھا''...... سیٹھ سکندر نے کہا۔

''صرف ریگی بار کے پانچ بدمعاشوں کو ہی نہیں۔ بلیک ماسٹر، کنگ کوبرا، ڈبل ڈان، ماسٹر فائٹر بلیکی اور راؤنڈ ہینڈ جیسے بدمعاش بھی میرے ہی ہاتھوں جہنم واصل ہوئے تھے''...... ٹائیگر نے اسے مزید بدمعاشوں کے نام بتاتے ہوئے کہا جن کا انڈر ورلڈ میں بے حد شہرہ تھا اور واقعی ان نامور اور خطرناک بدمعاشوں کو ٹائیگر نے ہی پرنس راسکل کے نام سے ہلاک کیا تھا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تو وہ تم تھے۔ ویری بیڈ۔ تم شاید نہیں جانتے کہ ڈبل ڈان میرے چچا کا اکلوتا بیٹا تھا۔ میں تمہاری ہی تلاش میں تھا لیکن تمہارا کہیں کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا۔ اچھا ہوا کہ تم خود ہی یہاں آ گئے ہو۔ اب میں تم سے اپنے چچا زاد بھائی کے خون کا بدلہ لوں گا۔ خوفناک انتقام''...... سیٹھ سکندر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''اس کھیل میں کسی کی رشتہ داری نہیں دیکھی جاتی سیٹھ سکندر۔ گولی چلانے میں جو پہل کرتا ہے اسے ہی کامیابی ملتی ہے۔ ڈبل ڈان نے بھی مجھے اپنے بدمعاشوں کے ذریعے اغوا کر کے ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس نے اپنے ہاتھوں سے مجھے گولی

مارنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ الٹا میری گولی کا شکار ہو گیا''۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم بہرحال میرے چچا زاد بھائی کے قاتل ہو۔ تمہیں معافی نہیں دی جا سکتی لیکن میں تمہیں ایسے ہلاک نہیں کروں گا۔ تمہیں پہلے جاسم دادا کے بارے میں بتانا ہو گا۔ کیا کیا ہے تم نے اس کے ساتھ اور تمہارے یہاں آنے کا مقصد کیا ہے''...... سیٹھ سکندر نے درشت لہجے میں کہا۔

''میں اس کے میک اپ میں اور اس کے لباس میں ہوں۔ اس کے باوجود تم نہیں سمجھے کہ میں نے جاسم دادا کے ساتھ کیا کیا ہو گا اور وہ کہاں ہے''...... ٹائیگر نے منہ بنا کر کہا۔

''ہونہہ۔ اور تمہارے یہاں آنے کا مقصد کیا ہے''...... سیٹھ سکندر نے سگار سامنے پڑی ایش ٹرے میں مسلتے ہوئے پوچھا۔

''نائف بلڈ کے ٹاپ فائیو ایجنٹ کہاں ہیں''...... ٹائیگر نے ایک لمحے کے توقف کے بعد کہا تو سیٹھ سکندر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت لہرانے لگی۔

''نائف بلڈ۔ ٹاپ فائیو ایجنٹ۔ کیا مطلب''...... سیٹھ سکندر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو ٹائیگر سمجھ گیا کہ نائف بلڈ سیٹھ سکندر کے پاس اصلی ناموں سے نہیں آئے تھے۔

''میں مسٹر کراؤن اور اس کے ساتھیوں کا پوچھ رہا ہوں''۔ ٹائیگر نے کہا تو سیٹھ سکندر ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو تم ان کے لئے یہاں آئے ہو"...... سیٹھ سکندر نے کہا۔

"ہاں۔ ان کے ٹھکانے بتاؤ۔ میں جس طرح یہاں آیا ہوں اسی طرح خاموشی سے واپس چلا جاؤں گا ورنہ اب تم میرا نام تو جان ہی چکے ہو۔ تمہیں اب یہ بھی پتہ چل جانا چاہئے کہ میں کیا کر سکتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔ اس کے لہجے میں غراہٹ ابھر آئی تھی۔

"تم۔ تم سیٹھ سکندر سے ایسے لہجے میں بات کر رہے ہو۔ تمہاری یہ جرأت"...... سیٹھ سکندر نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"ابھی تو تم نے میری جرأت دیکھی ہی نہیں ہے سیٹھ سکندر۔ میں اس وقت تمہارے سامنے ایک عام آدمی ہوں۔ اگر میں پرنس راسکل کے روپ میں آ گیا تو نہ تم رہو گے اور نہ تمہارا یہ سیٹ اپ۔ تم کیا سمجھتے ہو میں یہاں اکیلا آیا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا تو سیٹھ سکندر چونک پڑا۔

"اوہ۔ اور کون ہے تمہارے ساتھ۔ کہاں ہیں تمہارے باقی ساتھی"...... سیٹھ سکندر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"تم نے اس کمرے میں مجھے پہچانا ہے سیٹھ سکندر کہ میں جاسم دادا نہیں ہوں لیکن کلب والوں نے مجھے جاسم دادا ہی سمجھا تھا اور جاسم دادا بن کر میں یہاں جتنے افراد لے آؤں انہیں کون روک سکتا

تھا۔ اب تک تو وہ اس عمارت میں نجانے کہاں کہاں پھیل گئے ہوں گے"...... ٹائیگر نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا کر دیا تم نے۔ میں کسی کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ تمہارے ساتھ جتنے افراد آئے ہیں میں ان سب کو ہلاک کرا دوں گا"...... سیٹھ سکندر نے چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے فون کی طرف جھپٹا۔

"ایک منٹ۔ میری ایک بات اور سن لو۔ پھر جو مرضی آئے کرتے رہنا"...... ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا تو سیٹھ سکندر کا ہاتھ وہیں رک گیا۔

"بولو۔ جلدی بولو"...... سیٹھ سکندر نے تیز لہجے میں کہا۔

"میرے ساتھیوں نے پورے کلب میں پھیل کر تمہارے آدمیوں کی جگہ لے لی ہو گی اس لئے ایسی غلطی نہ کرنا کہ تمہیں ہر طرف اپنے ہی آدمیوں کی لاشیں دیکھنی پڑیں"...... ٹائیگر نے کہا تو سیٹھ سکندر اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگا۔

"میں تمہاری بوٹیاں اڑا دوں گا۔ بتاؤ۔ کتنے ساتھی ہیں تمہارے اور وہ کہاں کہاں ہیں"...... سیٹھ سکندر نے حلق کے بل دھاڑتے ہوئے کہا۔

"تحمل سے بات کرو۔ میرے ساتھیوں کے پاس اس قدر خوفناک بم ہیں جس سے تمہاری یہ عمارت لمحوں میں تنکوں کی طرح اڑ سکتی ہے اور یہ بھی سن لو مجھے خطرے میں دیکھ کر وہ اپنی جانوں

کی بھی پرواہ نہیں کریں گے“...... ٹائیگر نے سیٹھ سکندر پر مزید دباؤ ڈالتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم تو میری توقع سے کہیں زیادہ چالاک ثابت ہو رہے ہو۔ لیکن بہرحال میں نے بھی کچی گولیاں نہیں کھیلیں۔ میں ان سب کا بھی انتظام کرلوں گا بلکہ پہلے میں ان سب کو ہی ٹریس کروں گا اور پھرتم سے بات کروں گا“...... سیٹھ سکندر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے میز کے نیچے ہاتھ کر کے کوئی بٹن پریس کیا تو اچانک ٹائیگر کی کرسی کے نیچے سے زمین غائب ہوگئی اور ٹائیگر کرسی سمیت اس خلاء میں گرتا چلا گیا۔

عمران نے تمام ممبران کو کال کر کے رانا ہاؤس میں بلا لیا تھا۔ جوزف اور جوانا بھی ہوش میں تھے۔ ان کے سروں، چہروں اور ہاتھوں پر چھوٹے چھوٹے اسٹیکر نما پلاسٹر لگے ہوئے تھے۔ انہیں ہوش میں لانے کے لئے عمران نے واقعی ان کے جسم کے بہت سے حصوں پر چرکے لگائے تھے۔ ان زخموں کو ہی چھپانے کے لئے ان دونوں نے پلاسٹر لگا لئے تھے جن سے وہ دونوں عجیب سے لگ رہے تھے۔

عمران نے کئی بار ٹائیگر سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ٹائیگر کی طرف سے اسے کوئی جواب نہیں مل رہا تھا۔ ٹاپ فائیو سینڈی سے لڑتے ہوئے اسے ایک دو بار ٹرانسمیٹر کال محسوس ہوئی تھی لیکن اس وقت وہ جوزف اور جوانا کی طرف سے انتہائی متفکر تھا اس لئے اس نے ٹائیگر کی کال سنی ہی نہیں تھی۔ اب جب اسے

ٹائیگر کی ضرورت محسوس ہوئی تو ٹائیگر اس کی کال رسیو ہی نہیں کر رہا تھا اور اس کا سیل فون بھی آف تھا۔

"لگتا ہے ٹائیگر بہادر اکیلے ہی معرکہ مارنے کے لئے سیٹھ سکندر کے بل میں گھس گیا ہے اور وہاں اسے جنگلی بلوں نے گھیر لیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ایسا کر کے ٹائیگر نے غلطی کی ہو گی۔ اس کا وہاں اکیلے جانا خطرناک ہو سکتا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"اب ٹائیگر تو ٹائیگر ہے پیارے شکار کے لئے وہ جنگل میں کہیں بھی اور کبھی بھی جا سکتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر بھی اسے آپ کا انتظار کر لینا چاہئے تھا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اب وہ کتنا انتظار کرتا۔ میرے انتظار میں اسے تین گھنٹوں سے زیادہ وقت ہو چکا ہے۔ اتنی دیر میں تو انسان آدھے سے زیادہ بوڑھا ہو جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تین گھنٹوں میں بوڑھا۔ یہ کہاں کی منطق ہے عمران صاحب"۔ چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے۔ کسی کے فراق میں ایک ایک لمحہ صدیوں جیسا لگتا ہے اور پھر تم تین گھنٹوں کا کہہ رہے ہو۔ ان تین گھنٹوں کو اگر ایک ایک لمحہ کی نظر سے دیکھو تو تمہیں یہ گھنٹے صدیوں پر محیط نظر آئیں

گے"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"تب تو آپ شکر کریں کہ کسی کے انتظار میں آپ کو گھنٹے نہیں گزارنا پڑے ورنہ آپ تو بوڑھوں سے بھی بوڑھے ہوتے"۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اب ایسا بھی مت کہو ورنہ جولیا شرما جائے گی"...... عمران نے کہا تو سب ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"کیوں۔ میں کیوں شرماؤں گی۔ صفدر نے ایسا کیا کہہ دیا ہے"۔ جولیا نے اسے مصنوعی آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

"میں تو نہیں۔ مگر کوئی تو ہے جو میرے فراق میں لمحے، گھنٹے بلکہ دن گزارتا ہے۔ اس طرح تو تمہیں بوڑھی بلکہ بوڑھی کھوسٹ ہو جانا چاہئے تھا"...... عمران نے کہا تو تنویر اور جولیا کے سوا سب مسکرا دیئے۔

"اپنا منہ دھو رکھو۔ سمجھے۔ میں کسی کے فراق میں وقت نہیں گزارتی"...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

"مطلب۔ تم بوڑھی ہونے سے ڈرتی ہو"...... عمران نے کہا تو جولیا اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگی جبکہ تنویر بھی عمران کو گھور رہا تھا۔ جوزف اور جوانا خاموش بیٹھے تھے اور باقی سب بے اختیار ہنس رہے تھے۔

"اب کوئی کام کی بھی بات کرو گے یا اسی طرح بک بک کرتے رہو گے"...... جولیا نے کہا۔

"تم بک بک کرنے کا مطلب جانتی ہو"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میں نہیں جانتی۔ تم جانتے ہو"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میں بھی نہیں جانتا۔ اپنے بھائی سے پوچھ لو۔ شاید اسے معلوم ہو"...... عمران نے کہا تو تنویر یکلخت بھڑک اٹھا۔

"شٹ اپ۔ میرے منہ مت لگنا ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا"...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"یہ لو۔ اسے کہتے ہیں اپنے پیروں پر کلہاڑی مارنا۔ میں نے کب کہا ہے کہ تم ہی اس کے بھائی ہو۔ جولیا کا کوئی بھی بھائی ہو سکتا ہے۔ صفدر، کیپٹن شکیل، صدیقی، خاور اور چوہان"...... عمران نے کہا تو تنویر غرا کر رہ گیا۔ جھلاہٹ میں بول کر اس نے واقعی خود ہی عمران سے اپنی مٹی پلید کرا لی تھی۔

"عمران صاحب۔ ہم فائن کلب میں جانے کا پروگرام بنا رہے تھے"...... صفدر نے تنویر کا بگڑتا ہوا چہرہ دیکھ کر کہا۔

"تو بناؤ۔ میں نے کب منع کیا ہے۔ کوئی اچھا سا پروگرام بنانا۔ میں تو کہتا ہوں کہ اپنی دعوت ولیمہ پر سب کو وہیں بلائیں گے"۔ عمران نے جولیا کی طرف دیکھ کر شوخ لہجے میں کہا۔

"اس سے بات کرو گے تو یہ ایسے ہی الٹے سیدھے جواب دے گا۔ صدیقی تم بتاؤ۔ سیٹھ سکندر اور اس کے کلب کے بارے

میں تم نے جو انفارمیشن اکٹھی کر رکھی ہے ہم وہاں کیسے جا سکتے ہیں"۔ جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

"صدیقی سے کیوں پوچھ رہی ہو۔ تمہیں یہاں میں نے بلایا ہے یا صدیقی نے"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"تو پھر تم سیدھی طرح جواب دو"...... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"کیا جواب دوں۔ تم کوئی سوال کرو۔ پھر دیکھو میں کس طرح فرفر جواب دیتا ہوں"...... عمران نے کہا تو سب ساتھی ایک بار پھر مسکرا دیئے۔

"ہمیں فائن کلب میں جانا ہے۔ وہاں سیٹھ سکندر کی ایک مسلح فوج ہے۔ ان سب سے بچ کر ہم کیسے سیٹھ سکندر تک پہنچ سکتے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"فوج نہیں۔ وہ مسلح غنڈے ہیں اور ایسے غنڈوں پر جا کر ہمیں ڈائریکٹ حملہ کر دینا چاہئے۔ ان سب کی لاشوں پر سے گزرتے ہوئے ہم سیٹھ سکندر تک جائیں گے اور پھر میں جا کر اس کی شہ رگ پر انگوٹھا رکھ دوں گا۔ دیکھوں گا کہ وہ ہمیں ٹاپ فائیو کے بارے میں کیسے نہیں بتاتا"...... تنویر نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔

"بالکل۔ بالکل۔ ٹھیک۔ صاحب درست فرما رہے ہیں۔ یہ بس سیٹھ سکندر کی شہ رگ پر انگوٹھا رکھیں گے اور وہ انہیں بتا دیں گے کہ ٹاپ فائیو کے باقی تین ساتھی کہاں ہیں اور ہم پھر انہیں جا کر

آرام سے پکڑ لیں گے''...... عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں مس جولیا۔ فائن کلب میں اسلحہ کا ڈھیر لگا ہوا ہے۔ وہاں آر ڈی ایکس سمیت بم اور میزائل بھی ہو سکتے ہیں۔ ہمیں آگے بڑھنے سے روکنے کے لئے وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ ان پر ڈائریکٹ حملے کی صورت میں ہمیں مشین گنوں سمیت ہینڈ گرینڈ بھی استعال کرنے ہوں گے اور ہمارا پھینکا ہوا ایک بھی ہینڈ گرنیڈ ان کے اسلحہ خانے میں چلا گیا تو اس قدر ہولناک دھماکے ہوں گے کہ پورا شہر لرز اٹھے گا اور شہر کا بڑا حصہ تباہ ہو جائے گا جس میں ہزاروں نہیں تو سینکڑوں بے گناہ لوگ مارے جائیں گے۔ پھر ہمیں سیٹھ سکندر کے آفس کا بھی پتہ نہیں ہے۔ ڈائریکٹ حملے کی صورت میں وہ خفیہ راستے سے فوراً نکل جائے گا اور پھر ہم اسے کہاں سے ڈھونڈتے پھریں گے''۔ صدیقی نے کہا۔

''پھر اس تک پہنچنے کا کیا طریقہ ہو سکتا ہے''...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''خفیہ راستہ''...... عمران نے کہا۔

''خفیہ راستہ۔ کیا مطلب''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''سیٹھ سکندر کو مین انٹرس سے کبھی کلب میں داخل ہوتے نہیں دیکھا گیا۔ وہ اپنے آفس میں جانے کے لئے خفیہ راستہ استعال کرتا ہے۔ ہمیں اس خفیہ راستے کا پتہ چل جائے تو اس تک آسانی

سے پہنچا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن وہ خفیہ راستہ ہمیں ملے گا کہاں''...... صفدر نے کہا۔

''جہاں تک میں نے اس کلب کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں اس کے مطابق کلب کی پوری عمارت بند ہے اور اس کا ایک ہی راستہ ہے۔ اس بات کو اگر ہم ذہن میں رکھیں تو سیٹھ سکندر نے خفیہ راستہ ضرور اردگرد کی کسی دوسری عمارت میں ہی بنا رکھا ہو گا۔ وہ عمارت یا تو کلب کے دائیں بائیں ہو سکتی ہے یا پھر کلب کے عقب میں''...... صدیقی نے کہا۔

''ممکن ہے ایسا ہی ہو۔ کیا تم نے اس کے اردگرد کی عمارتوں کے بارے میں معلومات حاصل نہیں کی ہیں''...... نعمانی نے پوچھا۔

''نہیں۔ ابھی تو نہیں۔ لیکن ان عمارتوں کے بارے میں پتہ کیا جا سکتا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''عمران صاحب۔ میرے ذہن میں ایک اور خیال آیا ہے''۔ خاور نے کہا۔

''خیال نیک ہی ہے نا''...... عمران نے کہا تو سب مسکرا دیئے۔

''جی ہاں۔ بے فکر رہیں۔ میں فضولیات نہیں سوچتا''...... خاور نے کہا۔

''کیا خیال آیا ہے تمہارے ذہن میں''...... اس سے پہلے کہ عمران کچھ اور کہتا جولیا نے اس سے پوچھا۔

''فائن کلب شہر کے وسط میں ہے۔ وہاں اسلحے کے بڑے گودام

ہو سکتے ہیں اس لئے ڈائریکٹ حملہ خطرناک ہو سکتا ہے اس لئے کیوں نہ ہم ایسا کریں کہ کسی ہیلی کاپٹر کے ذریعے کلب میں ہر طرف بے ہوش کر دینے والی گیس پھیلا دیں۔ اس سے ایک تو عمارت کو کوئی نقصان نہیں ہو گا دوسرے مسلح بدمعاشوں کے تصادم سے بھی ہم بچ جائیں گے اور کلب میں موجود بے گناہ افراد کو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچے گا''...... خاور نے کہا۔

''گڈ آئیڈیا۔ میرے خیال میں اس سے اچھا اور کوئی آئیڈیا نہیں ہو سکتا۔ کیوں عمران''...... جولیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''لو کر لو بات۔ میرے آئیڈیوں سے اچھے اب تمہیں خاور کے آئیڈیے اچھے لگنے لگے ہیں''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''کیا مطلب۔ تم نے کون سا آئیڈیا دیا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''میرا دعوت ولیمہ والا آئیڈیا کیا کم تھا۔ ہم دعوت ولیمہ کے بہانے آتش بازی کا سامان اپنے ساتھ لے جاتے۔ دعوت کی دعوت بھی ہو جاتی اور موقع ملتے ہی ہم وہاں پٹاخے بھی چلا دیتے''۔ عمران نے کہا۔

''کبھی تو اچھی بات سوچ لیا کرو''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''دعوت ولیمہ سے اچھی بات اور کیا ہو سکتی۔ کیوں تنویر''۔ عمران

نے کہا تو ان سب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

''مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کیوں بل آ تا ہے بات کرنے سے۔ ویسے واقعی مہنگائی کا زمانہ ہے۔ گیس کا بل، پانی کا بل، بجلی کا بل، راشن کا بل، دودھ والے کا بل، دھوبی اور ایسے ہی دوسرے بہت سے بلوں کے ساتھ حکومت بولنے اور سننے پر بھی ٹیکس لگا دے تو یہ ساری دنیا گونگی اور بہری ہو جائے گی۔ اتنے بلوں میں ایک اور بل کے اضافے کے بعد ہم بچائیں گے کیا اور کھائیں گے کیا''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کو خاور کے آئیڈیے میں کوئی خامی نظر آ رہی ہے کیا''...... صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کیسی خامی''...... عمران نے پوچھا۔

''آپ بات کو سنجیدگی سے نہیں لے رہے۔ اس سے تو ایسا ہی لگ رہا ہے جیسے آپ کو خاور کا آئیڈیا پسند نہیں آیا''...... صفدر نے جواب دیا۔

''نہیں۔ اس آئیڈیے میں بظاہر خامی تو نہیں ہے لیکن ہمیں یہ سب کرنے کے بعد سیٹھ سکندر تک پہنچنا ہے۔ وہ تہہ خانے میں جہاں بیٹھتا ہے اس نے وہاں حفاظت کا خاص انتظام ضرور کر رکھا ہو گا۔ دولت کی اس کے پاس کوئی کمی نہیں ہے۔ اس نے یقیناً وہاں سائنسی انتظامات بھی کئے ہوں گے اور وہاں یقیناً شارٹ

سرکٹ کیمرے بھی ہوں گے جس سے کلب کے ایک ایک حصے پر نظر رکھی جاتی ہو گی۔ سیٹھ سکندر کی نظریں کلب کے ہر حصے پر ہوں گی۔ اسے کلب میں ذرا بھی گڑبڑ محسوس ہوئی تو وہ وہاں سے نکلنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگائے گا''...... عمران نے کہا۔

''تو ہم اپنے چند ساتھیوں کو کلب کے باہر کھڑا کر دیں گے تاکہ سیٹھ سکندر کہیں نہ نکل سکے''...... جولیا نے کہا۔

''ہمارے لئے سیٹھ سکندر سے زیادہ بلیک سیکارلی اہم ہے۔ ہمیں اس تک پہنچنا ہے۔ اس بار ہمارے پاس اس کے خلاف کام کرنے کا کوئی ویو آف ایکشن نہیں ہے۔ نجانے وہ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ بھی ہے۔ پھر کیا کہتے ہو''...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''کلب میں بے ہوشی کی گیس تم بغیر ہیلی کاپٹر کے بھی پھینک سکتے ہو۔ تم ان سب کے ساتھ کلب چلی جاؤ۔ میں اپنے طور پر بلیک سیکارلی کو تلاش کرتا ہوں۔ سیٹھ سکندر ان کے بارے میں کچھ بتائے یا نہ بتائے کم از کم اس کا سیٹ اپ تو ختم کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ ٹھیک ہے۔ ہم مس جولیا کے ساتھ سیٹھ سکندر کو سنبھال لیں گے''...... صدیقی نے کہا۔

''چاہو تو اپنے ساتھ ان دونوں کالے دیوؤں کو بھی لے جاؤ''...... عمران نے کہا۔ اس کا اشارہ جوزف اور جوانا کی طرف تھا۔

''نہیں۔ ابھی نہیں۔ انہیں یہیں رہنے دو۔ اگر ضرورت ہوئی تو میں انہیں کال کر کے بلا لوں گی''...... جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سب اپنی پلاننگ پر عمل کرنے کے لئے وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ باہر ٹاپ فائیو سینڈی کی کار موجود تھی۔ رانا ہاؤس میں بھی تین کاریں موجود تھیں جن میں سے وہ دو کاریں لے گئے اور اس طرح وہ تین کاروں میں بیٹھ کر سیٹھ سکندر کے فائن کلب کی طرف روانہ ہو گئے۔ ضرورت کا سامان انہیں رانا ہاؤس سے ہی مل گیا تھا۔ ان کے جانے کے بعد عمران سٹنگ روم میں آ کر بیٹھ گیا۔ صفدر نے اسے ٹاپ فائیو ڈورا کی جیبوں سے نکلی ہوئی چیزیں دے دی تھیں۔ اسی طرح ڈارک روم میں ٹاپ فائیو سینڈی کی جیب سے بھی جو چیزیں نکلی تھیں وہ چند سائنسی ہتھیار، نئے ڈیزائن کے دو پسٹل، دو بم اور ایک ٹرانسمیٹر تھا۔

عمران ان سب چیزوں کو سامنے ٹیبل پر رکھ کر غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹرز چیک کئے مگر ان پر کوئی مخصوص فریکونسی فکسڈ نہیں تھی۔ شاید ان ٹرانسمیٹرز پر انہوں نے ابھی تک ایک دوسرے کو کال نہیں کی تھی۔ عمران نے جوزف کو کافی لانے کے لئے کہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد جوزف کافی کا ایک مگ لے آیا اور اس نے عمران کو سوچ میں ڈوبا ہوا دیکھا تو خاموشی سے کافی کا مگ اس کے سامنے رکھا اور پلٹ کر کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر اس نے کافی کا مگ اٹھایا اور کافی کے سپ لینا شروع کر دیئے۔ وہ مسلسل بلیک سیکارلی کے مشن کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ بلیک سیکارلی کا ایسا کون سا مشن ہو سکتا تھا جس کے لئے اس نے اپنے باقی ساتھیوں کو ٹاپ چیلنج دے کر پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس کی ہلاکت کا ٹاسک دے دیا تھا اور خود ان سے الگ ہو گیا تھا۔

کیا بلیک سیکارلی یہیں کسی اہم سیاسی، مذہبی یا کسی اعلیٰ شخصیت کو ہلاک کرنے کے لئے آیا تھا یا اس کا مقصد یہاں سے کسی سائنس دان کو اغوا کرنا تھا یا پھر وہ یہاں کسی اہم اور بڑے فارمولے کی تلاش میں آیا تھا۔ غرض یہ کہ عمران کے دماغ میں لاتعداد خیالات گردش کر رہے تھے۔ وہ ایک ایک پوائنٹ پر نہایت گہرائی سے سوچ رہا تھا۔ سائنس دانوں کے اغوا کے ساتھ ساتھ وہ فارمولوں کے بارے میں بھی ذہن دوڑا رہا تھا کہ ایسا کون سا فارمولا ہو سکتا ہے جس کے لئے ایکریمیا خاص طور پر بلیک سیکارلی اور اس کے ساتھیوں کو یہاں بھیج سکتا ہے۔ پھر اچانک اس کے ذہن میں گرین فلیش کا تصور ابھرا تو وہ بری طرح سے چونک پڑا۔

”گرین فلیش۔ اوہ۔ کہیں بلیک سیکارلی گرین فلیش کے لئے تو

یہاں نہیں آیا“...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی نظر میں گرین فلیش ہی ایسا جدید ترین فارمولا ہو سکتا تھا جس کے لئے بلیک سیکارلی یہاں پاکیشیا کا رخ کر سکتا تھا۔ وہ جوں جوں اس نقطے پر سوچتا گیا اسے یقین ہوتا چلا گیا کہ نائف بلڈ کا بلیک سیکارلی ضرور اسی فارمولے کے حصول کے لئے یہاں آیا ہے لیکن اس میں ایک قباحت تھی۔ گرین فلیش کا موجد ڈاکٹر فہیم تھا۔ ڈاکٹر فہیم اور سرداور نے اس فارمولے پر مل کر کام کیا تھا اور اب وہ اس فارمولے کو عملی شکل دینے میں مصروف تھے۔ دونوں کا تعلق ریڈ لیبارٹری سے تھا۔

جب سے یہ دونوں سائنس دان گرین فلیش پر کام کر رہے تھے تب سے ہی وہ زیادہ سے زیادہ وقت ریڈ لیبارٹری میں گزارتے تھے۔ سرداور کی طرح ڈاکٹر فہیم کا بھی آگے پیچھے کوئی نہیں تھا اس لئے وہ اپنے کام سے غرض رکھنے والے انسان تھے۔ پھر سرداور اور ڈاکٹر فہیم کو چونکہ کئی بار غیر ملکی ایجنٹ اغوا کر بھی چکے تھے اور دوبارہ بھی مجرموں کی طرف سے ایسی کوششیں ہوتی رہی تھیں اس لئے دونوں سائنس دان ریڈ لیبارٹری سے پریذیڈنٹ صاحب کی اجازت کے بغیر نہیں نکلتے تھے۔ انہیں جہاں بھی جانا ہوتا تھا ان کو باقاعدہ سیکورٹی مہیا کی جاتی تھی اور ان کا کام پورا ہو جانے کے بعد انہیں واپس ریڈ لیبارٹری میں پہنچا دیا جاتا تھا۔

البتہ ایک سپیشل دے ایسا تھا جس کے بارے میں صرف سرداور

ہی جانتے تھے لیکن اس وے کو بھی سرداور سیلڈ رکھتے تھے۔ انہیں خفیہ طور پر کہیں جانا ہوتا تو تب اس سپیشل وے کو کھولا جاتا تھا اس لئے کسی کا ان تک پہنچنا اور گرین فلیش کا فارمولا حاصل کرنا بظاہر ناممکن ہی معلوم ہو رہا تھا لیکن گرین فلیش کا نام ذہن میں آتے ہی عمران کے ذہن میں ہلچل سی ہونا شروع ہو گئی تھی۔ چنانچہ اس نے جلدی جلدی کافی ختم کی اور جیب سے اپنا سیل فون نکال لیا۔ اس کے پاس بھی سپریم سونک سیٹلائٹ سسٹم کے نمبر تھے۔ اس نے سرداور کے خصوصی نمبر ملائے اور انہیں کال کرنے لگا لیکن دوسری طرف نمبر آف تھا۔

''کیا مطلب۔ سرداور کا نمبر آف کیسے ہو سکتا ہے۔ ان کے پاس تو سپیشل ہاٹ لائن نمبر ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے ایک بار پھر ٹرائی کی لیکن نمبر آف تھا۔ عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس نے فوراً ڈاکٹر فہیم کے نمبر ملائے تو دوسری طرف سے بیل جانے کی آواز سنائی دی۔

''جی عمران صاحب۔ السلام علیکم''...... دوسری طرف سے رابطہ ملنے پر ڈاکٹر فہیم کی مخصوص آواز سنائی دی۔ انہوں نے عمران کا نمبر فیڈ کر رکھا تھا اس لئے فون اٹنڈ کرتے ہی انہوں نے عمران کا نام لیا تھا۔

''وعلیکم السلام۔ ڈاکٹر فہیم، سرداور کہاں ہیں۔ ان کا نمبر کیوں آف ہے''...... عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے تیز لہجے میں

کہا۔

''سرداور تو میرے سامنے ہی بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ ابھی ابھی آئے ہیں اور ان کا نمبر آف ہے۔ میں سمجھا نہیں''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر فہیم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ابھی ابھی آئے ہیں۔ کیا مطلب۔ کہاں گئے تھے وہ''۔ عمران نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

''ایک منٹ عمران صاحب۔ میں آپ کو ابھی کال کرتا ہوں''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر فہیم نے کہا اور ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا تو عمران نے سیل فون کان سے ہٹا کر حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''سرداور لیبارٹری میں ابھی ابھی آئے ہیں۔ ان کا سپیشل نمبر آف ہے اور ڈاکٹر فہیم نے بھی رابطہ کاٹ دیا ہے۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اسی لمحے سیل فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے چونک کر دیکھا تو سکرین پر ڈاکٹر فہیم کے نمبر ہی فلیش کر رہے تھے۔

''کیا بات ہے آفندی صاحب۔ آپ نے فون کیوں ڈسکنکٹ کر دیا تھا''...... عمران نے کال رسیو کرتے ہوئے کہا۔ ڈاکٹر فہیم کا پورا نام فہیم آفندی تھا اور عمران انہیں ڈاکٹر آفندی ہی کہا کرتا تھا۔

''عمران صاحب۔ میں علیحدگی میں جا کر سرداور کے بارے میں

کچھ بتانا چاہتا تھا اس لئے میں نے کال کاٹ دی تھی''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر فہیم آفندی نے کہا۔

''اوہ۔ کیا کوئی خاص بات ہے''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''جی ہاں۔ مجھے تو خاص ہی لگ رہی ہے اور حیرت انگیز بھی''۔ ڈاکٹر فہیم آفندی نے کہا۔

''بات کیا ہے۔ آپ کے لہجے میں مجھے تشویش کا عنصر محسوس ہو رہا ہے''...... عمران نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ بات ہی ایسی ہے۔ میں نے ابھی آپ کو بتایا ہے نا کہ سرداور ابھی تھوڑی دیر پہلے آئے ہیں''...... ڈاکٹر فہیم آفندی نے کہا۔

''ہاں۔ اور میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ وہ کہاں گئے تھے اور کہاں سے آئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''تقریباً تین گھنٹے پہلے سرداور کو پریذیڈنٹ صاحب کی کال آئی تھی۔ اس وقت میں سرداور کے ساتھ ہی بیٹھا کام کر رہا تھا۔ کال سننے کے لئے وہ دوسری طرف چلے گئے۔ پھر کال سننے کے بعد واپس آئے تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ پریذیڈنٹ صاحب نے انہیں ضروری میٹنگ کے لئے بلایا ہے اس لئے وہ خاموشی سے سپیشل وے سے باہر جا رہے ہیں۔ انہوں نے مجھے سختی سے منع کیا تھا کہ میں ان کے جانے کا کسی سے ذکر نہ کروں۔ وہ جس خاموشی

سے جائیں گے اسی خاموشی سے واپس آ جائیں گے۔ مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ جب وہ یہاں سے گئے تھے تو وہ بے حد فریش موڈ میں گئے تھے مگر اب جب وہ تین گھنٹوں کے بعد واپس آئے ہیں تو بے حد تھکے ہوئے لگ رہے ہیں''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر فہیم آفندی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ پھر''...... عمران نے کہا۔

''انہوں نے واپس آ کر مجھ سے کوئی بات نہیں کی تھی۔ میں نے جب ان سے پوچھا کہ پریذیڈنٹ صاحب نے انہیں کیوں بلایا تھا تو وہ حیران رہ گئے۔ انہوں نے کہا کہ انہیں پریذیڈنٹ صاحب نے نہیں بلایا تھا اور نہ ہی ان کا کوئی فون آیا تھا۔ میں ان کی بات سن کر حیران رہ گیا۔ پریذیڈنٹ صاحب کا فون انہیں میرے سامنے ہی آیا تھا اور وہ کہہ رہے تھے کہ انہیں پریذیڈنٹ صاحب کا فون ہی نہیں آیا تھا۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ وہ کہاں گئے تھے تو انہوں نے کہا کہ وہ مسلسل کام کر کے تھک گئے تھے اس لئے وہ ریسٹ کرنے کے لئے اپنی ذاتی فلیٹ میں چلے گئے تھے جہاں وہ دو گھنٹے ریسٹ کرنے کے بعد واپس آئے ہیں اور عمران صاحب۔ ان کے اس جواب نے میرے ہوش اڑا دیئے تھے۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے سرداور مجھ سے مذاق کر رہے ہوں۔ وہ یہاں بالکل فریش تھے اور کہہ رہے تھے کہ وہ کام کر کر کے تھک گئے تھے اور محض ریسٹ کرنے کے لئے گئے تھے''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر

فہیم آفندی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر تفکرات کے سائے لہرانے لگے۔

''اوہ۔ کیا وہ کسی کو اپنے ساتھ لے گئے تھے''...... عمران نے جبڑے بھینچتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ صدر صاحب نے خفیہ طور پر انہیں بلایا ہے''...... ڈاکٹر فہیم آفندی نے کہا۔

''کہاں بلایا ہے۔ یہ نہیں بتایا تھا انہوں نے''...... عمران نے پوچھا۔

''جی نہیں''...... ڈاکٹر فہیم آفندی نے جواب دیا۔

''ایک بات سوچ کر بتائیں ڈاکٹر آفندی۔ سرداور جب لیبارٹری سے گئے تھے تو ان کی ایگزیکٹ کنڈیشن کیا تھا اور وہ لیبارٹری سے کیا چیز لے کر گئے تھے۔ کوئی فارمولا یا ان کی کوئی ذاتی نوٹ بک''...... عمران نے پوچھا۔

''ایگزیکٹ کنڈیشن کے تحت وہ بالکل نارمل تھے اور وہ یہاں سے اپنے ساتھ کچھ نہیں لے گئے تھے۔ نہ فارمولا اور نہ ہی کوئی نوٹ بک''...... ڈاکٹر فہیم آفندی نے کہا۔

''اچھا یہ بتائیں کہ گرین فلیش کا فارمولا کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''اس فارمولے کی ایک کاپی وزارت سائنس کے ہارڈ روم میں موجود ہے۔ دوسری میرے پاس ہے۔ کیوں۔ آپ کو اچانک گرین

فلیش کا خیال کیوں آ گیا''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر فہیم آفندی نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ویسے ہی۔ کیا اس فارمولے کی کوئی کاپی یا نوٹس سرداور بھی جانتے تھے''...... عمران نے کہا۔

''سارا فارمولا ہی انہیں یاد ہے۔ لیکن آپ یہ سب کس لئے پوچھ رہے ہیں''...... ڈاکٹر فہیم آفندی نے کہا۔

''آپ ان باتوں کو چھوڑیں اور میری باتوں کا ٹھیک ٹھیک جواب دیں''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ آپ پوچھیں''...... ڈاکٹر فہیم آفندی نے سنجیدگی سے کہا تو عمران ان سے مختلف سوالات کرنے لگا۔

''اب سرداور کس پوزیشن میں ہیں۔ مجھے ان کی فیس ریڈنگ کر کے بتائیں''...... عمران نے کہا۔

''اوکے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں کے لئے خاموشی طاری ہو گئی۔

''عمران صاحب۔ کیا آپ لائن پر ہیں''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ڈاکٹر فہیم آفندی کی آواز سنائی دی۔

''یس''...... عمران نے کہا۔

''سرداور بدستور تھکے تھکے سے لگ رہے ہیں اور ان کی آنکھوں میں بھی بھاری پن موجود ہے''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر فہیم آفندی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اب آپ ایک کام کریں۔ سرداور کو ایف سکس کی ایک گولی پانی یا چائے میں گھول کر پلا دیں۔ اس سے وہ گہری نیند سو جائیں گے۔ اگلے دو تین گھنٹوں کے بعد جب وہ نیند سے بیدار ہوں گے تو وہ پہلے کی طرح فریش ہوں گے''...... عمران نے کہا۔

''اوکے۔ میرے پاس ایف سکس کی ایک گولی موجود ہے۔ میں انہیں ابھی چائے میں ڈال کر دے دیتا ہوں۔ لیکن عمران صاحب۔ یہ سب چکر کیا ہے۔ سرداور یہ سب کیوں بھول رہے ہیں۔ کیا ہوا ہے ان کے ساتھ''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر فہیم آفندی نے فکرمند لہجے میں کہا۔

''فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ شاید واقعی تھک گئے ہیں۔ بوڑھے آدمی ہیں اور اس عمر میں کبھی کبھار یہ سب ہو جاتا ہے''۔ عمران نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ میں سمجھ گیا''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر فہیم آفندی نے کہا تو عمران نے انہیں سرداور کے بارے میں مزید چند ہدایات دیں اور رابطہ ختم کر دیا۔

''تو یہ چکر ہے۔ سرداور کو باقاعدہ ٹرانس میں لایا گیا تھا اور ٹرانس میں لے کر ان سے گرین فلیش کا فارمولا حاصل کیا گیا ہے اور یہ کام بلیک سیکارلی کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ حیران تھا کہ بلیک سیکارلی کو سرداور کا ہاٹ نمبر کہاں سے ملا ہو گا۔ پھر صدر صاحب کی آواز میں سرداور سے

بات کرنا، انہیں ریڈ لیبارٹری سے باہر نکالنا، یہ سب کیسے ممکن تھا۔ اگر پریذیڈنٹ ہاؤس یا پریذیڈنٹ سرکل سے انہیں کال کی گئی ہوتی تو سرداور جیسے انسان لامحالہ پریذیڈنٹ صاحب کو دوبارہ کال کرتے۔ ایسی صورت میں سرداور کو یقیناً پتہ چل جاتا کہ انہیں صدر صاحب نے نہیں بلکہ کسی اور نے کال کی تھی لیکن اس کے باوجود سرداور ریڈ لیبارٹری سے باہر چلے گئے تھے اور وہ بھی سپیشل وے کھول کر۔

''بہت اونچے پیمانے پر یہ سارا کھیل کھیلا گیا ہے۔ مجھے پتہ لگانا ہو گا ورنہ بلیک سیکارلی، سرداور کے ذہن سے حاصل کیا ہوا گرین فلیش کا فارمولا لے کر یہاں سے نکل جائے گا''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ابھی وہ اٹھا ہی تھا کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹرز میں سے ایک ٹرانسمیٹر کی سیٹی بج اٹھی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

ٹاپ ٹو ٹالمور شدید زخمی تھا۔ صفدر کی جانب سے کی گئی اندھا دھند فائرنگ نے اس کی دونوں ٹانگیں بری طرح سے زخمی کر دی تھیں۔ دو گولیاں اس کی بائیں ٹانگ کی ران میں لگی تھیں اور ایک گولی اس کی دائیں ٹانگ کو چھیدتی ہوئی گزر گئی تھی۔ ٹاپ ٹو ٹالمور بڑی مشکلوں سے جھاڑیوں سے نکل کر رینگتا ہوا اپنی کار تک پہنچا تھا اور پھر اس نے وہاں سے نکل جانا ہی مناسب سمجھا تھا۔ زخمی ٹانگیں ہونے کے باوجود وہ وہاں سے کار دوڑا لے گیا تھا۔ کار اسے سیٹھ سکندر کے کلب کی طرف سے مہیا کی گئی تھی۔ اسے رہائش کے لئے ایک نئی کالونی میں فرنشڈ کوٹھی کا پتہ بھی بتا دیا گیا تھا۔

ٹاپ ٹو ٹالمور اسی کوٹھی میں آ گیا تھا۔ اس کوٹھی میں اس کی ضرورت کا سامان موجود تھا۔ سیٹھ سکندر نے اس سے کہا تھا کہ جب اسے آدمیوں کی ضرورت ہو گی تو وہ فوراً ہی اسے آدمی دے

دے گا یا وہ ضرورت کے وقت اس کے ساتھی جاسم دادا کو کال کر سکتا ہے جو اپنے تمام کام چھوڑ کر اس کی مدد کے لئے آ جائے گا۔ کوٹھی میں آ کر ٹاپ ٹو ٹالمور کار سے نکل کر بڑی مشکلوں سے چلتا ہوا ایک کمرے میں آ گیا۔ اس کی ٹانگوں سے خاصا خون بہہ رہا تھا جس سے اس پر نقاہت سی طاری ہوتی جا رہی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ بے ہوش ہو جاتا اس نے بی سکس ٹرانسمیٹر پر ٹاپ تھری فلیگ سے رابطہ کیا اور اسے اپنی تشویشناک حالت کے بارے میں بتا دیا۔ اس نے ٹاپ تھری فلیگ کو فوراً اپنی مدد کے لئے پہنچنے کا کہا تھا اور اسے اس کوٹھی کا پتہ بھی بتا دیا تھا۔ اس کے بعد وہ بے ہوش ہو گیا۔ اب اسے ہوش آیا تو وہ اسی کوٹھی کے کمرے میں تھا۔ وہ بیڈ پر لیٹا ہوا تھا اور اس کی دونوں ٹانگوں پر پٹیاں لپٹی ہوئی تھیں۔ سامنے صوفے پر ٹاپ تھری فلیگ بیٹھا گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔

"فلیگ"...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے اس کے نام سے پکارتے ہوئے کہا تو ٹاپ تھری فلیگ اس کی آواز سن کر بے اختیار چونک پڑا اور پھر اسے ہوش میں دیکھ کر وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور تیز تیز چلتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔

"اوہ۔ تمہیں ہوش آ گیا۔ تھینکس گاڈ۔ میں تمہاری وجہ سے بے حد پریشان تھا"...... ٹاپ تھری فلیگ نے کہا۔

"تم یہاں کب آئے تھے اور یہ میری ٹانگیں"...... ٹاپ ٹو

ٹالمور نے کہا۔

''تمہاری کال سننے کے ٹھیک بیس منٹ بعد میں یہاں پہنچ گیا تھا۔ یہاں آ کر میں نے تمہاری تشویشناک حالت دیکھی تو میں گھبرا گیا۔ میں نے ایمرجنسی طور پر تمہارا آپریشن کیا اور تمہاری دونوں ٹانگوں سے گولیاں نکال دیں۔ تمہیں خون اور طاقت کے انجکشنوں کی فوری ضرورت تھی۔ مجھے تمہارے بلڈ گروپ کا پتہ تھا اس لئے میں فوراً باہر گیا اور تمہارے لئے بلڈ بینک سے خون کی چار بوتلیں اور طاقت کے انجکشنز لے آیا۔ پھر خون کے ساتھ میں نے تمہیں طاقت کے انجکشن لگائے اور تمہاری بینڈیج کر دی۔ تمہیں تقریباً سات سے آٹھ گھنٹوں کے بعد ہوش آیا ہے''...... ٹاپ تھری فلیگ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تھینکس فلیگ۔ اگر تم میری مدد نہ کرتے تو میں شاید''۔ ٹاپ ٹو ٹالمور نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ نہیں۔ تم میرے ساتھی اور دوست ہو۔ ہم نے بی سکس ٹرانسمیٹر اسی لئے اپنے پاس رکھے ہوئے تھے کہ ایمرجنسی میں ایک دوسرے کے کام آ سکیں''...... ٹاپ تھری فلیگ نے کہا۔

''تمہارے ٹارگٹس کا کیا ہوا۔ کسی کو ہلاک کیا ہے تم نے اب تک''...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے پوچھا۔

''نہیں۔ وہ لوگ ہماری توقع سے کہیں زیادہ چالاک اور تیز ہیں۔ میں نے ان پر تیز اور انتہائی خطرناک حملے کئے تھے۔ وہ

اچانک ہی ایک سڑک پر مجھے نظر آ گئے تھے اور میں نے فوراً ہی ان پر حملہ کر دیا تھا۔ مگر''...... ٹاپ تھری فلیگ نے کہا اور پھر وہ صدیقی اور خاور کے ساتھ ہونے والی جھڑپ کے بارے میں اسے تفصیل بتانے لگا۔

''میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ مجھے صفدر اور تنویر ایک ہی کار میں نظر آئے تھے۔ میں نے ان کا تعاقب کیا اور پھر''۔ ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا اور اس نے اپنے ساتھ ہونے والے واقعات کے بارے میں اسے بتا دیا۔

''وہ دونوں میرے پیچھے لگ گئے ہیں۔ میری مشین گن میں اتنی گولیاں نہیں تھیں کہ میں ان کا مقابلہ کرتا۔ میرا باقی سامان کار میں تھا جو تباہ ہو گئی تھی اس لئے موقع کی مناسبت دیکھ کر میں وہاں سے نکل بھاگا''...... ٹاپ تھری فلیگ نے کہا۔

''واقعی۔ وہ ہمارے ٹاپ چیلنج کے معیار پر پورا اترتے ہیں۔ یہ میری زندگی کا پہلا موقع ہے کہ میں اپنے ٹارگٹس کے ہاتھوں اس طرح زخمی ہو گیا ہوں ورنہ وہ مجھ سے بچ نہیں سکتے تھے''...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اپنے دو ٹارگٹس کی تیز رفتاری اور خطرناک انداز نے مجھے پہلی بار بوکھلاہٹ کا شکار کر دیا تھا۔ ان جیسے افراد سے ڈائریکٹ ایکشن کرنے کی بجائے ہمیں کوئی مربوط پلاننگ بنا کر ان کا خاتمہ کرنا ہو گا ورنہ وہ آسانی سے ہمارا شکار نہیں

ہوں گے“...... ٹاپ تھری فلیگ نے اعتراف کرنے والے انداز میں کہا۔

”ٹاپ فور ڈورا اور ٹاپ فائیو سینڈی کہاں ہیں۔ کیا وہ بھی اپنے اپنے ٹارگٹس کو ہٹ کرنے میں کامیاب ہوئی ہیں یا انہیں بھی ہماری طرح اب تک ناکامی کا ہی سامنا کرنا پڑا ہے“...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا۔

”پتہ نہیں۔ میں نے ان دونوں سے ابھی کوئی رابطہ نہیں کیا“...... ٹاپ تھری فلیگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”انہوں نے بھی کال نہیں کی“...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے پوچھا تو ٹاپ تھری فلیگ نے انکار میں سر ہلا دیا۔ اس سے پہلے کہ وہ اور کوئی بات کرتے کمرے میں موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ دونوں بری طرح چونک پڑے۔

”کس کا فون ہو سکتا ہے“...... ٹاپ تھری فلیگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باس، ٹاپ فور اور ٹاپ فائیو تو ہمیں جب بھی کال کریں گے بی سکس ٹرانسمیٹر پر ہی کریں گے۔ یہاں کا نمبر مجھے معلوم نہیں اور نہ ہی میں نے کسی کو دیا ہے“...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا۔

”یہ فلیٹ سیٹھ سکندر کا ہے۔ ہو سکتا ہے اس کی کال ہو“۔ ٹاپ تھری فلیگ نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ یہاں کا نمبر اس کے علاوہ اور کسی کے پاس نہیں ہو

سکتا“...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”کرنی ہے بات“...... ٹاپ تھری فلیگ نے اس سے پوچھا۔

”ہاں۔ کرا دو۔ ہو سکتا ہے اس نے کوئی ضروری بات کرنی ہو“۔ ٹاپ ٹو ٹالمور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو ٹاپ تھری فلیگ مڑا اور اس نے فون اٹھایا اور اس کی تار کھینچتا ہوا وہ فون سیٹ ٹاپ ٹو ٹالمور کے پاس لے آیا۔

”یس“...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے مخصوص لہجے میں کہا۔

”مسٹر جیکسن“...... دوسری طرف سے ایک کھردری سی آواز سنائی دی تو ٹاپ ٹو ٹالمور جان گیا کہ کال واقعی سیٹھ سکندر کی ہی تھی۔ اس نے سیٹھ سکندر کی آواز پہچان لی تھی اور سیٹھ سکندر نے اسے جس نام سے پکارا تھا وہ اسی کا بتایا ہوا تھا۔

”یس۔ جیکسن بول رہا ہوں“...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا۔

”میں سیٹھ سکندر بول رہا ہوں۔ مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے“...... دوسری طرف سے سیٹھ سکندر نے کہا۔

”ہاں۔ ہاں۔ بولو۔ میں سن رہا ہوں“...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا۔

”مسٹر جیکسن۔ میرے کلب میں ایک آدمی آیا تھا۔ وہ مسٹر کراؤن اور آپ سب کے بارے میں پوچھ رہا تھا“...... دوسری

طرف سے سیٹھ سکندر نے کہا۔

''اوہ۔کون تھا وہ''...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے چونکتے ہوئے کہا۔

''وہ آدمی میرے ایک ساتھی کو ہلاک کر کے اس کے میک اپ میں آیا تھا لیکن مجھے اس کے بارے میں فوراً پتہ چل گیا۔ اس نے مجھے اپنا نام پرنس راسکل بتایا تھا اور وہ انڈر ورلڈ میں اسی نام سے مشہور ہے۔ لیکن میں نے اس کے بارے میں پتہ کرایا ہے۔ اس کا اصلی نام ٹائیگر ہے اور اس کا تعلق علی عمران نامی ایک شخص سے بتایا جاتا ہے جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ٹائیگر کا نام سن کر ٹاپ ٹو ٹالمور کے کان کھڑے ہو گئے کیونکہ ٹائیگر اس کی ہٹ لسٹ میں تھا۔

''کہاں ہے وہ اور وہ ہمارے بارے میں کیا پوچھ رہا تھا''۔ ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا تو دوسری طرف سے سیٹھ سکندر اسے تفصیل بتانے لگا۔

''اس نے مجھے احمق بنانے کی کوشش کی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ وہ اکیلا نہیں آیا بلکہ اس کے ساتھ اس کے ساتھی بھی موجود ہیں جو میرے کلب میں پھیل گئے ہیں۔ میں نے اسے کرسی سمیت ایک تہہ خانے میں گرا دیا تھا اور وہاں روکسٹی گیس پھیلا دی تھی تاکہ وہ بے ہوش ہو جائے۔ پھر میں نے کاؤنٹر سے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ وہ یہاں اکیلا آیا تھا۔ وہ شاید مجھ سے بچنے کے لئے مجھے ڈاج دینے کی کوشش کر رہا تھا''...... دوسری طرف سے سیٹھ سکندر نے

کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم اسے ابھی اپنے پاس بے ہوش ہی پڑا رہنے دو۔ میں خود اسے ہوش میں لاؤں گا اور اس سے پوچھوں گا کہ وہ ہمارے بارے میں کیا پوچھنا چاہتا تھا''...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا۔

''اوکے۔ اچھا کیا جو آپ نے مجھے روک دیا ورنہ میں اسے تہہ خانے میں ہی ہلاک کرنے کا سوچ رہا تھا۔ میں نے اسے بے ہوشی کی حالت میں ہی گولیاں مارنے کا پروگرام بنایا تھا''...... دوسری طرف سے سیٹھ سکندر نے کہا۔

''نہیں۔ تم اپنا پروگرام مؤخر کر دو۔ میں خود اسے دیکھ لوں گا۔ تم بس اپنے کلب پر نظر رکھو۔ کوئی اور آئے تو اسے بھی اپنے پاس قید کر لینا۔ میں تم سے پھر بات کروں گا''...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا اور فون بند کر دیا۔

''کیا ہوا''...... ٹاپ تھری فلیگ نے پوچھا تو ٹاپ ٹو ٹالمور نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

''وہ تو تمہارے ٹارگٹ میں سے ایک ہے۔ اب مجھے نئے سرے سے کام کرنا پڑے گا۔ میرے ٹارگٹس شاید اپنی جگہیں تبدیل کر لیں''...... ٹاپ تھری فلیگ نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن ہم انہیں ڈھونڈ لیں گے''...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا۔

''بہرحال چھوڑو۔ تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہے تو بتا دو''۔ ٹاپ

تھری فلیگ نے کہا۔

''کیوں۔تم کہیں جا رہے ہو''...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے پوچھا۔

''نہیں۔تمہاری حالت ایسی نہیں ہے کہ میں تمہیں اکیلا چھوڑ دوں۔ میں ویسے ہی پوچھ رہا ہوں۔کسی چیز کی ضرورت ہے تو میں باہر جا کر لے آؤں گا''...... ٹاپ تھری فلیگ نے کہا۔

''مجھے صرف شراب کی طلب ہو رہی ہے۔وہ دیکھو سامنے ریک ہے۔ اس میں شراب کی بوتلیں نظر آ رہی ہیں۔ دیکھو شاید ان میں میرے برانڈ کی کوئی بوتل مل جائے''...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا تو ٹاپ تھری فلیگ اثبات میں سر ہلاتا ہوا سامنے موجود ریک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ابھی وہ ریک میں رکھی ہوئی بوتلوں کو دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''یس''...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے رسیور اٹھا کر کہا۔

''سیٹھ سکندر بول رہا ہوں جناب''...... دوسری طرف سے اس بار سیٹھ سکندر کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''اب کیا ہوا۔تم اس قدر گھبرائے ہوئے کیوں ہو''...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے چونکتے ہوئے کہا۔

''میرے کلب میں سیکرٹ سروس والوں نے دھاوا بول دیا ہے جناب۔ انہوں نے پوری عمارت میں بے ہوش کر دینے والی گیس کے بم فائر کر دیئے ہیں۔ وہ۔ وہ''...... دوسری طرف سے گھبراہٹ کے ساتھ لڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔ ساتھ ہی ایک زور دار

دھماکہ ہوا اور فون لائن یکلخت بے جان ہو گئی۔

''اوہ۔ یہ کیا ہو گیا''...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''کیا ہوا''...... ٹاپ تھری فلیگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سیٹھ سکندر کی کال تھی۔ اس نے کہا ہے کہ اس کے کلب پر پاکیشیا سیکرٹ سروس والوں نے حملہ کر دیا ہے۔ انہوں نے اس کے پورے کلب پر گیس بم فائر کئے ہیں۔ ابھی وہ یہ سب بتا ہی رہا تھا کہ مجھے زور دار دھماکے کی آواز سنائی دی جیسے گولی چلی ہو اور اس کے ساتھ ہی لائن بے جان ہو گئی۔ شاید کوئی اس تک پہنچ گیا تھا۔ اس نے فائرنگ کر کے سیٹھ سکندر کا فون سیٹ تباہ کر دیا ہے''۔ ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس سیٹھ سکندر کے فائن کلب میں ہے۔گڈ۔ ویری گڈ''...... ٹاپ تھری فلیگ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''اس میں خوشی کی کیا بات ہے''...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ٹاپ ٹو۔تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا قرعہ نکالا تھا کہ ہم سب اپنے اپنے طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو ہلاک کر سکیں لیکن اپنے مقصد میں، میں بھی ناکام رہا تھا اور تم بھی۔ ڈورا اور سینڈی کا پتہ نہیں ہے۔ باس نے ہمیں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کا ٹاسک دیا تھا۔ یہ نہیں کہا تھا کہ ہم انہیں الگ

الگ ہلاک کریں''...... ٹاپ تھری فلیگ نے کہا۔

''ہاں۔ پھر''...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی جیسے وہ ٹاپ تھری فلیگ کی باتوں کا مطلب نہ سمجھ سکا ہو۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس سیٹھ سکندر کے کلب میں ہے۔ وہ کتنی تعداد میں ہیں اور وہ کون کون ہیں اس کا مجھے پتہ نہیں۔ لیکن میرے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے تو پھر میں سوچ رہا ہوں کہ کیوں نا میں جا کر فائن کلب کو ہی اڑا دوں۔ اس میں سیٹھ سکندر اور اس کے ساتھی تو مریں گے لیکن ساتھ ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے جتنے افراد ہوں گے وہ بھی ہلاک ہو جائیں گے۔ پھر جو بچ جائے گا ہم اسے ڈھونڈ کر ہلاک کر دیں گے''...... ٹاپ تھری فلیگ نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ ایسا کیا جا سکتا ہے۔ ان سب میں میرے ٹارگٹس ہوں، تمہارے ہوں، سینڈی یا پھر ڈورا کے ہوں۔ جتنے بھی کم ہوں گے ہمیں اتنی ہی کم محنت کرنا پڑے گی''...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا۔

''میں سینڈی اور ڈورا کو ٹرانسمیٹر پر کال کر کے پوچھ لیتا ہوں۔ اس طرح ان سے بھی معلوم ہو جائے گا کہ وہ کہاں ہیں اور انہیں کہاں تک کامیابی حاصل ہوئی ہے''...... ٹاپ تھری فلیگ نے کہا تو ٹاپ ٹو ٹالمور نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ٹاپ تھری فلیگ نے جیب سے بی سکس ٹرانسمیٹر نکالا اور ٹاپ فائیو سینڈی کو کال کرنے

لگا لیکن دوسری طرف سے اسے کوئی جواب نہ ملا۔

''ٹاپ فائیو سینڈی سے رابطہ نہیں ہو رہا''...... ٹاپ تھری فلیگ نے متفکرانہ انداز میں کہا۔

''ڈورا سے رابطہ کرو۔ شاید اس سے بات ہو جائے''...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا تو ٹاپ تھری فلیگ ٹاپ فور ڈورا کی فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اسے کال کرنے لگا لیکن ٹاپ فائیو سینڈی کی طرح ٹاپ فور ڈورا نے بھی اس کی کال رسیو نہیں کی۔ ٹاپ تھری فلیگ نے دو تین بار کوشش کی مگر جواب ندارد۔

''لگتا ہے وہ دونوں کسی مشکل میں ہیں۔ دونوں جواب نہیں دے رہیں۔ اب تو ان سیکرٹ سروس والوں کو ہلاک کرنا اور زیادہ ضروری ہو گیا ہے''...... ٹاپ تھری فلیگ نے غراتے ہوئے کہا۔

''کیا تم اکیلے جا کر فائن کلب کو تباہ کر لو گے''...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا۔

''بے فکر رہو۔ میرے پاس نائن او ون بلاسٹر ہیں جو منی میزائلوں کی شکل میں ہیں۔ فائن کلب کی تباہی کے لئے تو صرف دو میزائل ہی کافی ہوں گے''...... ٹاپ تھری فلیگ نے کہا۔

''اوکے۔ تو پھر جلدی جاؤ۔ اس سے پہلے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کلب کے سے نکل جائیں تم فائن کلب کو ہی ان کے لئے مقبرہ بنا دو''...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا۔

''میں ایسا ہی کروں گا''...... ٹاپ تھری فلیگ نے کہا۔

"میری حالت ایسی نہیں ہے ورنہ اس نیک مقصد کے لئے میں تمہارے ساتھ چلتا"...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے حسرت بھرے لہجے میں کہا جیسے ٹاپ تھری فلیگ کے اکیلے جا کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہلاک کرنے کا کریڈٹ لیتے دیکھ کر اسے افسوس ہو رہا ہو۔

"کوئی بات نہیں۔ دوسرے کسی مشن میں میری جگہ تم ایکشن لے لینا۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا"...... ٹاپ تھری فنیگ نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹاپ ٹو ٹالمور بھی دھیرے سے مسکرا دیا۔

ٹائیگر کرسی سمیت نیچے گرا تھا۔ وہ چونکہ فرش غائب ہوتے ہی سیدھا نیچے آیا تھا اس لئے اونچائی سے گرتے ہی اس کی کرسی ٹوٹ گئی تھی۔ کرسی کے کسی پائے میں شاید کوئی تار لگی ہوئی تھی اور وہ بھی ٹوٹ گئی تھی اس لئے کرسی کے راڈز بھی ہٹ گئے تھے۔ اونچائی سے گرنے کی وجہ سے اسے چوٹیں تو بہرحال لگی تھیں لیکن وہ ایسی چوٹیں نہیں تھیں کہ ٹائیگر انہیں برداشت نہ کر سکتا۔ وہ فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اوپر زمین برابر ہو گئی تھی۔ ٹائیگر جس تہہ خانے میں گرا تھا وہاں گھپ اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔

ابھی ٹائیگر اندھیرے میں دیکھنے کی کوشش کر ہی رہا تھا کہ اچانک اسے ایک ناگوار سی بو کا احساس ہوا۔ اس نے بو محسوس کرتے ہی فوراً سانس روک لیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ سیٹھ سکندر نے اسے تہہ خانے میں پھینکنے کے باوجود کوئی رسک لینا مناسب نہیں

سمجھا تھا اور تہہ خانے میں اس نے گیس پھیلا دی تھی تاکہ ٹائیگر
بے ہوش ہو جائے۔ ٹائیگر یہاں پوری تیاری سے آیا تھا۔ اس نے
احتیاطاً اینٹی کیپسول بھی کھا لیا تھا تاکہ کسی گیس کا اس پر اثر نہ ہو
سکے۔ تہہ خانے میں جو گیس پھیلائی جا رہی تھی ٹائیگر کو اس کا اثر
نہیں ہو سکتا تھا لیکن اس کے باوجود اس نے احتیاطاً سانس روک لیا
تھا تاکہ کیپسول کا اثر زیادہ دیر برقرار رہ سکے۔ گیس کی موجودگی میں
نگلے ہوئے اینٹی کیپسولوں کا اثر کم ہو جاتا تھا اور ٹائیگر انسانی صحت
کو مدنظر رکھ کر مزید کیپسول نہیں کھا سکتا تھا۔ اس نے کافی دیر
سانس روکے رکھا اور پھر اس نے دھیرے دھیرے سانس لینا شروع
کر دیا۔

تہہ خانے میں گیس تو تھی مگر اس کے اثرات بے حد کم ہو گئے
تھے اس لئے ٹائیگر چند لمحوں کے بعد کھل کر سانس لینے لگا۔ تہہ
خانے میں اندھیرے کی وجہ سے اسے کسی کیمرے سے بھی نہیں
دیکھا جا سکتا تھا۔ یہ ٹائیگر کی خوش قسمتی ہی تھی کہ سیٹھ سکندر نے اس
کی تلاشی نہیں لی تھی اور ٹائیگر کی تمام چیزیں اس کے پاس ہی
تھیں۔ ٹائیگر نے فوراً جیکٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور اس
نے جیب سے ایک چھوٹی سی گول ڈبیہ نکال لی۔ اس نے ڈبیہ کھولی
اور اس میں سے انگلیوں سے پکڑ کر ایک لینز نکالا اور اسے انگلی کی
پور پر رکھ کر اپنی ایک آنکھ میں ایڈجسٹ کرنے لگا۔ پھر اس نے
ڈبیہ سے دوسرا لینز نکالا اور اسے دوسری آنکھ میں لگا لیا۔ اس نے

ایک دو بار آنکھیں بند کیں اور پھر کھول لیں۔ یہ لینز اس کے اپنے
ایجاد کردہ تھے جو تاریکی میں نائٹ ٹیلی ویو کی طرح کام کرتے تھے
اور وہ تہہ خانے کی تاریکی میں آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔

تہہ خانہ زیادہ بڑا نہیں تھا۔ دائیں طرف ایک دروازہ تھا۔ اسے
دیکھ کر ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے دروازے پر دباؤ ڈالا
لیکن دروازہ باہر سے بند تھا۔ اس دروازے کے علاوہ وہاں سے
باہر نکلنے کا دوسرا کوئی راستہ نہیں تھا۔ ٹائیگر نے ڈبیہ بند کر کے جیب
میں ڈالی اور جیب سے ایک پسٹل نما گن نکال لی۔ یہ پسٹل محض
اس کی ہتھیلی کے برابر تھا۔ ٹائیگر نے دوسری جیب سے ایک باریک
سی فولادی نال نکالی اور اسے تیزی سے منی پسٹل کے آگے فٹ
کرنے لگا۔ جیسے ہی نال پسٹل میں فٹ ہوئی وہ فوراً پیچھے ہٹا اور
اس نے دروازے کے سامنے آ کر منی پسٹل کی نال کا رخ
دروازے کی طرف کر دیا۔ منی پسٹل پر ٹریگر کی جگہ ایک دو بٹن لگے
ہوئے تھے۔ ٹائیگر نے ایک بٹن پریس کیا تو اچانک پسٹل کی نال
سے سرخ رنگ کی لیزر جیسی باریک لکیر سی نکلی اور دروازے پر
پڑنے لگی۔ دروازہ فولادی تھا۔ منی پسٹل سے مسلسل سرخ لکیر نکل
کر دروازے پر پڑ رہی تھی اور دروازہ سرخ ہونا شروع ہو گیا۔
دوسرے لمحے دروازے سے دھواں سا نکلا اور فولادی دروازہ یکلخت
کسی موم کی طرح پگھلتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں میں فولادی دروازہ
موم کی طرح پگھل کر نیچے آ گیا اور سامنے سے تیز روشنی آنے

لگی۔

سامنے ایک راہداری بنی ہوئی تھی جو خالی تھی۔ ٹائیگر نے فوراً منی پسٹل کے بٹن سے انگلی ہٹا لی۔ منی پسٹل کی نال سے ریز نکلنا بند ہو گئی۔ ٹائیگر نے آگے جا کر دیکھا مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔ ٹائیگر نے منی پسٹل دوسرے ہاتھ میں منتقل کی اور دوسری جیب سے اپنا مشین پسٹل نکال لیا۔ اس مشین پسٹل پر بھی سائیلنسر لگا ہوا تھا۔ ٹائیگر اچھل کر راہداری میں آیا اور تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑا آگے سیڑھیاں تھیں جو گھومتی ہوئی اوپر جا رہی تھیں۔ ٹائیگر ابھی اوپر چڑھنے ہی لگا تھا کہ اچانک اسے اوپر سے بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ وہیں رک گیا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی سیڑھیوں سے نیچے آ رہا ہو۔ وہ تیزی سے سیڑھیوں کی سائیڈ والی دیوار سے لگ گیا اور پھر اسے تیزی سے کسی کے سیڑھیاں اترنے کی آوازیں سنائی دیں۔

ٹائیگر نے منی پسٹل جیب میں رکھ لیا تھا اور دونوں ہاتھوں میں مشین پسٹل لئے اور زیادہ الرٹ ہو گیا۔ اسی لمحے دو سیاہ لباس والے مشین گن بردار تیزی سے سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے آ گئے۔ نیچے آتے ہی ان کی نظریں دیوار سے لگے ہوئے ٹائیگر پر پڑیں تو وہ بے اختیار اچھل پڑے۔ ان کے چہروں پر گیس ماسک تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ مشین گنیں سیدھی کرتے ٹائیگر کی مشین پسٹل سے سٹک سٹک کی آوازوں کے ساتھ متعدد شعلے نکلے اور وہ لٹو کی طرح

گھومتے ہوئے وہیں گرتے چلے گئے۔ اسی لمحے پھر کسی کے سیڑھیاں اترنے کی آوازیں سنائی دیں۔

"کیا ہوا شیر خان، نوازش۔ یہ کیسی آواز تھی"...... سیڑھیاں اترنے والے نے جیسے ان دونوں کے گرنے کی آوازیں سن کر سیڑھیوں میں رکتے ہوئے چیخ کر کہا۔ اس نے بھی شاید گیس ماسک پہن رکھا تھا مگر اس کے باوجود ٹائیگر نے آواز پہچان لی۔ یہ سیٹھ سکندر کی آواز تھی۔ ٹائیگر اچھل کر سیڑھیوں کے سامنے آ گیا۔ سیڑھیوں کے درمیان سیٹھ سکندر گیس ماسک لگائے کھڑا تھا۔ اس نے جیسے ہی وہاں ٹائیگر کو دیکھا اس نے بوکھلا کر تیزی سے پلٹ کر سیڑھیاں چڑھنے کی کوشش کی لیکن ٹائیگر کے مشین پسٹل سے پھر سٹک سٹک کی آوازیں نکلیں اور سیٹھ سکندر حلق کے بل چیختا ہوا الٹا اور سیڑھیوں پر گرتا ہوا ایک دھماکے سے نیچے آ گرا۔ ٹائیگر نے اس کی ٹانگوں پر فائرنگ کی تھی۔ جیسے ہی سیٹھ سکندر نیچے گرا ٹائیگر نے آگے بڑھ کر اس کے سینے پر پاؤں رکھ دیا اور مشین پسٹل کا رخ اس کی طرف کر دیا۔

"نن۔ نن۔ نہیں۔ نہیں۔ مجھے مت مارو ٹائیگر۔ میں۔ میں"۔ سیٹھ سکندر نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے منہ سے اپنا نام سن کر ٹائیگر چونک پڑا۔

"تم میرا نام کیسے جانتے ہو"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے کان سیڑھیوں کی طرف لگے ہوئے تھے تاکہ مزید

کوئی نیچے آئے تو اسے نشانہ بنا سکے۔

”تت۔ تت۔ تمہاری شکل سے میں واقف تھا۔ میں نے اپنے کمپیوٹر سے تمہارا پہلے سے موجود ڈیٹا نکال لیا تھا۔ اس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ تم اصل میں کون ہو“...... سیٹھ سکندر نے کہا۔

”لیکن تم نے گیس ماسک کیوں لگا رکھا ہے اور اس طرح کہاں بھاگ رہے تھے“...... ٹائیگر نے پوچھا۔

”کلب پر پاکیشیا سیکرٹ سروس والوں نے حملہ کر دیا ہے۔ انہوں نے کلب میں بے شمار بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول فائر کئے تھے جس سے کلب میں موجود تقریباً سب لوگ بے ہوش ہو گئے ہیں۔ میں اگر تہہ خانے میں اپنے مخصوص کمرے میں نہ ہوتا تو شاید میں بھی اس گیس سے بے ہوش جاتا۔ گیس کیپسول پھینک کر وہ سب کلب میں گھس آئے تھے اور انہوں نے بموں سے کئی دروازے اڑا دیئے تھے۔ پھر ان میں سے ایک آدمی میرے کمرے تک پہنچ گیا تھا۔ تمہیں تہہ خانے میں گرانے کے بعد میں کمرے کا دروازہ بند کرنا بھول گیا تھا۔ وہ آدمی دروازہ کھول کر فوراً اندر آ گیا۔ میں فون پر کسی سے بات کر رہا تھا کہ اچانک اس نے فائر کر دیا اور گولی ٹیلی فون سیٹ پر لگی اور ٹیلی فون سیٹ تباہ ہو گیا۔ میں میز کے پیچھے تھا اس لئے میں فوراً میز کے نیچے چلا گیا اور وہاں سے تیزی سے خفیہ راستہ کھول کر نکل گیا۔ گیس میرے آفس میں تو مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی لیکن باہر میرے

لئے خطرہ ہو سکتا تھا اس لئے میں نے دوسری جگہ آتے ہی گیس ماسک پہن لیا۔ وہاں میرے دو باڈی گارڈز موجود تھے۔ میں نے انہیں بھی گیس ماسک پہننے کا حکم دیا اور پھر میں ان کے ساتھ ایک اور خفیہ راستہ کھول کر ادھر آ گیا۔ لیکن۔ لیکن تم یہاں موجود تھے۔ مجھے اس طرح تمہیں یہاں دیکھ کر حیرانی ہو رہی ہے۔ میں نے تو تمہیں تہہ خانے میں گرا دیا تھا اور اس تہہ خانے میں، میں نے بے ہوش کر دینے والی گیس بھی پھیلا دی تھی پھر تم اس گیس سے کیسے بچ گئے اور سب سے بڑی بات تم اس کمرے سے باہر کیسے آ گئے ہو۔ اس کمرے کا دروازہ تو صرف میں اپنے کمرے سے ہی کھول سکتا تھا“...... سیٹھ سکندر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”یہ سب تمہارے سمجھ کی باتیں نہیں ہیں۔ بہرحال اب تم یہاں سے بھاگ نہیں سکتے۔ تم اس طرف آئے تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ باہر آنے جانے کے لئے جو تم خفیہ راستہ استعمال کرتے ہو وہ یہیں کہیں ہے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں۔ اس راہداری کے آخر میں جو دیوار ہے ایک بٹن دبانے سے وہ دیوار اپنی جگہ سے ہٹ جاتی ہے اور اس طرف ایک سرنگ ہے جو سائیڈ والی دوسری عمارت میں جاتی ہے۔ وہ بھی [illegible] یری ہی [illegible] ئمارت ہے جہاں سے میں یہاں آ [illegible] جاتا ہوں“...... سیٹھ سکندر نے جواب دیتے [illegible] دے کہا۔

[illegible] لڈ۔ جس طرح اب بول رہے ہو اسی طرح اب مجھے تم ان

لوگوں کے بارے میں بھی بتا دو جن کا میں تم سے پوچھنے آیا تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''پہلے وعدہ کرو کہ تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے۔ میں جانتا ہوں تم جو وعدہ کرتے ہو اسے ہر حال میں پورا کرتے ہو''...... سیٹھ سکندر نے کہا تو ٹائیگر کے ہونٹوں پر زہرانگیز مسکراہٹ پھیل گئی۔

''میں موت بن کر تمہارے سر پر کھڑا ہوں سیٹھ سکندر۔ تم زبان نہیں کھولو گے تو تمہیں میرے ہاتھوں مرنا ہی پڑے گا۔ ایسے بھی اور ویسے بھی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نن۔ نن۔ نہیں۔ نہیں۔ میں مرنا نہیں چاہتا۔ میں ابھی مرنا نہیں چاہتا پلیز۔ مجھے معاف کر دو۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔ تم جو کہو گے میں مانوں گا۔ مجھے معاف کر دو''...... سیٹھ سکندر نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ ٹائیگر کچھ کہتا اسے پھر بھاگتے ہوئے قدموں اور سیڑھیاں اترنے کی آوازیں سنائی دیں تو وہ فوراً پیچھے ہٹ کر دیوار سے جا لگا۔ قدموں کی آوازیں سیڑھیوں پر ہی رک گئی تھیں۔

''کون ہے۔ کون ہے نیچے۔ جلدی بتاؤ ورنہ میں بم مار دوں گا''...... اوپر سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو ٹائیگر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ یہ صفدر کی آواز تھی جو شاید خفیہ راستوں سے ہوتا ہوا اس طرف آ گیا تھا۔

''میں ٹائیگر ہوں صفدر صاحب''...... ٹائیگر نے سیڑھیوں کے

سامنے آ کر اپنی اصل آواز میں کہا اور اس کی آواز پہچان کر صفدر فوراً سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آ گیا۔

''تم یہاں۔ یہ کون ہے''...... ٹائیگر کے قریب آ کر صفدر نے کہا۔

''یہ سیٹھ سکندر ہے جس کے لئے آپ یہاں آئے ہیں''۔ ٹائیگر نے مسکرا کر کہا۔ اس کے ایک کان میں ہیڈ فون لگا ہوا تھا جس میں سے ایک باریک تار کے ساتھ ایک مائیک اس کے منہ تک آ رہا تھا۔ ان سب نے شاید ایسے ہی ہیڈ فونز لگا رکھے تھے تاکہ آپس میں رابطے میں رہ سکیں۔ صفدر کے پاس بھی مشین پسٹل تھا۔

''اوہ۔ تو یہ یہاں ہے۔ گڈ۔ مس جولیا آپ سب کو لے کر نیچے آ جائیں۔ سیٹھ سکندر مل گیا ہے۔ ٹائیگر بھی یہیں ہے''۔ صفدر نے مائیک میں کہا اور پھر وہ جولیا کو ان راستوں کے بارے میں بتانے لگا جہاں سے ہوتا ہوا وہ یہاں پہنچا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب وہاں موجود تھے۔

''تم یہاں تک کیسے پہنچ گئے اور یہ تمہیں کہاں ملا تھا''...... جولیا نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر پوچھا تو ٹائیگر نے انہیں وہاں آنے کی ساری تفصیل بتا دی۔

''ہم نے بھی فائن کلب کے سامنے آ کر اچانک ہر طرف بے ہوش کرنے والی گیس کے کیپسول فائر کرنا شروع کر دیئے تھے جس

کے تیز اثر سے وہاں موجود سب افراد بے ہوش ہو کر گر گئے۔ پھر ہم کلب میں داخل ہوئے اور ہم نے ہر طرف ایسا ہی کیا۔ یہاں موجود بے گناہ لوگوں کو بچانے کے لئے ہم نے فائرنگ نہیں کی تھی۔ ہم اپنے ساتھ بے شمار بے ہوش کر دینے والے گیس کے کیپسول لائے تھے جس کی گیس سے اس کلب کا ایک ایک آدمی بے ہوش ہو سکتا تھا۔ البتہ کچھ بند دروازوں کو توڑنے کے لئے ہم نے سمال بموں کا استعمال کیا تھا۔ ہماری اطلاع کے مطابق اس کلب میں کہیں بھی اسلحے کا ذخیرہ ہو سکتا تھا۔ اگر وہ تباہی کی زد میں آ جاتا تو اس کلب کے ساتھ یہاں زبردست تباہی پھیل جاتی''...... جولیا نے کہا۔

''اور میں اتفاق سے اس کے آفس تک پہنچ گیا تھا۔ اسے کمرے میں محفوظ دیکھ کر میں نے فائر کیا تھا جس سے اس کا ٹیلی فون سیٹ تباہ ہو گیا اور یہ فوراً میز کے پیچھے چھپ گیا تھا۔ میں میز کی دوسری طرف آیا مگر یہ وہاں موجود نہیں تھا۔ میں نے اسے بے حد تلاش کیا مگر یہ ایسے غائب ہو گیا تھا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ جس پر مجھے یقین ہو گیا کہ میز کی دوسری طرف کوئی خفیہ جگہ موجود ہے جہاں سے یہ نکل گیا ہے۔ میں نے میز چیک کی تو ایک بٹن دبتے ہی میز کا ایک حصہ کھل گیا جو چھوٹے خانے جیسا تھا۔ میں فوراً اس خانے میں آ گیا اور گھٹنوں کے بل چلتا ہوا کافی آگے آ گیا اور پھر میں ایک راہداری میں آ گیا۔ اس طرح مختلف

راستوں سے ہوتا ہوا میں یہاں آ گیا''...... صفدر نے کہا۔

''چلو۔ آخرکار ہم سیٹھ سکندر تک پہنچ ہی گئے ہیں۔ اس سیٹھ سکندر تک جس کے کلب میں اس کی اجازت کے بغیر ایک مکھی بھی داخل نہیں ہو سکتی تھی''...... صدیقی نے کہا۔

''ہاں۔ اور اب یہ ہمیں نائف بلڈ کے ٹاپ فائیو کے بارے میں بتائے گا''...... خاور نے آگے بڑھ کر سیٹھ سکندر کے سینے پر پاؤں رکھتے ہوئے کہا۔ ابھی اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے اوپر کوئی پہاڑ یکلخت آتش فشاں کی طرح پھٹ پڑا ہو۔ زبردست گونج کی آواز سنائی دی اور ساتھ ہی اس قدر زور دار گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی جیسے تہہ خانے کی چھتیں اور دیواریں ٹوٹ کر ان پر آ گری ہوں۔

بلیک سیکارلی نے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر اس نے مسکراتے ہوئے سامنے پڑا ہوا بی سکس ٹرانسمیٹر اٹھا لیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور ایک فریکونسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔ فریکونسی کے ایڈجسٹ ہوتے ہی اس نے دوسری طرف کال دینا شروع کر دی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ٹی ون کالنگ۔ اوور"...... بلیک سیکارلی نے مسلسل کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ ٹی ٹو اٹنڈنگ۔ اوور"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"ٹی ٹو۔ کیا رپورٹ ہے۔ تم سب کہاں ہو اور میں نے تم سب کو جو ٹاسک دیا تھا اس کا کیا ہوا ہے۔ اوور"...... بلیک سیکارلی نے پوچھا۔

"یس باس۔ ہم نے اپنا ٹاسک پورا کر لیا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ

سروس ختم ہو گئی ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ ان میں عمران بھی ہلاک ہوا ہے یا نہیں لیکن میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ ان مرنے والوں میں عمران کا خاص شاگرد ٹائیگر بھی موجود تھا۔ اوور"...... دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"گڈ شو۔ ان سب کو کیسے ہلاک کیا ہے تم نے اور تمہارے باقی ساتھی کہاں ہیں۔ اوور"...... بلیک سیکارلی نے پوچھا۔

"سوری باس۔ شاید اس مشن میں ہمیں اپنی دو ساتھیوں کو کھونا پڑا ہے۔ ٹی فور اور ٹی فائیو۔ اوور"...... دوسری طرف سے ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا۔

"اوہ۔ کیا ہوا ہے انہیں۔ اوور"...... بلیک سیکارلی نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا تو ٹاپ ٹو ٹالمور نے اسے تفصیل بتا دی کہ کس طرح اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران، علی عمران اور اس کے دیگر ساتھیوں کو ہلاک کرنے کا قرعہ نکالا تھا۔ پھر وہ اور ٹاپ تھری فلیگ کس طرح اپنے مطلوبہ ٹارگٹس تک پہنچے تھے۔ اس کے بعد ان کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا تھا وہ سب اس نے تفصیل سے بتا دیا۔

"اور باس۔ ٹی تھری نے ٹی فور اور ٹی فائیو سے بی سکس ٹرانسمیٹر پر رابطہ کرنے کی بے حد کوشش کی تھی لیکن وہ کال رسیو ہی نہیں کر رہی تھیں۔ پھر مجھے اطلاع ملی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس والے سیٹھ سکندر کے کلب میں پہنچ گئے ہیں۔ ٹی تھری نے فوراً

فیصلہ کرتے ہوئے اس کلب کو ہی اڑانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کے پاس نائن او ون بلاسٹر میزائل تھے۔ وہ فوراً فائن کلب کی طرف چلا گیا اور ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی اس کی واپسی ہوئی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ اس نے چار میزائل فائر کر کے فائن کلب کی پوری عمارت تباہ کر دی ہے۔ اوور“...... دوسری طرف سے ٹاپ ٹو ٹالمور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اور سیٹھ سکندر کا کیا ہوا۔ کیا وہ بھی مارا گیا ہے۔ اوور“۔ بلیک سیکارلی نے پوچھا۔

”یس باس۔ وہ کلب میں ہی تھا۔ لیکن اس کی جان سے زیادہ ہمارے لئے اپنا ٹاسک پورا کرنا زیادہ اہمیت رکھتا تھا۔ اوور“۔ دوسری طرف سے ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا۔

”لیکن یہ تو کنفرم نہیں ہے کہ کون کون ہلاک ہوا ہے۔ اور پھر عمران۔ معلوم نہیں عمران بھی ان کے ساتھ تھا یا نہیں۔ اوور“۔ بلیک سیکارلی نے کہا۔

”یس باس۔ یہ واقعی کنفرم نہیں ہے۔ لیکن بہرحال اگر ان میں سے کوئی بچ گیا ہے تو ان افراد کو بھی ہم ڈھونڈ لیں گے اور جب تک ہم ان سب کو ہلاک نہیں کر دیں گے ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ اوور“...... دوسری طرف سے ٹاپ ٹو ٹالمور نے جواب دیا۔

”نہیں۔ کوئی ضرورت نہیں ہے یہ سب کرنے کی۔ میں نے یہاں اپنا مشن مکمل کر لیا ہے۔ تم ٹی تھری سے کہو کہ وہ تمہیں عارضی

طور پر چلنے پھرنے کے قابل بنا دے۔ تم اگلے دو گھنٹوں تک ایئر پورٹ پر آ جاؤ۔ ہم آج ہی یہاں سے نکل رہے ہیں۔ میں بی سکس ٹرانسمیٹر کی میموری میں وائس میسج کر دوں گا۔ اگر ٹی فور اور ٹی تھری زندہ ہوئیں اور کسی وجہ سے ان سے ٹرانسمیٹر چھن گئے ہیں یا پھر وہ ایسی پوزیشن میں نہ ہوں کہ وہ ہماری کالز اٹنڈ کر سکیں تو بعد میں وہ میرا پیغام وائس میسج سے سن لیں گی۔ میں انہیں کروس ٹام کوڈ میں پیغام دوں گا۔ اگر وہ ان دو گھنٹوں میں ایئر پورٹ پر آ گئیں تو ہم انہیں ساتھ ہی لے جائیں گے ورنہ وہ بعد میں آ جائیں گی۔ اوور“...... بلیک سیکارلی نے کہا۔

”یس باس۔ یہ ٹھیک رہے گا۔ اوور“...... دوسری طرف سے ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا۔

”تم ٹی تھری سے میری بات کراؤ۔ میں اسے چند انجکشنز کے نام بتا دیتا ہوں۔ وہ تمہیں انجکشن لگا دے گا تو تم قدرے چلنے پھرنے کے قابل ہو جاؤ گے۔ تمہارا باقی کا علاج ایکریمیا میں ہی ہوتا رہے گا۔ اوور“...... بلیک سیکارلی نے کہا۔

”یس باس۔ ٹی تھری سے بات کریں۔ اوور“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یس باس۔ ٹی تھری سپیکنگ۔ اوور“...... دوسری طرف سے ٹی تھری کی آواز سنائی دی تو بلیک سیکارلی اسے ٹاپ ٹو ٹالمور کے لئے ان طاقت کے انجکشنوں کے بارے میں بتانے لگا جن کے لگنے

سے وہ وقتی طور پر چلنے پھرنے کے قابل ہو سکتا تھا۔

"بازار جا کر فوراً انجکشن لاؤ اور پھر ٹاپ ہنڈرڈ میک اپ کر کے ٹی ٹو کو لے کر ایئر پورٹ پہنچ جاؤ۔ اوور"...... بلیک سیکارلی نے کہا۔

"یس باس۔ ہم زیادہ سے زیادہ دو گھنٹوں میں ایئر پورٹ پر ہوں گے۔ اوور"...... دوسری طرف سے ٹاپ تھری فلیگ نے کہا۔

"میں کاؤنٹر نمبر تین کے سامنے تمہارا انتظار کروں گا۔ میرے ہاتھوں میں نیوی کلر کا کوٹ اور براؤن کلر کا بریف کیس ہو گا۔ اوور"...... بلیک سیکارلی نے کہا۔

"اوکے باس۔ کیا ہم یہاں سے ڈائریکٹ ایکریمیا جائیں گے۔ اوور"...... ٹاپ تھری فلیگ نے پوچھا۔

"ہاں۔ اگلے چار گھنٹوں کے بعد یہاں سے ایک فلائٹ ڈائریکٹ جائے گی۔ مجھے اس کے کنفرم ٹکٹس مل گئے ہیں۔ اوور"۔ بلیک سیکارلی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے باس۔ ہم آ رہے ہیں۔ اور میری دعا ہے کہ ٹی فور اور ٹی فائیو بھی وقت بھی وہاں پہنچ جائیں۔ اوور"...... ٹاپ تھری فلیگ نے کہا تو بلیک سیکارلی نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

بلیک سیکارلی نے ہونٹ بھینچ لئے تھے اور وہ مسلسل اپنی دو لیڈی ایجنٹس ٹاپ فور ڈورا اور ٹاپ فائیو سینڈی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ پھر اس نے سر جھکا اور ٹرانسمیٹر کے چند بٹن پریس کئے اور پھر

اس ٹرانسمیٹر کی میموری میں کروکس ٹام کوڈ میں فیڈنگ کرنے لگا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا ایک اور بٹن دبا کر اسے آن کیا اور اس پر ٹاپ فور ڈورا کی فریکونسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔ یہ چونکہ مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا اس لئے اس ٹرانسمیٹر پر آواز فیڈ کر کے اسے میسیج کی طرح کسی بھی پی سکس ٹرانسمیٹر پر بھیجا جا سکتا تھا۔

بلیک سیکارلی نے پہلا وائس میسیج ٹاپ فور ڈورا کے ٹرانسمیٹر پر فیڈ کیا اور پھر وہی میسیج اس نے ٹاپ فائیو سینڈی کے ٹرانسمیٹر پر بھیج دیا۔ پھر اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور تیزی سے اپنا سامان سمیٹنا شروع کر دیا۔ اگلے ایک گھنٹے بعد وہ انٹرنیشنل ایئر پورٹ کے وسیع و عریض لاؤنج میں داخل ہو رہا تھا۔ اس نے کوٹھی میں موجود کمپیوٹر سسٹم اور ساری مشینری تباہ کر دی تھی اور وہاں سے اپنے تمام نشان مٹا دیئے تھے۔ اس نے وہ مشین بھی تباہ کر دی تھی جس میں اس نے سرداور کا بتایا ہوا گرین فلیش کا فارمولا ریکارڈ کیا تھا۔ اپنی کوٹھی میں آ کر اس نے وہ ریکارڈنگ کمپیوٹر میں فیڈ کر کے اسے ایک منی ڈسک میں ٹرانسفر کر لیا تھا جو اب اس کی جیب میں تھی۔ اس منی ڈسک کو وہ آسانی سے کہیں بھی لے جا سکتا تھا۔ وہ بے حد خوش تھا۔ تمام کام نہایت خوش اسلوبی سے انجام پا گئے تھے اور وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو کر واپس جا رہا تھا۔

اسے صرف فکر تھی تو ٹاپ فور ڈورا اور ٹاپ فائیو سینڈی کی۔ وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ طیارے کے روانہ ہونے سے پہلے

وہ دونوں بھی وہاں آ جائیں اور وہ اپنی پوری ٹیم کو لے کر وہاں سے نکل جائے گا۔ وہ چونکہ وقت سے پہلے آ گیا تھا اس لئے اپنے ساتھیوں کے انتظار میں وہ سٹنگ ہال میں آ کر بیٹھ گیا۔ پھر دو گھنٹے گزرتے ہی وہ اٹھا۔ اس نے اپنے ہاتھ پر نیوی کلر کا کوٹ ڈالا اور پھر بریس کیس اٹھا کر امیگریشن کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ کاؤنٹر نمبر تین کے سامنے آ کر رکا اور پھر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ وہ چونکہ انٹرنیشنل ایئر پورٹ تھا اس لئے وہاں خاصی گہما گہمی تھی۔ بلیک سیکارلی کاؤنٹر نمبر تین کی سائیڈ میں دیوار کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے بریف کیس نیچے رکھا اور دیوار سے کمر لگا کر اس نے ایک ٹانگ اٹھا کر موڑتے ہوئے دیوار سے لگا دی۔ اس کی تیز نظریں وہاں موجود لوگوں کو دیکھ رہی تھیں۔ اس نے ایکریمین کی بجائے کاسٹرین میک اپ کیا تھا تاکہ اگر طیارہ روک کر اس کی چیکنگ بھی کر لی جائے تو اس کی نشاندہی نہ ہو سکے۔ اس نے جو میک اپ کیا تھا وہ کسی مشین یا کیمرے سے چیک نہیں ہو سکتا تھا اور نہ ہی اسے کسی واشر سے صاف کیا جا سکتا تھا۔

بلیک سیکارلی نے ٹی ہنڈرڈ میک اپ کا کہہ کر ٹی تھری فلیگ کو بھی ایسا ہی میک اپ کر کے آنے کا کہا تھا۔ یہ سب ان کا پہلے سے طے شدہ تھا۔ اس کے لئے بلیک سیکارلی نے ان سب کے کاغذات اور پاسپورٹس بھی تیار کر رکھے تھے۔ پھر آدھے گھنٹے کے

ر اسے ٹاپ ٹو ٹالمور اور ٹاپ تھری فلیگ آتے دکھائی دیئے۔ وہ ی میک اپ میں تھے جن کے بارے میں بلیک سیکارلی نے انہیں یات دی تھیں۔ وہ دونوں سیدھے بلیک سیکارلی کی طرف آ رہے ے۔ ٹاپ ٹو ٹالمور کی ٹانگوں میں تھوڑی سی لڑکھڑاہٹ ضرور تھی لن وہ بڑے اعتماد سے چلتا ہوا آ رہا تھا۔

"آ گئے تم دونوں"...... بلیک سیکارلی نے ان کے قریب آنے کہا۔

"یس باس۔ وہ دونوں نہیں آئیں ابھی تک"...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ہم آدھے گھنٹے تک ان کا مزید انتظار کریں گے۔ اگر ہ آ گئیں تو ٹھیک ہے ورنہ ہم امیگریشن کلیئر کرا لیں گے"...... بلیک سیکارلی نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ بلیک سیکارلی شدت سے دونوں لڑکیوں کا انتظار کر رہا تھا۔ ٹاپ ٹو ٹالمور اور ٹاپ تھری فلیگ بھی بار بار چاروں طرف دیکھ رہے تھے لیکن ان دونوں لڑکیوں کا کہیں کچھ پتہ نہیں تھا۔

"لگتا ہے ہمیں ان کے بغیر ہی یہاں سے جانا پڑے گا"۔ ٹاپ تھری فلیگ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اگر انہیں آنا ہوتا تو وہ اب تک آ جاتیں"...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا۔

"میں یہاں سے فوراً نکل جانا چاہتا ہوں۔ اگر ایمرجنسی نہ ہوتی

تو میں انہیں تلاش کر کے اپنے ساتھ ہی لے کر جاتا“...... بلیک سیکارلی نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

”آپ اگر کہیں تو میں یہیں رک جاتا ہوں۔ میں اپنا کام بھی پورا کر لوں گا اور ان دونوں کو بھی تلاش کر لوں گا“...... ٹاپ تھری فلیگ نے کہا۔

”نہیں۔ اگر وہ زندہ ہیں تو وہ آسانی سے کسی کے ہاتھ نہیں آئیں گی۔ میں واپس جا کر ان سے رابطہ کروں گا۔ ان دونوں کو اب میں تب ہی واپس بلاؤں گا جب وہ باقی کا کام ختم کر لیں گی۔ ایم ون یا اس کے باقی ساتھی کسی بھی وقت ہمارے پیچھے آ سکتے ہیں“...... بلیک سیکارلی نے کہا۔

”تو پھر ہم چلیں“...... ٹاپ ٹو ٹالمور نے کہا۔

”ہاں چلو“...... بلیک سیکارلی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تینوں امیگریشن کلیئر کرانے کے لئے آگے بڑھ گئے۔ اگلے آدھے گھنٹے کے بعد وہ پاکیشائی طیارے میں اپنی مخصوص سیٹوں پر بیٹھ رہے تھے جو یہاں سے ڈائریکٹ ایکریمیا کے لئے پرواز کرنے والا تھا۔

بلیک سیکارلی کی نظریں باہر جمی ہوئی تھیں جیسے اب بھی اس کی آنکھیں ٹاپ فور ڈورا اور ٹاپ فائیو سینڈی کی آمد کی منتظر ہوں لیکن رن وے پر بھلا وہ دونوں کیسے آ سکتی تھیں۔ ان دونوں کا تو امیگریشن بھی کلیئر نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ ان کے مخصوص [illegible]

پاسپورٹ بلیک سیکارلی کے پاس تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں طیارہ پرواز کرنے والا تھا اور طیارہ جیسے ہی رن وے چھوڑتا بلیک سیکارلی اور اس کے دو ساتھی ٹاپ ٹو ٹالمور اور ٹاپ تھری فلیگ کامیاب و کامران واپس لوٹ جاتے۔ ابھی طیارے کی پرواز میں تین منٹ باقی تھے کہ اچانک بلیک سیکارلی کے نتھنوں میں ایک نامانوس سی بو محسوس ہوئی اور وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے فوراً سانس روکنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ دوسرے لمحے اس کا ذہن اس قدر تیزی سے تاریک ہوگیا جیسے تیز روشنی میں یکلخت گھپ اندھیرا چھا جاتا ہے۔

ٹرانسمیٹر کی سیٹی کی آواز سن کر عمران نے جھپٹ کر ٹرانسمیٹر اٹھا لیا۔ جیسے ہی اس نے ٹرانسمیٹر اٹھایا دوسرے ٹرانسمیٹر سے بھی سیٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔

"دونوں ٹرانسمیٹرز پر ایک ساتھ کالیں"...... عمران کے منہ سے نکلا۔ وہ یہ تو جانتا تھا کہ کون سا ٹرانسمیٹر ٹاپ فور ڈورا کا ہے اور کون سا ٹاپ فائیو سینڈی کا۔ دونوں ٹرانسمیٹرز کی سیٹیاں بج رہی تھیں اور عمران کی جیسے سمجھ میں ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ کس کا ٹرانسمیٹر آن کرے۔ پھر اس نے سر جھٹک کر ٹاپ فور ڈورا کا ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور ٹاپ فائیو سینڈی کا ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر کے آن ہوتے ہی اسے ایک بیپ کی آواز سنائی دی۔

"وائس میسج۔ اوہ۔ اس ٹرانسمیٹر پر تو کسی کا وائس میسج آ رہا ہے"...... عمران نے کہا۔ اس نے کچھ سوچ کر دوسرا ٹرانسمیٹر آن کیا

تو اس سے پھر سیٹی کی آواز سنائی دی۔ عمران نے ایک اور بٹن پریس کیا تو اس میں سے بھی ویسی بیپ سنائی دی جیسی ٹاپ فائیو سینڈی کے ٹرانسمیٹر سے آ رہی تھی۔ ان جدید ٹرانسمیٹرز کی ساخت کا عمران کو بخوبی علم تھا۔ اس نے وائس میسج آن کرنے کے لئے ٹرانسمیٹر پر لگے مختلف بٹن مخصوص انداز میں پریس کرنے شروع کر دیئے اور پھر اس نے جیسے ہی ایک اور بٹن پریس کیا اسے ایک آواز سنائی دی۔ آواز بے حد بھاری تھی اور بولنے والا عجیب سی زبان میں بول رہا تھا۔

"یہ کون سی زبان ہے"...... عمران کے منہ سے حیرت بھری آواز نکلی۔ وہ غور سے اس آواز کو سن رہا تھا لیکن اسے بولنے والے کا ایک لفظ بھی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔

"لگتا ہے یہ بلیک سیکارلی کی آواز ہے اور وہ خود ساختہ کوڈ میں ڈورا اور سینڈی کو کوئی پیغام دے رہا ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ بار بار وائس میسج سن رہا تھا لیکن حیرت انگیز طور پر اس کا ایک لفظ بھی عمران کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔

"حیرت ہے۔ آخر یہ پیغام ہے کیا اور کوڈ میں کون سی زبان استعمال کی گئی ہے"...... عمران نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے ایک بار پھر پیغام سنا لیکن بے سود۔

"جوزف۔ جوانا"...... عمران نے کچھ سوچ کر زور سے جوزف اور جوانا کو آواز دیتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز سن کر چند ہی لمحوں

میں وہ دونوں اندر آ گئے۔

"آپ نے آواز دی تھی باس"...... جوزف نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ جوانا بھی عمران کی طرف بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔

"آواز ہی دی تھی۔ کوئی گولی نہیں چلائی جس سے تم دونوں ڈر جاؤ"...... عمران نے کہا۔

"ہم گولیوں سے ڈرنے والے نہیں ہیں ماسٹر۔ میں نے تو ساری زندگی ہی گولیوں کی بوچھاڑ اور بموں کے دھماکوں میں گزاری ہے"...... جوانا نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"پھر تو بم اور گولیاں ہی تم سے ڈرتے ہوں گے"...... عمران نے کہا تو جوانا ہنس پڑا۔

"باس۔ آپ کے چہرے پر قدرے پریشانی کے تاثرات ہیں"...... جوزف نے سنجیدگی سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ارے باپ رے۔ اس کا مطلب ہے کہ میں ناکام ہو گیا ہوں"...... عمران نے بوکھلا کر کہا۔

"ناکام اور آپ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ماسٹر۔ آپ کسی معاملے میں ناکام ہو جائیں۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا"...... جوانا نے فوراً کہا۔

"لیکن اس بار ہو گیا ہوں۔ جوزف نے مجھے شکست دے دی ہے"...... عمران نے بڑے مغموم سے لہجے میں کہا تو جوزف کے ساتھ ساتھ جوانا بھی چونک پڑا۔ ان دونوں کے چہروں پر شدید

حیرت نظر آ رہی تھی۔

"میں نے آپ کو شکست دے دی ہے۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو باس۔ جوزف میں اتنی صلاحیت کہاں کہ تمہارا مقابلہ کر سکے"۔ جوزف نے کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں جوزف۔ آج تم جیت گئے ہو۔ آج تم نے مجھے ایسی شکست دی ہے جسے شاید میں مر کر بھی نہ بھلا سکوں"...... عمران نے اور زیادہ دکھ بھرے لہجے میں کہا تو جوزف اور جوانا کی حالت دیکھنے والی ہو گئی۔ وہ دونوں انتہائی حیرت بھری نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ پھر اچانک جوزف تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے صوفے پر بیٹھے ہوئے عمران کے گھٹنے پکڑ لئے۔

"ارے۔ ارے۔ یہ کیا کر رہے ہو۔ میری تو نئی نکور پتلون ہے۔ کالے ہاتھ لگا کر اسے داغدار تو مت کرو"...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"باس پلیز۔ آپ مجھ سے ایسی باتیں نہ کریں۔ میں آپ کی ایسی باتیں سن کر پریشان ہو جاتا ہوں"...... جوزف نے روہانسے انداز میں کہا۔

"کک۔ کک۔ کون سی باتیں۔ میں نے تو تم سے کچھ بھی نہیں کہا۔ قسم کے طور پر چاہے تم خود میرے سر پر آ کر بیٹھ جاؤ یا جوانا کو بٹھا دو"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"پھر تم کیوں کہہ رہے ہو کہ تم مجھ سے شکست کھا گئے ہو۔ کس بات سے شکست اور کیسی شکست"...... جوزف نے اسی انداز میں کہا۔

"ارے۔ میں نے تم دونوں سے اپنی پریشانی چھپانے کی کوشش کی تھی۔ میں زبردستی مسکرا رہا تھا۔ اپنا خوف چھپا رہا تھا لیکن اس کے باوجود تم نے میری پریشانی بھانپ لی۔ یہ شکست نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ میں تم سے پریشانی اور اپنا خوف بھی نہیں چھپا سکا"۔ عمران نے کہا تو جوانا ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے"...... جوزف نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر اچانک وہ بری طرح سے چونک پڑا۔

"لیکن باس۔ آپ کو کیا پریشانی ہے۔ کس بات کا خوف ہے"۔ جوزف نے پوچھا۔

"کوئی ایک پریشانی ہو تو بتاؤں۔ نہ شادی ہوتی ہے، نہ بچے ہوتے ہیں، نہ میں کسی کا ڈیڈی بنتا ہوں اور نہ تم میرے بچوں کے چچا اور ماموں بنتے ہو۔ یہ پریشانی کیا کم ہے"...... عمران نے شوخ لہجے میں کہا۔

"اور تمہیں خوف کس بات کا ہے"...... جوزف نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔ وہ غور سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے وہ اس کی باتیں سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"کیا تم نے دن میں کبھی جناتی آوازیں سنی ہیں"...... عمران نے کہا تو وہ دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"جناتی آوازیں"...... ان دونوں نے حیرت بھرے لہجے میں ایک ساتھ کہا۔

"ہاں۔ جناتی آوازیں۔ ایسی آوازیں جیسے کوئی جن مجھے ڈرا رہا ہو۔ دھمکا رہا ہو۔ مجھے جان سے مارنے کی دھمکیاں دے رہا ہو اور بار بار کہہ رہا ہو کہ جلد سے جلد جوزف اور جوانا کی میں شادیاں کرا دوں ورنہ وہ مجھے پھاڑ کھائے گا"...... عمران نے کہا۔ جوزف چند لمحے تو حیرت سے عمران کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران کی باتوں کو مذاق سمجھ کر وہ مسکرا رہا تھا۔

"جن اور تم سے ہماری شادیاں کرانے کا کہہ رہا تھا"۔ جوزف نے ایک بار پھر سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ بالکل۔ میں جانتا تھا کہ تم میری باتوں کا یقین نہیں کرو گے"...... عمران نے مصنوعی ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ نو باس۔ تم کہو اور میں تمہاری کسی بات پر یقین نہ کروں۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... جوزف نے فوراً کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ میں جانتا ہوں تم میری کوئی بات نہیں مان رہے۔ دیکھو جوانا کس طرح مسکرا مسکرا کر میرا مذاق اڑا رہا ہے"۔ عمران نے کہا تو جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

"اچھا ماسٹر۔ وہ جن ہے کہاں۔ مجھے بتاؤ۔ میں ابھی پکڑ کر اس کی گردن مروڑ دوں گا۔ تمہارے سامنے میں اس کا ایسا بھیانک حشر کروں گا کہ وہ دوبارہ تمہارے پاس آنے کی جرأت نہیں کرے گا"...... جوانا نے کہا۔

"وہ میرے سامنے نہیں آتا۔ مجھے صرف اس کی آوازیں سنائی دیتی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"آوازیں۔ مگر کیسے"...... جوزف نے پوچھا۔

"لو تم بھی سن لو۔ پھر تمہیں بھی یقین آ جائے گا کہ میں واقعی تم سے مذاق نہیں کر رہا تھا"...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر سے بلیک سیکارلی کی آواز ابھرنے لگی تو وہ دونوں حیرت سے سننے لگے۔

"کچھ پلے بھی پڑ رہا ہے یا پھر یونہی احمقوں کی طرح منہ اٹھائے کھڑے ہو"...... عمران نے کہا۔

"نو باس۔ مجھے ان باتوں کی کوئی سمجھ نہیں آ رہی"...... جوزف نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اور تم جوانا"...... عمران نے جوانا سے پوچھا۔

"میں کوشش کر رہا ہوں ماسٹر۔ لیکن مکمل طور پر باتیں میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں"...... جوانا نے سر ہلا کر کہا تو عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"گڈ شو۔ بتاؤ کیا کہہ رہا ہے یہ اور یہ کون سا کوڈ ہے"۔ عمران

نے پوچھا۔

"جہاں تک مجھے یاد ہے یہ کروکس ٹام کوڈ ہے ماسٹر"...... جوانا نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"کروکس ٹام۔ اوہ۔ تمہارا مطلب ہے کہ وہ کروکس ٹام کوڈ جو ایک ایکریمیا کے لارڈ کروکس ٹام نے ایکریمین، فرنچ اور کاسٹرین زبان کے مختلف لفظوں سے بنایا تھا"...... عمران نے کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے کہا تو عمران غور سے اس پیغام کو ایک بار پھر سننے لگا۔

"اوہ۔ گڈ۔ ویری گڈ۔ یہ واقعی کروکس ٹام کوڈ ہے۔ گڈ شو جوانا۔ گڈ شو۔ تم نے تو میری ساری پرابلم ہی ختم کر دی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ماسٹر کلرز میں جانے سے پہلے میں کروکس ٹام کا ہی باڈی گارڈ ہوا کرتا تھا۔ اسے نئی نئی کوڈ لینگوئج بنانے کا بے حد شوق تھا۔ اس نے یہ کوڈ زبان مجھے بھی سکھانے کی کوشش کی تھی لیکن میں اس کوڈ کو زیادہ نہیں سیکھ سکا تھا"...... جوانا نے کہا۔

"چلو۔ اس زبان کو سن کر تمہیں یہ تو یاد آ گیا ہے نا کہ یہ کس کی ایجاد کردہ تھی۔ اب ذرا خاموش ہو جاؤ۔ مجھے یہ پیغام سمجھنے دو"...... عمران نے کہا تو وہ دونوں اثبات میں سر ہلا کر خاموش ہو گئے اور پھر عمران توجہ سے پیغام سننے میں مصروف ہو گیا۔ کروکس ٹام کوڈ کا سنتے ہی اس کے دماغ کی گرہیں کھل گئی تھیں اور اب یہ

زبان اسے آسانی سے سمجھ میں آ گئی تھی۔ پھر سارا پیغام سمجھ کر اس نے ریسٹ واچ دیکھی تو وہ یکلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ یکلخت چٹانوں کی طرح ٹھوس ہو گیا تھا۔

"اوہ۔ ایکریمیا کے لئے طیارہ کی پرواز میں صرف ایک گھنٹہ رہ گیا ہے۔ اگر میں ایک گھنٹے تک وہاں نہ پہنچا تو وہ نکل جائے گا"۔ عمران نے کہا۔

"کون نکل جائے گا۔ کیا تھا اس پیغام میں باس"...... جوزف نے پوچھا۔

"یہ بلیک سیکارلی کا پیغام تھا۔ اس نے ٹاپ فور ڈورا اور ٹاپ فائیو سینڈی کو پیغام دیا ہے کہ اس نے اپنے مشن میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ اس نے ٹاپ ٹو ٹالمور اور ٹاپ تھری فلیگ کو کال کر دی ہے۔ یہ پیغام سنتے ہی وہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے ایئر پورٹ پہنچ جائیں۔ اس نے ایکریمیا جانے والی ڈائریکٹ فلائٹ میں ان کی بھی سیٹیں کنفرم کرا لی ہیں"...... عمران نے تیز تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا تم ایک گھنٹے میں ایئر پورٹ پہنچ جاؤ گے ماسٹر۔ ایئر پورٹ تو یہاں سے بہت دور ہے"...... جوانا نے کہا۔

"پہنچنا پڑے گا جوانا۔ ہر حال میں پہنچنا پڑے گا ورنہ بلیک سیکارلی اپنے دو موت کے نمائندوں کو لے کر یہاں سے چلا جائے گا۔ میں ان میں سے کسی کو یہاں سے زندہ واپس نہیں جانے دوں

گا اور بلیک سیکارلی، وہ اگر نکل گیا تو پاکیشیا کو ایک ناقابل تلافی نقصان ہو گا۔ انتہائی ناقابل تلافی نقصان"...... عمران نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو ہمیں فوراً ایئر پورٹ جانا ہو گا۔ میں کار نکالتا ہوں"...... جوزف نے کہا۔

"نہیں۔ مجھے اس فلائٹ کو روکنا ہو گا۔ کسی بھی حال میں روکنا ہو گا۔ تم فون لاؤ۔ جلدی۔ میں ایئر پورٹ انتظامیہ سے بات کرتا ہوں۔ ہری اپ۔ فون لاؤ"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو جوزف سر ہلا کر بھاگتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک کارڈلیس فون تھا۔ اس نے فون لا کر عمران کو دیا تو عمران اسے آن کر کے تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

"یس۔ انٹرنیشنل ایئر پورٹ سیکورٹی سنٹر"...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"میری سیکورٹی انچارج کیپٹن اقبال گلزار سے بات کراؤ۔ جلدی"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ لیکن آپ کون بول رہے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں پریذیڈنٹ سرکل سے ملٹری سیکرٹری کرنل واسطی بول رہا ہوں"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یس سر۔ میں ابھی کیپٹن صاحب سے آپ کی بات کراتا ہوں۔ ہولڈ کریں پلیز۔ وہ باہر گئے ہیں۔ میں انہیں ابھی بلا کر لاتا ہوں"...... دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹری کا سن کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"ہری اپ۔ ہری اپ"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے رسیور سائیڈ پر رکھنے، کرسی گھسٹنے اور پھر بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ چند لمحوں بعد ایک بار پھر تیز تیز چلتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دیں۔

"یس سر۔ میں سیکورٹی انچارج کیپٹن اقبال گلزار بول رہا ہوں سر"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ شاید اسے فون سننے والے نے جا کر بتا دیا تھا کہ کہاں سے اور کس کی کال ہے۔

"سنو کیپٹن۔ میں ملٹری سیکرٹری کرنل واسطی بول رہا ہوں۔ ابھی ایک گھنٹے کے بعد ایئر پورٹ سے ایک انٹرنیشنل فلائٹ سیون سیون ون پرواز کرنے والی ہے۔ اس فلائٹ میں سٹیٹ کا ایک بہت بڑا مجرم فرار ہو رہا ہے۔ تم اس فلائٹ کو روکو"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"مجرم۔ اوہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"زیادہ سوال و جواب مت کرو۔ جو میں کہہ رہا ہوں اسے غور سے سنو۔ تمہیں ہر صورت میں اس فلائٹ کو پرواز کرنے سے روکنا

ہے۔ اس فلائٹ کو مقررہ وقت سے صرف آدھے گھنٹے تک کے لئے روکنا بے حد ضروری ہے۔ لیکن یہ کام نہایت ہوشیاری سے ہونا چاہئے مجرم کو اس بات کا شبہ تک نہیں ہونا چاہئے کہ اس کے لئے فلائٹ روکی جا رہی ہے۔ تم ایئر پورٹ کے اعلیٰ حکام سے بات کرو اور انہیں میرا بتاؤ۔ ان سے کہنا کہ فلائٹ کو فنی خرابی کا بہانہ بنا کر کے روک لیں اور اس فلائٹ پر کوئی ایکشن نہیں لیا جائے گا۔ میں فوری طور پر سپیشل فورس کے ایک میجر کو بھیج رہا ہوں۔ وہ ایک عام مسافر کی طرح طیارے میں جائے گا اور اس مجرم کو پکڑے گا۔ وہ مجرم کو کیسے پکڑتا ہے اور کیا کرتا ہے اس سے کوئی سوال نہیں کیا جائے گا۔ سمجھ گئے تم"...... عمران نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ میں سمجھ گیا سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں فلائٹ رکوا لوں گا۔ آدھے گھنٹے تک کا کوئی مسئلہ نہیں ہے"...... دوسری طرف سے سیکورٹی انچارج کیپٹن اقبال گلزار نے کہا۔

"یہ بھی یاد رہے کہ فلائٹ کے مسافروں کو پتہ نہیں چلنا چاہئے کہ فلائٹ لیٹ ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ او کے سر۔ جیسا آپ کہیں گے ویسے ہی ہو گا۔ آپ میجر صاحب کو بھیج دیں۔ میں تب تک سیکورٹی الرٹ کرتا ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آنے والے کا نام میجر نشاط پرواز ہے۔ وہ سویلین لباس میں آئے گا اور یہی نام بتائے گا۔ پھر وہ جو کہے اس کی ہدایات پر عمل

کرنا۔ اٹ از موسٹ امپورٹنٹ“...... عمران نے کہا۔

”رائٹ سر۔ اوکے سر“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے فوراً فون آف کر دیا۔

”جلدی کرو۔ کار نکالو۔ ہمیں جلد سے جلد ایئر پورٹ پہنچنا ہے“۔
عمران نے کہا تو جوزف بھاگتا ہوا باہر نکل گیا۔

”میں بھی ساتھ چلوں“...... جوانا نے کہا۔

”نہیں۔ تم یہیں رکو۔ تمہاری شاید جولیا کو ضرورت پڑ جائے۔ وہ کال کرے تو تم فوراً اس کی طرف روانہ ہو جانا“...... عمران نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تیزی سے باہر نکل گیا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ کار میں بیٹھا ایئر پورٹ کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر جوزف بیٹھا ہو تو کار فائٹر طیارہ بن جاتی تھی۔ جوزف عام سڑکوں کے ساتھ ٹریفک سے بھری سڑکوں پر بھی کار اڑائے لئے چلا جا رہا تھا۔ وہ اس قدر تیزی اور مہارت سے سڑک پر موجود گاڑیوں کو اوور ٹیک کرتا تھا کہ گاڑیوں والے اس کی رفتار دیکھ کر خوف سے کانپ اٹھتے تھے۔

انتہائی تیز رفتار ڈرائیونگ کے باوجود انہیں ایئر پورٹ پر پہنچنے میں ایک گھنٹے سے زیادہ وقت لگ گیا۔ جوزف نے جیسے ہی ایئر پورٹ کے احاطے میں داخل ہو کر کار روکی عمران تیزی سے باہر آیا اور پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ لاؤنج میں پہنچتے ہی وہ بھاگتے بھاگتے رک گیا۔ وہاں ہر طرف

سیکورٹی ہی سیکورٹی دکھائی دے رہی تھی۔ مسلح سیکورٹی والوں کے ساتھ کئی کمانڈوز بھی تھے جو جگہ جگہ پھیلے ہوئے تھے۔ ایک طرف عمران کو سیکورٹی انچارج دکھائی دیا جس کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا۔ وہ فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔ عمران تیز تیز چلتا ہوا اس کی طرف بڑھنے لگا۔

”ارے عمران صاحب آپ یہاں“...... سیکورٹی انچارج اقبال گلزار نے عمران کو دیکھ کر کہا اور فون آف کر دیا۔ وہ عمران کو بخوبی جانتا تھا۔ عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ جلدی میں میک اپ کر کے نہیں آیا تھا اس لئے کیپٹن نے اسے پہچان لیا تھا جبکہ وہ اس کے پاس میجر نشاط پرواز بن کر آنے والا تھا۔

”ہاں۔ مگر یہاں کیا ہو رہا ہے“...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”وہ عمران صاحب۔ سیکورٹی سنٹر میں ایک کال آئی تھی۔ کسی نے ملٹری سیکرٹری بن کر بلف کال کی تھی۔ پتہ نہیں وہ کون تھا۔ وہ ایک انٹرنیشنل فلائٹ رکوانا چاہتا تھا۔ معاملہ چونکہ سیکورٹی رسک تھا تو میں نے دوبارہ پریذیڈنٹ سرکل میں بات کی تو وہاں سے پتہ چلا کہ کال وہاں سے نہیں کی گئی تھی۔ پھر میری ملٹری سیکرٹری سے بات ہوئی تھی۔ انہوں نے مجھے کال کرنے سے سرے سے ہی انکار کر دیا تھا جس پر میں گھبرا گیا کیونکہ کال سننے کے بعد میں نے فوراً سیکورٹی والوں کو یہاں بلا لیا تھا“...... اس نے کہا تو عمران غصے اور پریشانی سے بل کھا کر رہ گیا۔ بلیک سیکارلی اس کے ذہن میں اس

قدر حاوی ہو گیا تھا کہ وہ کیپٹن اقبال گلزار کو فون کرنے کے بعد یہ بھی بھول گیا تھا کہ وہ احتیاطاً پریذیڈنٹ سرکل میں دوبارہ بھی کال کر سکتا ہے۔

"اور وہ فلائٹ"...... عمران نے بے چینی سے پوچھا۔

"اسے روانہ کر دیا گیا ہے۔ سیکورٹی رسک کا مسئلہ تھا اس لئے اسے روکا نہیں جا سکتا تھا"...... کیپٹن اقبال گلزار نے کہا تو عمران کے دماغ میں چھناکے سے جیسے شیشے کا کوئی برتن ٹوٹ گیا۔

"کتنی دیر پہلے فلائٹ روانہ ہوئی ہے"...... عمران نے جبڑے بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"دس منٹ ہو چکے ہیں"...... کیپٹن اقبال گلزار نے کہا تو عمران کا دل چاہا کہ وہ اپنے بال نوچ لے۔ بلیک سیکارلی اس فلائٹ میں موجود تھا اور اس کے پاس سرداور سے حاصل کیا ہوا گرین فلیش کا فارمولا بھی تھا جسے وہ اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ آسانی سے وہاں سے لے کر نکل گیا تھا۔ اپنی حماقت پر عمران کو خود پر بے حد غصہ آ رہا تھا۔ اب اگر وہ مزید کارروائی کرتے ہوئے اس فلائٹ کو واپس بلانے کی بھی کوشش کرتا تو اس میں اسے تاخیر ہو جاتی اور طیارہ اس وقت تک انٹرنیشنل کراس لائن سے نکل جاتا اور انٹرنیشنل کراس لائن عبور کرنے کے بعد طیارے کو کسی بھی صورت واپس نہیں لایا جا سکتا تھا۔ عمران کی حالت کسی جوئے میں ہارنے والے ایسے انسان جیسی تھی جو اپنا سب کچھ ہار گیا ہو۔

عمران ایئر پورٹ کے احاطے سے نکلا ہی تھا کہ اس کی جیب میں موجود سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے تھکے تھکے انداز میں جیب سے سیل فون نکالا۔ سکرین پر بی زیڈ کے الفاظ سپارک کر رہے تھے۔

"ہاں۔ بولو۔ تمہیں بھی فون کرنے کا خیال تب آیا ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت"...... عمران نے کہا۔

"چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ میں سمجھا نہیں۔ آپ کن چڑیوں کی بات کر رہے ہیں"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"چڑیاں نہیں چڑے۔ چڑیاں بے چاریاں تو مفت میں ہی ماری گئی تھیں۔ اصل مسئلہ تو چڑوں بلکہ ان کے کنگ کا تھا جس نے اکیلے ہی سارا کھیت چگ لیا تھا۔ اب میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں اس چڑے کے پیچھے جا کر اس کے حلق سے سب کچھ نکالوں یا

کھیت میں ہی جا کر کچھ تلاش کروں“...... عمران نے کہا۔

”میری سمجھ میں آپ کی کوئی بات نہیں آ رہی۔ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں“...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”تم جیسا انسان کچھ سمجھنا بھی چاہے تو نہیں سمجھ سکتا“...... عمران نے کہا۔

”ارے۔ وہ کیوں۔ کیا میری عقل میں کوئی کمی ہے“...... بلیک زیرو نے ہنس کر کہا۔

”عقل میں کمی نہ ہوتی تو تم دانش منزل میں کیوں بیٹھے رہتے۔ ویسے بھی تم زیرو ہو اور وہ بھی بلیک“...... عمران نے کہا۔

”میں نے آپ کو بہرحال ایک اطلاع دینے کے لئے کال کی ہے“...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا۔

”یہی کہ بلیک سیکارلی اور اس کے دو ساتھی فرار ہو گئے ہیں“۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”فرار ہو گئے ہیں۔ کیا مطلب۔ آپ سے کس نے کہا کہ وہ فرار ہو گئے ہیں“...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ارے۔ میں انہیں ایئر پورٹ پر خود چھوڑنے آیا تھا۔ انہیں میں نے بڑی عزت اور احترام سے جہاز میں سوار کرا دیا تھا اور جب ان کی فلائٹ چلی گئی تو میں باہر آ گیا۔ میں ایئر پورٹ کے

باہر احاطے میں ہوں“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ تو آپ بھی ایئر پورٹ پہنچ گئے تھے“...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا تو عمران بری طرح سے چونک پڑا۔

”آپ بھی۔ کیا مطلب“...... عمران نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

”عمران صاحب۔ جولیا اپنے ساتھیوں کے ساتھ فائن کلب گئی تھی۔ وہاں انہوں نے ہر طرف گیس کیپسول فائر کر دیئے تھے جس سے کلب کے تمام افراد بے ہوش ہو گئے۔ پھر وہ سب کلب میں داخل ہو گئے اور مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے وہ سیٹھ سکندر کے آفس تک پہنچ گئے۔ سب سے پہلے سیٹھ سکندر کے آفس میں صفدر پہنچا تھا لیکن اسے دیکھتے ہی وہ میز کے اندر بنے ہوئے ایک خانے میں گھس کر غائب ہو گیا تھا۔ اس نے خفیہ راستے سے وہاں سے نکلنے کی کوشش کی لیکن ٹائیگر جو پہلے ہی وہاں موجود تھا اس نے اسے وہیں چھاپ لیا۔ ٹائیگر نے سیٹھ سکندر کو گولیاں مار کر اسے زخمی کر دیا اور پھر تمام ممبران بھی اس کے پاس پہنچ گئے۔ ابھی وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ ان کے اوپر جیسے آتش فشاں پہاڑ پھٹ پڑا ہو۔ زور دار دھماکوں نے فائن کلب کو مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا تھا لیکن وہ چونکہ تہہ خانے میں تھے جو ریڈ بلاکس سے تعمیر کیا گیا تھا کیونکہ وہاں سیٹھ سکندر کا اسلحہ خانہ تھا اس لئے وہ خوفناک تباہی کی زد میں نہیں آیا تھا“...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"تو یہ سب بتانے کے لئے تم نے مجھے فون کیا ہے"...... عمران نے کہا جیسے اس کے لئے یہ خبر بلیک سیکارلی کے وہاں سے نکل جانے سے بڑھ کر نہ ہو۔

"نہیں۔ میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ بلیک سیکارلی کے دونوں ساتھی ٹاپ ٹو ٹالمور اور ٹاپ تھری فلیگ ہلاک ہو چکے ہیں اور بلیک سیکارلی بے ہوشی کی حالت میں دانش منزل میں پہنچ چکا ہے"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا اور اس بار عمران محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"بلیک سیکارلی دانش منزل میں ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ تو ایکریمیا جانے والی فلائٹ میں سوار ہو گیا تھا اور اس فلائٹ کو تو یہاں سے ٹیک آف کئے کافی دیر ہو چکی ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ وہ فلائٹ میں سوار ضرور ہوا تھا لیکن ٹائیگر اور تنویر اسے فلائٹ سے نکال لائے تھے"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے جواب دیا تو عمران بے اختیار آنکھیں گھما کر رہ گیا۔

"ٹائیگر اور تنویر نے فلائٹ سے بلیک سیکارلی کو نکال لیا تھا۔ کیسے۔ یہ سب کیسے ہو گیا"...... عمران نے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور حیرت تھی۔

"میں نے آپ کو بتایا ہے نا کہ ٹائیگر نے سیٹھ سکندر کو زخمی کر

دیا تھا۔ وہ ان کے ساتھ ہی تھا۔ کلب کی صرف اوپر والی عمارت ہی تباہ ہوئی تھی جسے ٹاپ تھری فلیگ نے ہی خوفناک میزائلوں سے تباہ کیا تھا۔ وہ اس کلب کو تباہ کر کے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کی خوش قسمتی ہی تھی کہ وہ ایک ایسے تہہ خانے میں تھے جو ریڈ بلاکس سے بنا ہوا تھا اس لئے وہ سب بچ گئے۔ پھر انہوں نے سیٹھ سکندر سے پوچھ گچھ کی تو سیٹھ سکندر نے انہیں ایک کوٹھی کا پتہ بتا دیا جہاں ٹاپ ٹو ٹالمور موجود تھا اور اس سے سیٹھ سکندر نے فون پر بات بھی کی تھی۔

سیٹھ سکندر سے انفارمیشن ملتے ہی وہ سب اسے ہلاک کر کے فوراً وہاں سے نکلے اور اس عمارت میں پہنچ گئے۔ پھر وہ سب خفیہ انداز میں اس کوٹھی میں داخل ہوئے تو انہیں ایک کمرے میں دو افراد کے باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ ٹاپ ٹو ٹالمور اور ٹاپ تھری فلیگ ہی تھے۔ ٹاپ ٹو ٹالمور زخمی تھا اور ٹاپ تھری فلیگ کسی سے ٹرانسمیٹر پر باتیں کر رہا تھا۔ اس سے بات کرنے والا بلیک سیکارلی ہی تھا جو انہیں اپنے مشن کی کامیابی کا بتا رہا تھا۔ اس نے ان دونوں کو اس فلائٹ کے بارے میں بتایا اور انہیں فوراً ایئر پورٹ پہنچنے کا کہا اور پھر جیسے ہی ٹرانسمیٹر آف ہوا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران اندر چلے گئے اور انہوں نے ٹاپ ٹو ٹالمور اور ٹاپ تھری فلیگ کو ہلاک کر دیا۔ ان کے پاس وقت کم تھا اور پھر

ٹائیگر اور تنویر نے میک اپ کئے اور ٹاپ ٹو ٹالمور اور ٹاپ تھری فلیگ بن کر ایئر پورٹ پہنچ گئے۔

بلیک سیکارلی انہیں ایئر پورٹ پر مل گیا۔ اس نے ان دونوں کو نہیں پہچانا تھا۔ وہ اپنی دو لیڈی ایجنٹوں کا بھی انتظار کر رہا تھا۔ تنویر اور ٹائیگر اس کے ساتھ فلائٹ میں سوار ہوئے اور پھر موقع ملتے ہی تنویر نے ہاتھ میں رکھا ہوا ایک کیپسول انگلیوں سے توڑ کر مسل دیا جس سے بلیک سیکارلی وہیں بے ہوش ہو گیا اور وہ دونوں اسے ہارٹ کا مریض بتا کر طیارے سے باہر لے آئے۔ انہوں نے مجھے اطلاع دی تو میں نے انہیں دانش منزل میں بلا لیا"۔

دوسری طرف سے بلیک زیرو نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو عمران کی آنکھیں فرط مسرت سے چمک اٹھیں۔

"گڈ شو۔ اس کا مطلب ہے کہ ٹائیگر اور تنویر نے میدان مار لیا ہے اور میں یہاں ایسے ہی کسی کے فراق میں آنسو بہا رہا ہوں"۔ عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو دوسری طرف بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"بہرحال آپ آ جائیں۔ وہ میٹنگ روم میں آپ کا انتظار کر رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"لیکن ٹائیگر اور تنویر نے بلیک سیکارلی کا بنایا ہوا ٹی ہنڈرڈ کا میک اپ کیسے کیا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر اپنے پیغام میں ٹاپ فور ڈورا اور ٹاپ فائیو سینڈی سے بھی کہا تھا کہ وہ ایئر پورٹ پر ٹی

ہنڈرڈ میک اپ کر کے آئیں"...... عمران نے پوچھا۔

"انہیں دیکھ کر فلیگ نے وہاں سے بھاگنے کی کوشش کی تو تنویر نے اسے وہیں گولی مار دی۔ انہوں نے بھی ٹی ہنڈرڈ میک اپ کا ٹاپ ٹو ٹالمور سے پوچھا تھا۔ وہ زخمی تھا اور ٹائیگر نے اپنے مخصوص انداز میں اس کی زبان کھلوا لی تھی۔ ٹاپ ٹو ٹالمور نے زبان تو کھول دی تھی لیکن وہ زخموں کی تاب نہ لا کر ہلاک ہو گیا"۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"میں تو مارا گیا پھر آج"...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"وہ کیسے"...... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ارے۔ سارا کام تو ٹائیگر اور تنویر نے کر لیا ہے اور تنویر تو اپنی کامیابی پر ویسے ہی اونچا اڑ رہا ہو گا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران آج کے اس کارنامے پر اس کے سر پر سہرا سجانے کے لئے تیار بیٹھے ہوں گے جس سہرے کی میں برسوں سے آس لگائے بیٹھا ہوں وہ اس آسانی سے تنویر کے سر پر سج جائے گا تو میں مارا ہی جاؤں گا نا۔ وہ بھی مفت میں"...... عمران نے روہانسے لہجے میں کہا تو دوسری طرف بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

ختم شد